محض بھوکا پیاسا رہنے سے کیا حاصل؟
رمضان المبارک کو اس کی روح کے مطابق گزاریے

فہمِ رمضان کورس

جس میں آپ سیکھیں گے

- استقبال رمضان
- حقوق رمضان
- اعمال رمضان
- مسائل رمضان
- عید

مرتب: مفتی منیر احمد
استاذ: معہد العلوم الاسلامیۃ (رجسٹرڈ)
فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔

◀ تاریخ طباعت : رجب المرجب 1434ھ/مئی 2013ء

◀ مطبع : مولانا محمد علی پریس، ناظم آباد نمبر 1

◀ ناشر : معہد العلوم الاسلامیۃ

ملنے کا پتہ

دارالکتب

متصل جامع مسجد الفلاح بلاک "H" شمالی ناظم آباد۔ کراچی

فون نمبر: 0331-2607207 - 0331-2607204

◀ مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب فرماتے ہیں: مولانا منیر احمد صاحب جامع مسجد الفلاح ناظم آباد نے بھی میرے علم کی حد تک قابل قدر مختصر کورسز ترتیب دیے ہیں اور ان سے عوام کو خوب فائدہ ہو رہا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ مساجد میں درس قرآن کے ساتھ عوام الناس کی دینی تعلیم وتربیت کے لیے کروائے جانے والے چار مختلف کورسز۔ ائمہ مساجد وخطباء حضرات اپنے ماحول اور دستیاب مواقع کے لحاظ سے ان میں سے کسی کا بھی انتخاب کر سکتے ہیں۔ خصوصاً گرمیوں کی چھٹیوں میں سمر کورس کے لیے یہ نصاب مجرب وآزمودہ ہیں (ضرب مومن 25 تا 31 مئی 2012)

فہرست مضامین

کچھ سوالات فھم رمضان کورس کے بارے میں

(1) سوال: فہم رمضان کورس سیکھنا کیوں ضروری ہے اس کے سیکھنے کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: قرآن مجید میں ہے لیبلو کم ایکم احسن عملا(ھود7) ترجمہ تاکہ تمہیں آزمائے کہ عمل کے اعتبار سے تم میں کون زیادہ اچھا ہے۔

اورسورۃ قارعہ(آیت:٦،٧)میں ہے فأما من ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية. ترجمہ:اب جس شخص کے پلڑے وزنی ہوں گےتو وہ من پسند زندگی میں ہوگا۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اعمال گنے نہیں جاتے بلکہ تولے جاتے ہیں لہذا ہمارے رمضان کے اعمال روزہ، تلاوت،تراویح، اعتکاف،صدقات وغیرہ جوبھی ہم کرتے ہیں وہ کل قیامت میں تولے جائیں گے اور اس وقت ہر ایک کی یہی خواہش ہوگی کہ کسی طرح ہمارے اعمال وزنی ثابت ہوجائیں،اور عمل وزنی ہوتے ہیں اتباع سنت سے یعنی ہمارا روزہ، تلاوت،تراویح وغیرہ اعمال جتنا حضور کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہوں گے اتنے ہی کل قیامت میں وزنی ہوں گے اور جتنے سنت طریقہ سے ہٹ کر ہوں گے اتنے بے وزنی ہوں گے اسی سنت طریقہ کو سیکھنے کے لیے اورخلاف سنت طریقہ سے بچنے کے لیے یہ فہم رمضان کورس ہے گویا فہم رمضان کورس سیکھ کر ہم اعمال رمضان کوکل قیامت میں وزنی بناسکتے ہیں الغرض فہم رمضان کورس سیکھنا ہم سب کی ضرورت ہے۔جس نے پہلے سے نہیں سیکھا وہ اس کے ذریعہ سے سیکھ لے گا اور جو پہلے سیکھ چکے ہیں ان کے لیے یہ کورس یاددہانی کا ذریعہ بن جائے گا۔

(2) سوال: فہم رمضان کورس سیکھنے کے کیافوائد ہیں؟

جواب: ● **علم دین سیکھنے کے جتنے فضائل قرآن وحدیث میں آئے ہیں وہ سب حاصل ہوجائیں گے۔**

(1) حضورﷺ نے فرمایا جوشخص علم حاصل کرنے کے لیے صبح کو چلتا ہے تو فرشتے اس پر سایہ کرتے ہیں اور اس کے روزگار میں برکت ہوتی ہے اور اس کے رزق میں کمی نہیں ہوتی اور رزق اس کے لیے مبارک ہوتا ہے۔(جامع بیان العلم 54/1رقم الحدیث 217)

(2) حضورﷺ کے زمانہ میں دو بھائی تھے ایک کماتا دوسرا حضورﷺ کے ساتھ رہتا علم سیکھتا کمائی والے نے اپنے بھائی کی شکایت کی حضورﷺ نے فرمایا شاید اسی کی وجہ سے تمہیں روزی ملتی ہو۔(حیاۃ الصحابہ،ترمذی رقم الحدیث 2345)

(3) حضورﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطافرماتے ہیں۔
(متفق علیہ رقم الحدیث فی البخاری 71)

(4) جوشخص علم حاصل کرنے کے لیے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں اورفرشتے خوش ہوکر پروں سے اس کے لیے سایہ کرتے ہیں۔(مسلم رقم الحدیث 2699)

(5) آپﷺ نے فرمایا جس کو اس حال میں موت آئی کہ وہ علم حاصل کررہا ہوتا کہ وہ علم حاصل کرکے دین اسلام کو زندہ کرے تو اس کے اورنبیوں کے درمیان ایک درجہ کا فرق ہوگا۔(مشکوۃ 249)

● سیکھ لیا لیکن عمل نہ کر سکے یہ بھی فائدہ سے خالی نہیں۔

(1) رمضان کی فضیلت اور اس سے متعلق مسائل صحیح علم سامنے آجانے کے بعد گمراہی اور جہالت سے حفاظت ہو جائے گی۔

(2) کبھی نہ کبھی عمل کی توفیق بھی نصیب ہو جائے گی۔

(3) خود عمل نہ بھی کیا دوسروں کو سکھلا دیا تو بھی ثواب ملے گا۔(حیات المسلمین)

● سیکھنے کے بعد عمل بھی کر لیا۔

(1) تو اس عمل پر جو خیر و برکت کے وعدے ہیں وہ یقیناً پورے ہوں گے۔

(2) جب ان خیروں اور برکتوں کا مشاہدہ خود عمل کرنے والے اور دوسروں کو ہوگا تو اپنے یقین میں بھی اضافہ ہوگا اور دوسروں کو بھی عمل کی ترغیب ملے گی۔

(3) رمضان کے متعلق اسلام کی ہدایات عام ہوں گی، جہالت ختم ہوگی اور کتابوں سے پڑھے اور سیکھے بغیر بھی صرف دیکھنے اور سننے سے رمضان کے بہت سارے احکام لوگوں کو معلوم ہو جائیں گے۔

(4) رمضان کے بہت سارے احکام جن پر عمل کرنے میں کوئی مجاہدہ اور مشقت نہیں اٹھانی پڑتی صرف نہ جاننے یا غلط جاننے کی وجہ سے عمل نہیں کر پا رہے تھے ان پر بسہولت عمل کی توفیق نصیب ہو جائے گی۔

● رمضان کے فضائل و مسائل اور عمل کرنے کے بعد اگر دوسروں کو سکھا بھی دیا تو سکھانے کے جتنے فضائل ہیں وہ سب نصیب ہو جائیں گے۔

(1) حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا جن میں ایک عابد تھا اور دوسرا عالم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ایک معمولی شخص پر۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو بھلائی سکھلانے والے پر اللہ تعالیٰ، ان کے فرشتے، آسمان اور زمین کی تمام مخلوقات یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں سے مچھلی (پانی میں اپنے اپنے انداز میں) رحمت بھیجتی اور دعائیں کرتی ہیں (ترمذی رقم الحدیث 2685)

(2) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کے مرنے کے بعد جن اعمال کا ثواب اس کو ملتا رہتا ہے ان میں ایک تو علم ہے جو کسی کو سکھایا اور پھیلایا ہو، دوسرا صالح اولاد ہے جس کو چھوڑا ہو، تیسرا قرآن شریف ہے جو میراث میں چھوڑ گیا ہو، چوتھا مسجد ہے جو بنا گیا ہو، پانچواں مسافر خانہ ہے جس کو اس نے تعمیر کیا ہو، چھٹا نہر ہے جس کو اس نے جاری کیا ہو، ساتواں وہ صدقہ ہے جس کو اپنی زندگی اور صحت میں اس طرح دے گیا ہو کہ مرنے کے بعد اس کا ثواب ملتا رہے (مثلاً وقف کی شکل میں صدقہ کر گیا ہو)(ابن ماجہ رقم الحدیث 242)

(3) اللہ تعالیٰ سرسبز وشاداب کرے اس آدمی کو جو ہم سے کچھ بات سنے پھر اسے آگے پہنچا دے جیسا اس کو سنا تھا بہت سے ایسے آدمی جن کو بات پہنچائی جائے زیادہ محفوظ کرنے والے ہوتے ہیں بنسبت سننے والے سے (مشکوۃ رقم الحدیث 230)

(3) سوال: فہم رمضان کورس میں کون سے مضامین ہیں اور اس کا تعارف کیا ہے؟

جواب: اس میں درج ذیل عنوانات بیان کئے جائیں گے۔ (1) استقبال رمضان (2) حقوق رمضان (3) اعمال رمضان (4) عید (5) مسائل رمضان۔ مزید تفصیل کے لیے کورس کی فہرست ملاحظہ فرمائیں۔

(4) سوال: یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ فہم رمضان کورس کے ذریعہ باقاعدہ مسائل رمضان سیکھنے کے بجائے جب کسی مسئلہ میں ضرورت پیش آجائے ہم مفتی حضرات سے وہ مسئلہ پوچھ لیں اور جب تک اس مسئلہ کا علم نہ ہوجائے اس وقت تک اس معاملہ کو موقوف رکھیں۔

جواب: بنیادی مسائل کا علم حاصل کرنا پھر بھی ضروری ہے ,کیونکہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ کس چیز کا تعلق شریعت سے ہے اور کس چیز کا نہیں ہے تو اس سے پہلے لوگ پوچھنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کریں گے۔ امام غزالیؒ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ تجارت کے بنیادی مسائل کا علم بہر حال پھر بھی سیکھنا ضروری ہے کیونکہ جب تک ان کا علم نہ ہوگا یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ کہاں معاملہ موقوف کرنا چاہیے اور کہاں علماء سے دریافت کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں تو اسی وقت کسی خاص مسئلے کا علم حاصل کروں گا جب مجھے اس کی ضرورت پیش آئے گی، اس سے پوچھا جائے گا کہ آپ کو یہ بات کس طرح معلوم ہوگی کہ فلاں واقعے کے سلسلے میں شریعت کا حکم دریافت کرنا چاہیے۔ آپ تو اپنے معاملات میں مشغول رہیں گے اور یہ سمجھتے رہیں گے کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ جائز ہے، حالانکہ یہ ممکن ہے کہ وہ جائز نہ ہو، اس لیے تجارت کے سلسلے میں مباح اور غیر مباح کا جاننا بے حد ضروری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ وہ اپنے دورِ خلافت میں بازار کا گشت لگاتے اور بعض جاہل تاجروں کو درے لگاتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بازار میں صرف وہی لوگ خرید وفروخت کریں، جنہیں تجارت کے شرعی احکام کا علم ہو، ورنہ ان کے معاملات سودی ہوں گے خواہ وہ مانیں یا نہ مانیں (احیاء العلوم 129/2)

(5) سوال: یہ ذہن میں آتا ہے کہ اب تو عمر کافی ہوگئی بات یاد نہیں رہتی، اب حافظہ پہلے جیسا نہیں رہا۔ پھر کلاس میں پڑھ بھی لیا تو واپس جا کر مشغولیت کی وجہ سے پڑھنے اور یاد کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔

جواب: علم دین کا تعلق دماغ سے زیادہ، دل اور عمل سے ہے، عمل کی نیت سے درس سنیں اور کرنے کی چیزوں پر عمل شروع کریں، بچنے کی چیزوں سے بچنا شروع کردیں۔ پس علم بھی محفوظ ہوجائے گا، وہ چیزیں انسان بھولتا ہے جو عمل میں نہیں ہوتیں۔

(6) سوال: یہ ذہن میں آتا ہے کہ زیادہ دیر زمین پر بیٹھنا مشکل ہوتا ہے۔

جواب: عذر ہے تو ٹیک لگا کر، کرسی پر جیسے سہولت ہو بیٹھ سکتے ہیں۔

(7) سوال: اپنی مشغولیتوں کے اعتبار سے آئندہ اگر پابندی مشکل ہوجائے؟

جواب: کامل فائدہ تو پابندی سے ہی ہوگا، باقی کچھ نہ ہونے سے ہونا بہتر ہے، عزم، ہمت اور دعا کر کے کورس میں آنا تو شروع کردیں۔

(8) سوال: کورس کی فیس کیا ہے؟

جواب: ﴿وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ اور میں تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ (شعراء 109) ﴿اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ﴾ میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے۔ (هود 88)

(9) سوال: اس کورس کا دورانیہ کتنا ہے؟

جواب: اگر مجمع سے یومیہ ایک گھنٹہ لیا جائے تو دس بارہ کلاسوں میں بہت اچھے انداز سے اس کو پڑھایا جا سکتا ہے۔

(10) سوال: کیا دوسروں کو بھی کورس میں لا سکتے ہیں؟

جواب: ضرور، ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا﴾ جو شخص اچھی سفارش کرے اس کو اس کی وجہ سے حصہ ملے گا۔ (نساء 85)

(11) سوال: اس کے علاوہ اور مزید کون کونسے کورس یہاں ہوتے ہیں

جواب: فہم قربانی کورس، فہم تجارت کورس، سیرت رسول ﷺ بذریعہ پروجیکٹر (برائے حضرات وخواتین) 3 ماہی سمر کیمپ، چالیس روزہ سمر کیمپ، تعلیم بالغان، تین سالہ علم دین کورس، مکتب تعلیم القرآن۔

فہم رمضان کورس کو پڑھانے کا طریقہ

(12) سوال: فہم رمضان کورس کو پڑھنے پڑھانے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: **طریقہ 1:** سب سے اعلیٰ طریقہ تو یہ ہے کہ تدریسی انداز اختیار کیا جائے۔ پڑھانے والے کے سامنے بھی یہ کورس ہو اور تمام پڑھنے والوں کے پاس بھی، ایک ایک بات اچھی طرح سمجھائی جائے، اور دوران تدریس بذریعہ سوالات اس بات کی تسلی کی جائے کہ مجمع سمجھ رہا ہے یا نہیں اور درمیان میں جو مشقیں آئیں طلبہ ان کو گھر سے حل کر کے آئیں۔ اور اگلے دن استاذ سے اس کی تصحیح کرالیں، اگر روزانہ ایک گھنٹہ مجمع سے لے رہے ہیں تو پہلے آدھے گھنٹہ میں شروع کتاب یعنی استقبال رمضان سے پڑھائیں۔ اور دوسرے آدھے گھنٹہ میں مسائل رمضان جو کتاب کے آخر میں ہے وہاں سے پڑھائیں، اور وقت کم ہے تو بیس بیس منٹ کے دو پیریڈ بنالیں الغرض فضائل ومسائل دونوں اکٹھا لے کر چلیں۔

طریقہ 2: اور اگر مجمع بہت زیادہ ہے کچھ کے پاس یہ کورس ہے اکثر کے پاس نہیں تو تدریسی انداز کے بجائے ترغیبی

انداز سے پڑھا سکتے ہیں مثلاً کتاب میں سے عنوان دیکھا اور مجمع کو سنا دیا۔ کہیں کہیں عبارت پڑھ دی، مشقوں میں جو ضروری ضروری سوال ہیں وہ مجمع سے پوچھ لیے۔

طریقہ 3: جمعہ کے بیانات میں اس کے مضامین بیان کر دیئے جائیں مثلاً رمضان سے ایک یا دو جمعہ پہلے استقبال رمضان کے تحت جو مضامین ہیں وہ سنا دیئے پھر رمضان کے پہلے جمعہ میں پہلے عشرے کے اعمال اور دوسرا عشرہ شروع ہونے سے پہلے دوسرے عشرے کے اور تیسرا عشرہ شروع ہونے سے پہلے تیسرے عشرے کے الغرض ہر عمل کے آنے سے پہلے اس عمل کی وضاحت سامنے آجائے، اعتکاف سے قبل اعتکاف، لیلۃ القدر سے قبل لیلۃ القدر، شب عید اور عید سے قبل ان کے احکام کی وضاحت کر دی جائے۔ اور دوران اعتکاف اور لیلۃ القدر اور شب عید میں بھی دوبارہ یہ باتیں مجمع کے سامنے آجائیں۔

طریقہ 4: بعض مساجد میں فجر یا عصر کے بعد ائمہ حضرات مجمع سے ترغیبی بات کرتے ہیں ان نشستوں میں بھی فہم رمضان کے مضامین زبانی یا کتاب سے جیسے مناسب ہو مجمع کو سنائے جا سکتے ہیں۔

طریقہ 5: جن حضرات نے یہ کورس پڑھ لیا ہے وہ اپنے اپنے گھروں میں پڑھائیں۔

طریقہ امتحانات

اگر اس کورس کو طریقہ 1 کے مطابق پڑھایا جائے تو جس انداز میں مشقوں کے تحت سوالات دئے گئے ہیں ان ہی میں سے انتخاب کر کے پرچہ میں دے دیئے جائیں۔

1 استقبال رمضان (9 اعمال)

1.1 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ پڑھنا

1.2 رمضان آنے تک ذیل کی دعا مانگتے رہنا

1.3 روزہ کے مسائل سیکھنا

1.4 فضائل رمضان کا پڑھنا

1.5 رمضان کے لیے اپنے آپ کو فارغ کرنا

1.6 تجوید سے پڑھنے والے قاری صاحب کا انتخاب کرنا

1.7 تمام گناہوں سے بچنے کے لیے لائحہ عمل بنانا

1.8 شعبان میں بھی کچھ روزے رکھ لینے چاہئیں

1.9 29 شعبان کو چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا

1.1 حضور ﷺ کا خطبہ پڑھنا

شعبان کی آخری تاریخ میں حضور اقدس ﷺ نے رمضان شریف کے متعلق جو بیان فرمایا اور رمضان کے فضائل سے متعلق حضور ﷺ کی چند جامع احادیث سب سے پہلے اس کو پڑھ لیں یا سن لیں، تا کہ اس ماہ مبارک کی اہمیت اور اس میں کچھ کرنے کا جذبہ بیدار ہو جائے۔

پہلا خطبہ

(1) اے لوگو! تمہارے اوپر ایک بہت بڑا مہینہ سایہ ڈالنے والا (آنے والا) ہے بہت برکتوں والا ہے اس مہینہ میں ایک رات (شب قدر) ایسے مرتبہ والی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے (مسلمانوں پر) فرض فرمائے اور اس کی رات کے قیام (تراویح) کو باعث ثواب کر دیا۔

(3) جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے وہ ایسا ہے جیسے غیر رمضان میں کوئی فرض ادا کرے۔

(4) اور جو شخص اس مہینہ میں کوئی ایک فرض ادا کرے وہ ایسا ہے جیسے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کئے۔

(5) اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ باہمی رواداری اور غم خواری کا ہے۔اس مہینہ کی برکت سے مؤمن کے رزق میں زیادتی ہوتی ہے۔

(6) جو شخص کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے (وہ) اس کے لیے گناہوں کے معاف ہونے اور دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہوگا مگر اس روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔

(7) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو روزہ افطار کرائے۔تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص ایک روزہ دار کا روزہ صرف ایک کھجور یا پانی یا دودھ کے گھونٹ ہی سے کھلوا دے گا تب بھی اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ہی ثواب عطا فرمائے گا۔(مطلب یہ ہے کہ روزہ دار کو بھی پورا ثواب ملے گا اور افطار کرانے والے کو بھی)

(8) اور اس مہینہ کا ابتدائی حصہ (پہلا عشرہ) رحمت کا ہے اور دوسرا حصہ (دوسرا عشرہ) مغفرت کا ہے اور آخری حصہ (تیسرا عشرہ) دوزخ سے آزادی کا ہے۔

(9) اور جو شخص اپنے خادم (ملازم) سے اس مہینہ میں کام ہلکا لے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اور جہنم سے آزاد کر دے گا۔

(10) اور تم رمضان میں چار کام زیادہ کرو دو کاموں سے تم اپنے پروردگار کو راضی کرو اور دو کام ایسے کرو جن سے تمہیں چھٹکارا نہیں (یعنی ان کاموں کی تمہیں ضرورت ہے)۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے پروردگار کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے۔ اور جن دو باتوں کے بغیر تمہیں چارہ نہیں وہ جنت کی طلب اور دوزخ سے پناہ مانگنا ہے۔

(11) اور جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے گا (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض (کوثر) سے ایسا پانی پلائے گا کہ اس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔ (بیہقی)

دوسرا خطبہ

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جب رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو رحمت کائنات ﷺ نے ہم لوگوں سے ارشاد فرمایا لوگو! ماہ رمضان آ گیا یہ بڑی برکت والا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ اس میں اپنے خاص فضل و کرم سے تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی خاص رحمتیں نازل فرماتے ہیں، خطاؤں کو معاف کرتے ہیں اور دعائیں قبول کرتے ہیں اور اس مہینہ میں طاعات، حسنات اور عبادات کی طرف تمہاری رغبت اور مسابقت کو دیکھتے ہیں اور مسرت و فخر کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھی دکھاتے ہیں، پس اے لوگو! ان مبارک دنوں میں اللہ پاک کو اپنی طرف سے نیکیاں ہی دکھاؤ (یعنی عبادات و حسنات کثرت سے کرو) بلاشبہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو رحمتوں کے اس مہینے میں بھی اللہ جل شانہٗ کی اس رحمت سے محروم رہے۔ (طبرانی)

فضائل رمضان

(1) رمضان کے پانچ خصوصی انعامات

(1) روزہ دار کے منہ کی بو (جو بھوک کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(2) ان کے لیے دریا کی مچھلیاں تک دعاءِ مغفرت کرتی ہیں، اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔

(3) جنت ہر روز ان کے لیے سجائی جاتی ہے پھر حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں۔

(4) اس ماہ مبارک میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں (یعنی رمضان میں شیاطین قید ہونے کی بناء پر روزہ داروں کو گناہوں پر نہیں اُبھار سکتے، لیکن

انسان کا نفس گناہ کرانے میں شیاطین سے کم نہیں ہے اور گناہوں کا چسکا بھی گناہوں کی پٹری پر چلاتا رہتا ہے تاہم پھر بھی گناہوں کی کمی اور عبادت کی کثرت کا ہر شخص مشاہدہ کرتا ہے)۔

(5) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لیے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا یہ شب مغفرت شب قدر ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دے دی جاتی ہے۔ (الترغیب)

(2) رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں:

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں بجائے ''ابواب جنت'' (جنت کے دروازے) کے ''ابواب رحمت'' (رحمت کے دروازے) کا لفظ ہے۔ (بخاری ومسلم)

(3) رمضان میں اللہ کے منادی کی پکار:

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات جکڑ دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے سارے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی دروازہ بھی کھلا نہیں رہتا۔ اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اس کا کوئی دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا، اور اللہ کا منادی پکارتا ہے کہ اے خیر اور نیکی کے طالب قدم بڑھا آگے آ، اور اے بدی اور بدکرداری کے شائق رک، آگے نہ آ! اور اللہ کی طرف سے بہت سے (گناہ گار) بندوں کو دوزخ سے رہائی دی جاتی ہے (یعنی ان کی مغفرت کا فیصلہ فرمادیا جاتا ہے) اور یہ سب رمضان کی ہر رات میں ہوتا رہتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(4) جنت کو رمضان کے لیے خوشبو کی دھونی دی جاتی ہے:

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کے لیے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان کی خاطر آراستہ کیا جاتا ہے پس جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام مثیرہ ہے (جس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں جس سے ایسی دل آویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑی ہوکر آواز دیتی ہیں کہ کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا تاکہ حق تعالیٰ شانہ اس کو ہم سے جوڑ دیں۔ پھر وہی حوریں جنت کے

داروغہ رضوان سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے وہ لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے۔ جنت کے دروازے محمدﷺ کی امت کے لیے (آج) کھول دیئے گئے۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رضوان سے فرما دیتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے اور مالک (جہنم کے داروغہ) سے فرمادیتے ہیں، کہ احمدﷺ کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کردے اور جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کرو اور گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو کہ میرے محبوب محمدﷺ کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔ (الترغیب)

1.2 رمضان آنے تک ذیل کی دعاء مانگتے رہنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا تو رسالت مآبﷺ یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ

ترجمہ: اے اللہ ہمیں رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرما اور (اپنے فضل وکرم سے) رمضان المبارک تک پہنچا۔ (مجمع الزوائد)

1.3 روزہ کے مسائل سیکھنا

جو چیز فرض ہو اس کا سیکھنا بھی فرض ہے اور جو واجب ہو اس کا سیکھنا واجب ہے لہذا جن پر روزہ فرض ہے وہ رمضان سے پہلے ہی روزہ کے ضروری مسائل سیکھ لیں کہ کن باتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاء و کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں اور کن باتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن صرف قضاء واجب ہوتی ہے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ اور وہ کون سی چیزیں ہیں جن سے روزہ صرف مکروہ ہوتا ہے ٹوٹتا نہیں۔ اور وہ کون سی چیزیں ہیں جو روزہ کی حالت میں جائز اور مباح ہیں وغیرہ وغیرہ

1.4 فضائل رمضان کا پڑھنا

رمضان کی قدر و قیمت اس وقت ہوگی جب اس کے فضائل معلوم ہوں، ذہن میں مستحضر ہوں اور وہ فضائل کو بار بار پڑھنے اور سننے سے ہوگا لہذا ایک کتاب ''فضائل رمضان مصنف شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ'' کو خرید لیں اور رمضان ختم ہونے تک روزانہ دس پندرہ منٹ نکال کر اس کو پڑھیں اور گھر والوں کو بھی سنائیں۔

1.5 رمضان کے لیے اپنے آپ کو فارغ کرنا

گیارہ مہینے دنیا کے کام کاج کیئے رمضان کے ایک مہینہ کے لیے بہتر ہے کہ اپنے آپ کو مکمل فارغ کرلیں دفتر سے،

ملازمت سے ایک مہینہ کے لیے چھٹی لے لیں نہیں تو کم از کم اتنا تو ضرور کرلیں کہ اپنی دنیاوی مشغولیتوں کو جتنا کم کر سکتے ہوں کم کرلیں جن کو مؤخر کیا جا سکتا ہو ان کو مؤخر کر کے رمضان کے بعد کرلیں، جو کام خواہ مخواہ رمضان میں کیئے جاتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے بھی ہو سکتے ہیں جیسے: عید کی تیاریاں، وہ بھی شعبان ہی میں کرلیں۔ رمضان کے مبارک لمحات خاص طور سے شب قدر کی مبارک راتیں بازاروں میں ضائع کرنا انتہائی محرومی کی بات ہے۔ **الغرض** رمضان سے پہلے ہی اس کے لیے فکر کریں اور کوئی **لائحہ عمل** ضرور طے کرلیں۔ (کیونکہ رمضان کا مہینہ ہے ہی ترکِ دنیا کے لیے۔تھانویؒ)

1.6 تجوید سے پڑھنے والے قاری صاحب کا انتخاب کرنا

ایک حدیث میں ہے کہ انسان نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے اسی طرح بعض کے لیے نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھائی، تہائی، آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔ (ابوداؤد) یعنی جس قدر نماز کی ظاہری شکل اور اندرونی کیفیات سنت کے مطابق ہوتی ہیں اتنا ہی زیادہ اجر وثواب ملتا ہے۔ (بذل المجہود)

لہٰذا تراویح کا مکمل ثواب اور اجر پانے کے لیے ضروری ہے کہ آپ ایسی مسجد کا انتخاب کریں جس میں حافظ صاحب قرآن کریم آہستہ آہستہ آرام کے ساتھ تلاوت کریں اور کسی ایسی مسجد میں ہرگز نہ جائیں جس میں قرآن کریم غلط طریقے سے پڑھا جاتا ہو، اور اتنی تیزی سے پڑھا جاتا ہو کہ اس کے نتیجے میں حروف کٹتے ہوں، یا حروف اپنے مخارج سے ادا نہ ہوتے ہوں، اور یعلمون اور تعلمون کے علاوہ کچھ سمجھ میں نہ آتا ہو، اور رکوع سجدہ میں اٹھک بیٹھک ہوتی ہو، تو ایسی تراویح تباہی اور بربادی کا باعث ہے، ایسی مسجد میں جاکر ہم اپنی تراویح کو تباہ اور برباد نہ کریں، اور 15، 20 منٹ جلدی فارغ ہونے کی کوشش میں اپنی تراویح کو خراب نہ کریں، اگر تراویح میں کچھ دیر لگ گئی تو وہ وقت اللہ کی عبادت ہی میں گزرا، جبکہ ہمارا مقصود ہی یہ ہے کہ ہمارا زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت میں گزرے۔

1.7 تمام گناہوں سے بچنے کے لیے لائحہ عمل بنانا

قرآن مجید میں ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ أَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ﴾

تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے پچھلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، اس توقع پر کہ تم متقی بن جاؤ تھوڑے دنوں روزہ رکھ لیا کرو۔ (بقرہ: آیت 183)

معلوم ہوا کہ رمضان اور اس کا روزہ ہے ہی متقی بننے کے لیے۔ متقی وہ بنے گا جو تقویٰ (یعنی ہر قسم کے گناہوں کا چھوڑنا)

اختیار کرے گا اور تقوی ہر چیز کا ہے آنکھ کا، زبان کا، دل دماغ کا، پیٹ کا، ہاتھ پاؤں کا۔

جس طرح رمضان سے پہلے ہی سحری، افطار کے سامان کی فکر کی جاتی ہے۔ پہلے سے سودے کا پرچہ بنتا ہے، سحری میں کھجلہ، پھینی، دودھ دہی اور افطاری میں چھولے، پکوڑے، رول، سموسے، شربت وغیرہ اضافی لوازمات کی تیاری کی جاتی ہے۔ گھروں میں اس پر کچھ مشورے بھی ہوتے ہیں اس سے زیادہ اس کی ضرورت ہے کہ اس کا مشورہ ہو کہ بھئی رمضان آرہا ہے جو ہے ہی درحقیقت تقوی کے لیے لہذا اس کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

مثلاً یہ مشورہ ہو کہ:

(1) آنکھوں کے تقوی کے لیے کم از کم ایک مہینہ TV بند کر دیتے ہیں۔

(2) زبان کے تقوی کے لیے جس کے منہ سے غیبت نکلے دوسرا فوراً روک دے۔ نیز روزانہ کسی کتاب مثلاً تحفۂ خواتین سے پانچ منٹ غیبت کے نقصانات ہم پڑھ لیا کریں گے۔

(3) کان کے تقوی کے لیے گھر میں گانا، میوزک نہیں چلے گا۔ ہاں علماء کرام (مفتی تقی عثمانی صاحب، مولانا طارق جمیل صاحب) کے بیانات سنے جاسکتے ہیں۔

(4) پیٹ کے تقوی کے لیے سحری، افطاری کھانے پینے میں حلال مال استعمال کریں گے۔

1.8 شعبان میں بھی کچھ روزے رکھ لینے چاہئیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو نہیں دیکھا کہ شعبان کے مہینہ سے زیادہ کسی دوسرے مہینے میں (نفلی) روزے رکھے ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ چند ایام کے علاوہ پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی رمضان کے ایک دو دن پہلے سے روزے نہ رکھے، الا یہ کہ اتفاق سے وہ دن پڑ جائے جس میں روزہ رکھنے کا کسی آدمی کا معمول ہو تو وہ شخص اپنے معمول کے مطابق اس دن بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔ (مثلاً ایک آدمی کا معمول ہے کہ وہ ہر جمعرات یا پیر کو روزہ رکھتا ہے تو اگر 29، 30 شعبان کو جمعرات یا پیر پڑ جائے تو اس آدمی کو اس دن روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔) (بخاری و مسلم)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جس آدمی نے شک والے دن کا روزہ رکھا اس نے پیغمبر خدا ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔ (ابوداؤد)

1.9 29 شعبان کو چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ماہ شعبان کے دن اور اس کی تاریخیں جتنے اہتمام سے یاد رکھتے تھے اتنے اہتمام سے کسی دوسرے مہینے کی تاریخیں یادنہیں رکھتے تھے۔ پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزے رکھتے تھے اور اگر (29 شعبان کو) چاند دکھائی نہ دیتا تو تیس دن پورے شمار کر کے پھر روزے رکھتے تھے۔(ابو داؤد)

فائدہ: چاند دیکھ کر ہرگز نہ کہنا چاہئے کہ یہ فلاں دن کا ہے اس حساب سے آج فلاں تاریخ (یا فلاں روزہ) ہے۔ جب لوگوں نے دیکھا جب ہی سے حساب شروع ہوگا۔(تعلیم الدین) قیامت کی علامات میں سے ہے کہ چاند بے تکلف نظر آئے گا تو کہا جائے گا کہ یہ 2 رات کا ہے۔(جامع صغیر)

انتیس شعبان کو غروب آفتاب کے بعد رمضان کا چاند دیکھنا (تلاش کرنا) فرض کفایہ ہے تا کہ روزہ یا افطار کی حقیقت واضح ہو جائے۔(الفقہ علی مذاہب الاربعۃ)

2. حقوق رمضان

رمضان المبارک کے چند حقوق ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام گناہوں کو چھوڑنا، خواہ وہ دن کے گناہ ہوں یا رات کے، عبادت کے متعلق ہوں یا عادت اور معاملات کے متعلق، اس میں وہ امور بھی آگئے جن سے روزہ یا تراویح میں خلل آجاتا ہے۔ (خطبات تھانوی:256/10)

الغرض رمضان المبارک کی اصل عبادت تو روزہ وتراویح اوران کی تنزیہ (ان کو گناہوں سے بچانا) ہےاور کثرتِ تلاوت و اعتکاف وشب بیداری اس کے متعلقات ہیں ان سب کی اصل یعنی اصل الاصول وہ احکامِ واجبہ کی پابندی اور امورِ منکر ومکروہ سے اجتناب ہے اس سے آگے اپنی اپنی ہمت ہے۔

اس کی ایسی مثال ہے جیسے مہمان کے سامنے جو چیزیں رکھی جاتی ہیں۔ ان میں اصل چیز تو گوشت روٹی ہے۔باقی مربہ، اچار، چٹنی یہ دسترخوان کی زینت ہیں اور ہضمِ غذا میں معین بھی ہیں اور دیگر کھانوں کے لیے لطف افزا ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے مہمان کے سامنے یہ زائد چیزیں تو رکھ دے مثلاً چٹنی بھی کئی قسم کی، اچار بھی طرح طرح کے رکھ دے مربے بھی، مگر ان کے سوا اور کچھ نہیں۔ نہ خشکہ ہے نہ روٹی ہے، نہ گوشت ہے، جو اصلی غذا ہے، اب وہ مہمان کیا کہے گا یہی کہے گا کہ کیا کھاؤں۔ مربہ کھاؤں، اچار کھاؤں، کھانے کی چیز تو ایک بھی نہیں۔ یہ تو سب لگانے کی چیزیں ہیں۔

اگر اسی طرح آپ نے اپنا رمضان اس حالت میں حق تعالیٰ کے سامنے پیش کیا کہ اس میں اصل چیز تو ہے نہیں۔ مگر زائد چیزیں ہیں تو وہ کیا قبول ہوگا۔ اور اگر آپ کے پاس اصل چیز تو ہے مگر زوائد نہیں ہیں۔یعنی اگر دن بھر بری نگاہ سے، غیبت سے اور جتنے گناہ ہیں سب سے بچے رہو۔ اپنی آمدنی حلال رکھو۔ پھر چاہے رات کو اچھی طرح پڑ کر سوئے ہو۔تہجد بھی نہ پڑھو۔ وظیفے بھی نہ پڑھو۔ مگر یہ کہ گناہ کے پاس نہ بھٹکو۔ تو آپ کا رمضان بخدا اس شخص سے اچھا ہے کہ تہجد بھی ہے، چاشت بھی ہے، وظیفے بھی ہیں۔ تلاوت بھی ہے سب کچھ ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کر رہا ہے کہ غیبتیں بھی کر رہا ہے، برائی بھی کر رہا ہے عورتوں کو بھی تک رہا ہے لہو ولعب میں بھی مبتلا ہے لڑنا جھگڑنا بھی ہے بغض وحسد بھی ہے اس سے آپ کا رمضان ہزار درجہ اچھا ہے۔

اگر ہمت نہ ہو بہت سے سپارے ختم نہ کرو۔ سوؤ خوب پڑھ کر۔ بس فرض، سنت نمازیں تو اٹھ کر پڑھ لیا کرو۔ باقی آرام سے مہینہ بھر گزارو۔ مگر خدا کے واسطے گناہ کوئی نہ کرو تو یہ اچھا ہے اور اگر ہمت ہو تو گناہ کو بھی چھوڑ و اور طاعات کو بھی کرلو۔ یہ تو پھر سبحان اللہ نورعلیٰ نور ہے۔ (خطبات تھانوی:336/140)

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ یہ بتائیے کہ ایک شخص عمل تو کم کرتا ہے یعنی نفلی

عبادات اور نفل نماز بہت زیادہ نہیں پڑھتا، زیادہ تر فرائض وواجبات پر اکتفاء کرتا ہے، نفلی عبادات، ذکر واذکار، وظائف اور تسبیحات زیادہ نہیں کرتا، لیکن اس کے گناہ بھی کم ہیں، ایسا شخص آپ کو زیادہ پسند ہوگا؟ یا آپ کو وہ شخص زیادہ پسند ہوگا جس کی نفلی عبادتیں بھی زیادہ ہیں اور گناہ بھی زیادہ ہیں؟ مثلاً تہجد کی نماز بھی پڑھتا ہے، اشراق کی نماز بھی پڑھتا ہے، اوابین بھی پڑھتا ہے، تلاوت بھی خوب کرتا ہے، وظائف اور تسبیحات بھی خوب کرتا ہے، لیکن ساتھ میں گناہ بھی بہت کرتا ہے۔ آپ کے نزدیک ان دونوں میں سے کون بہتر ہے؟ پہلے شخص کا عمل کم مگر گناہ بھی کم، دوسرے شخص کے اعمال زیادہ مگر گناہ بھی زیادہ۔ جواب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ گناہوں سے حفاظت کے برابر میں کسی چیز کو نہیں سمجھتا۔ یعنی آدمی گناہوں سے محفوظ ہو جائے، یہ اتنی بڑی نعمت اور اتنا بڑا فائدہ ہے کہ دنیا کا کوئی عمل اس کے برابر نہیں۔ اگر ایک شخص گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرے تو نفلی عبادات اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ (کتاب الزہد لابن مبارک)

اس حدیث سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہ جتنی نفلی عبادات ہیں، یہ اپنی جگہ پر بڑی فضیلت کی چیزیں ہیں، لیکن ان نفلی عبادات کے بھروسے پر اگر انسان یہ سوچے کہ میں تو نفلی عبادتیں بہت کرتا ہوں اور پھر اس کے نتیجے میں گناہوں سے پرہیز نہ کرے تو یہ بڑے دھوکے کی بات ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کے اندر گناہوں سے پرہیز کرنے کی فکر کرے، گناہوں سے پرہیز کرنے کے بعد بالفرض اگر اس کو زیادہ نفلی عبادات کرنے کا موقع نہیں ملا تو اس صورت میں اس کا کوئی گھاٹا اور نقصان نہیں، اللہ تعالیٰ کے یہاں ان شاء اللہ وہ نجات پا جائے گا، لیکن اگر نفلی عبادتیں تو خوب کرتا ہے اور ساتھ میں گناہ بھی بہت کرتا ہے تو اس کی نجات کی کوئی ضمانت نہیں، کیونکہ یہ بڑا خطرناک معاملہ ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ یہ جتنی نفلی عبادتیں ہیں، چاہے وہ نفلی نماز ہو، تلاوت ہو، یا ذکر وتسبیح ہو، یہ سب ٹانک ہیں، اس سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ جیسے کوئی شخص جسم کی طاقت کے لیے کوئی ٹانک استعمال کرے۔ اور یہ گناہ زہر ہیں۔ اب اگر ایک شخص ٹانک بھی خوب کھائے اور زہر بھی خوب کھائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ٹانک اس کے اوپر اثر نہیں کرے گا، البتہ زہر اثر کر جائے گا اور اس شخص کی تباہی کا ذریعہ بن جائے گا۔ اور ایک شخص وہ ہے جو کوئی ٹانک اور طاقت کی دوا تو استعمال نہیں کرتا، صرف دال روٹی پر اکتفاء کرتا ہے، لیکن جو چیزیں صحت کے لیے مضر ہیں، ان سے پرہیز کرتا ہے، تو یہ آدمی صحت مند رہے گا، باوجود یہ کہ یہ ٹانک نہیں کھاتا۔ پہلا شخص جو ٹانک بھی کھاتا ہے اور ساتھ میں مضر صحت چیزوں سے پرہیز نہیں کرتا، یہ لازماً بیمار پڑ جائے گا اور ایک دن ہلاک ہو جائے گا۔ نفلی عبادات اور گناہوں کی بالکل یہ مثال ہے۔ لہٰذا یہ فکر ہونی چاہیے کہ ہماری صبح سے لے کر شام تک کی زندگی سے گناہ نکل جائیں، منکرات اور معصیتیں نکل جائیں۔ خصوصاً رمضان المبارک میں تو اس کا بہت زیادہ اہتمام ہونا چاہیے۔ رمضان کو گناہوں سے بچانا یہ رمضان کا حق ہے۔

مشق

استقبال رمضان وحقوق رمضان

(1) رمضان کے استقبال کے لیے کن چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیے؟________________

____

____

(2) رمضان میں کون سے چار کام زیادہ کرنے چاہئیں؟________________

____

(3) رمضان کو پانے کے لیے حضورﷺ کون سی دعا مانگا کرتے تھے؟________________

(4) رمضان المبارک کے حقوق کا خلاصہ کیا ہے؟________________

____

____

(5) گناہوں سے بچنے کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کیا فرمایا؟________________

____

____

3 اعمال رمضان (3 عشروں کے اعمال)

3.1 پہلے عشرے کے 11 اعمال

1 عمل نمبر 1 روزہ

2 عمل نمبر 2 کثرت تلاوت

3 عمل نمبر 3 اذکار

4 عمل نمبر 4 دعائیں

5 عمل نمبر 5 ماتحتوں اور ملازمین کے ساتھ تخفیف

6 عمل نمبر 6 صدقہ، خیرات، غم خواری

7 عمل نمبر 7 عمرہ

8 عمل نمبر 8 تراویح

9 عمل (9) نوافل کی کثرت، فرائض کا مزید اہتمام

10 عمل (10) دین کی محنت کرنا

11 عمل (11) مذکورہ تمام اعمال کو مندرجہ ذیل 6 صفات کے ساتھ کرنا

3.2 دوسرے عشرے کے اعمال

3.3 آخری عشرے کے اعمال

1 عمل (1) اعمال میں پہلے سے زیادہ محنت کرنا

2 عمل (2) اعتکاف

3 عمل (3) لیلۃ القدر کی عبادت

4 عمل (4) لیلۃ الجائزہ (شب عید) کی عبادت

3.1 پہلے عشرے کے اعمال

یہ عشرہ رحمت کا ہے، اور اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (اعراف:56) یعنی اللہ کی رحمت قریب ہے نیک اعمال کرنے والوں سے۔ لہذا اس عشرہ میں اللہ تعالی کی رحمت کو کھینچ لانے والے نیک اعمال اختیار کیے جائیں اور اللہ تعالی کی رحمت سے محروم کردینے والے اعمال (تمام گناہ) سے اجتناب کیا جائے۔

1. عمل نمبر 1 روزہ

﴿ فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ ﴾

ترجمہ: سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہیے۔ (بقرہ:185)

(1) فضائل روزہ۔ (2) حقوق روزہ۔ (3) آداب روزہ۔ (4) مسائل روزہ۔

(1) فضائلِ روزہ:

(1) روزہ کی جزا اللہ تعالیٰ خود دیتے ہیں:

انسان جو بھی نیک عمل کرتا ہے اس کا اجر اسے دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ملتا ہے، لیکن روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ عمل (چونکہ) خالص میرے لیے ہے، اس لیے میں ہی اس کی جزا دوں گا (کیونکہ) روزے دار صرف میری خاطر اپنی جنسی خواہش، کھانا اور پینا چھوڑتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

فائدہ: جس عمل کے بارے میں اللہ تعالیٰ یہ فرمادیں کہ ہم خود اس کا بدلہ دیں گے، تو وہ بدلہ کتنا عظیم ہوگا۔ (خطبات تھانوی:110/10)

(2) روزہ سے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں:

جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کا یقین رکھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (بخاری)

(3) روزہ جہنم سے بچاؤ کے لیے ڈھال ہے:

روزہ ایک ڈھال ہے۔ (مسلم)

(4) روزہ بارگاہ خداوندی میں سفارشی ہے:

روزہ اور قرآن بندہ کے لیے بارگاہ خداوندی میں سفارش کریں گے، روزہ کہے گا کہ اے رب میں نے اس بندہ کو دن میں

کھانے پینے اور دوسری خواہشوں سے روک دیا تھا،لہذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما لیجئے۔(مشکوٰۃ)

(5) روزہ جسمانی صحت کا سبب ہے:

روزے رکھو تندرست رہو گے۔(طبرانی فی الاوسط)

وعید:

شرعاً جسے روزہ چھوڑنے کی اجازت نہ ہو اور عاجز کرنے والا مرض بھی لاحق نہ ہو اس نے اگر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا تو عمر بھر روزہ رکھنے سے بھی اس ایک روزہ کی تلافی نہ ہوگی اگر چہ (بطور قضاء) عمر بھر روزے بھی رکھ لے۔(ترمذی)

(2) حقوقِ روزہ:

(1) حدیث میں ہے کہ روزہ میرے لیے ہے تو جب ہم نے روزہ رکھا تو گویا ہم بزبان حال اللہ تعالیٰ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ لیجئے حضور یہ (روزہ) آپ کے لیے تحفہ ہے۔عام حاکمِ وقت کے لیے اگر کوئی چیز بطور تحفہ دی جائے (خاص کر جب اس نے اس کی فرمائش بھی کی ہو) تو اس بات کا کس قدر اہتمام ہوتا ہے کہ عمدہ سے عمدہ، صاف ستھری چیز پیش کی جائے، پھر اللہ جو احکم الحاکمین ہیں ان کی بارگاہ میں روزہ کو گناہ سے کتنا صاف ستھرا کر کے پیش کرنا چاہیے۔(خطبات تھانوی:121/10)

(2) حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا رغم انفه رغم انفه رغم انفه یعنی حضور نے فرمایا کہ اس کی ناک خاک میں مل جائے اس کی ناک خاک میں مل جائے، اس کی ناک خاک میں مل جائے۔صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے۔فرمایا تین شخص ہیں ایک تو وہ جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور اس نے جنت نہ حاصل کی (یعنی ان کی خدمت کر کے) دوسرے وہ جس کے سامنے میرا ذکر آیا اور اس نے درود شریف نہ پڑھا۔

تیسرا وہ جس کے اوپر رمضان کا مہینہ آیا اور اس نے گناہ معاف نہ کرائے اور وہ اسی طرح نکل گیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان یا روزہ میں خود معافی کا اثر نہیں بلکہ اس کے اندر خاص شان ہونی چاہیے اور خاص شان وہ ہے جس کو حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة ان یدع طعامه وشرابه. (بخاری)

جو شخص روزہ میں باطل بولنا اور برا کام کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں ہے اس بات کی کہ چھوڑ دے اپنا کھانا اور اپنا پینا۔

یہ ہے وہ شرط کہ جس کے پائے جانے سے روزہ کے اندر معافی کی شان آجاتی ہے اور اس شرط کا حاصل ہے معاصی اور

گناہوں کا چھوڑ دینا۔ اور اس کی طرف عام طور پر التفات نہیں ہوتا یا التفات ہے تو علم نہیں ہے۔(خطبات تھانوی:163/10)

(3) حدیث میں ہے کہ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو (دوران روزہ گناہ سے نہ بچنے کی وجہ سے) روزہ کے ثمرات میں سوائے بھوکا رہنے کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔(نسائی)

(4) حدیث میں ہے کہ روزہ آدمی کے لیے ڈھال ہے (یعنی اللہ کے عذاب جہنم سے حفاظت کا سبب ہے) جب تک کہ اس کو (جھوٹ، غیبت وغیرہ گناہوں سے) پھاڑ نہ ڈالے۔(نسائی، ابن ماجہ)

خلاصہ:

ان چاروں احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ روزہ کا حق ہے کہ اس کو آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان، دل و دماغ کے گناہوں سے آلودہ اور گندہ نہ کیا جائے خصوصاً معدہ کے گناہ (یعنی حرام کھانا) اس کو تو ضرور چھوڑ دیا جائے، کیونکہ یہ تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔ نیز جب روزہ میں وہ چیزیں حرام کر دی گئی ہیں جو پہلے مباح تھیں تو جو پہلے سے حرام ہیں ان کو تو بطریقہ اولیٰ چھوڑنا ضروری ہے۔ (خطبات تھانوی:123-4/10)

اور یہ کوئی مشکل کام نہیں یہ خاموش رہنے اور سوتے رہنے سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔(خطبات تھانوی:243/10)

(3) آداب روزہ:

(1) سحری (2) گندی باتیں، شور، گالم گلوچ سے پرہیز (3) افطاری

(1) سحری

(1) فضیلت۔ (2) وقت۔ (3) مقدار خوراک۔ (4) سحری کی کوتاہیاں

(1) فضیلت:

سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔(مسلم)

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔(الترغیب)

یہ بھی فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں سحری کھانے کا فرق ہے۔(مسلم)

(2) وقت:

سحر کہتے ہیں رات کے آخری چھٹے حصہ کو اور اس میں بھی تاخیر مسنون ہے مگر اتنی تاخیر نہ ہو کہ صبح صادق کے ہونے کا وہم ہونے لگے۔(بدائع)

سحری ختم ہونے کا وقت متعین ہے، سائرن اور اذان اس کے لیے ایک علامت ہے، اگر سائرن وقت پر بجا ہے تو وقت ختم ہوگیا، اس وقت کچھ کھانا، پینا درست نہیں۔

(3) مقدار خوراک:

سحری میں نہ تو اتنا کم کھائے کہ عبادات میں ضعف محسوس ہونے لگے اور نہ ہی حفظ ما تقدم میں اتنا زیادہ کھائے کہ بد ہضمی کی وجہ سے دن بھر کھٹی ڈکاریں آتی رہیں۔ اور روزہ کا مقصد (شہوتوں کا توڑنا فقراء کے ساتھ مشابہت) ہی فوت ہوجائے۔ (فضائل رمضان)

(4) سحری کی کوتاہیاں:

(1) بعض لوگ تراویح پڑھ کر کھانا کھا کر سوجاتے ہیں اور سحری کے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ (فضائل رمضان)

(2) بعض لوگ سحری کھا کر فجر کی نماز پڑھے بغیر یا گھر ہی میں پڑھ کر سوجاتے ہیں یہ بڑی محرومی کی بات ہے۔

(3) بعض لوگ سحری کھانے میں اتنی تاخیر کرتے ہیں کہ وقت نکل جانے کا خطرہ ہوتا ہے یہ بھی سراسر بے احتیاطی ہے۔

(2) گندی باتیں، شور، گالم گلوچ سے پرہیز:

حدیث میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو گندی باتیں نہ کرے، شور نہ مچائے۔ اگر کوئی شخص گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑا کرنے لگے (تو اس کو گالی گلوچ یا تھپڑ سے جواب نہ دے) بلکہ یوں کہہ دے کہ میں روزہ دار آدمی ہوں (گالم گلوچ کرنا یا لڑنا میرا کام نہیں۔) (بخاری ومسلم)

حدیث میں ہے کہ یہ مہینہ صبر کا ہے۔ (الترغیب)

(3) افطاری:

(1) کب افطار کرنا چاہیے۔ (2) کس چیز سے افطار کرنا چاہیے۔ (3) کتنی مقدار خوراک ہونی چاہیے۔ (4) افطار کے وقت یا بعد میں کیا پڑھنا چاہیے۔ (5) افطار کرانے کی کیا فضیلت ہے۔ (6) افطاری کی کوتاہیاں

(1) کب افطار کرنا چاہیے:

سورج غروب ہوتے ہی جلدی روزہ افطار کرنا سنت ہے، اور افطار میں تاخیر کرنا خلاف سنت ہے۔

(1) حدیث میں ہے کہ جب تک میری امت کے لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے وہ اچھے حال میں رہیں گے۔ (بخاری ومسلم)

(2) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے بندوں میں مجھے وہ بندہ زیادہ محبوب ہے جو افطار میں جلدی کرے۔(ترمذی)

مسئلہ: روزہ دار کی سحری و افطار میں اسی جگہ کے وقت کا اعتبار ہوگا، جہاں وہ ہے پس جو شخص عرب ممالک سے روزہ رکھ کر کراچی آئے، اس کو کراچی کے وقت کے مطابق افطار کرنا ہوگا اور جو شخص پاکستان سے روزہ رکھ کر مثلاً سعودی عرب گیا ہو، اس کو وہاں کے غروب کے بعد روزہ افطار کرنا ہوگا، اس کے لیے کراچی کے غروب کا اعتبار نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

(2) کس چیز سے افطار کرنا چاہیے:

کھجور سے وہ نہ ہو تو پانی ہی سے کرلیا جائے:

حدیث میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ کھجور سے افطار کرے اگر کھجور نہ پائے تو پانی ہی سے افطار کرلے اس لیے کہ پانی کو اللہ نے طہور (ظاہر و باطن کو پاک کرنے والا) بنایا ہے۔(ابوداؤد، ترمذی)

(3) کتنی مقدار خوراک ہونی چاہیے:

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ روزہ کی غرض یعنی قہر ابلیس اور شہوت نفسانیہ کا توڑنا کیسے حاصل ہوسکتا ہے اگر آدمی افطار کے وقت اس مقدار کی تلافی کرلے جو فوت ہوئی۔ حقیقۃً ہم لوگ بجز اس کے کہ اپنے کھانے کے اوقات بدل دیتے ہیں اس کے سوا کچھ بھی کمی نہیں کرتے، بلکہ اور زیادتی مختلف انواع کی کرجاتے ہیں جو بغیر رمضان کے میسر نہیں ہوتی۔ لوگوں کی کچھ ایسی عادت ہوگئی ہے کہ عمدہ عمدہ اشیاء رمضان کے لیے رکھتے ہیں اور نفس دن بھر کے فاقہ کے بعد جب ان پر پڑتا ہے تو خوب زیادہ سیر ہو کر کھاتا ہے تو بجائے قوت شہوانیہ کے ضعیف ہونے کے اور بھڑک اٹھتی ہے اور جوش میں آجاتی ہے اور مقصد کے خلاف ہوجاتا ہے۔ روزہ کے اندر مختلف اغراض اور فوائد اور اس کے مشروع ہونے سے مختلف منافع مقصود ہیں وہ سب جب ہی حاصل ہوسکتے ہیں جب کچھ بھوکا بھی رہے۔ بڑا نفع تو یہی ہے جو معلوم ہوچکا یعنی شہوتوں کا توڑنا، یہ بھی اسی پر موقوف ہے کہ کچھ وقت بھوک کی حالت میں گزرے۔(فضائل رمضان: ص 663)

(4) افطار کے وقت اور بعد میں کیا پڑھنا چاہیے:

حضورﷺ جب افطار فرماتے تو کہتے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ اے اللہ! میں نے تیرے ہی واسطہ روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔(ابوداؤد)

حضورﷺ جب روزہ افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہ پیاس چلی گئی اور رگیں (جو سوکھ گئی تھیں وہ) تر ہوگئیں اور خدا نے چاہا تو اجر و ثواب قائم ہوگیا۔(ابوداؤد)

(5) افطار کرانے کی فضیلت:

حدیث میں ہے جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا یا کسی مجاہد کو جہاد کا سامان دیا تو اس کو روزہ دار اور مجاہد کے مثل ہی ثواب ملے گا۔(بیہقی)

حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے وہ اس کے لیے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے، یا ایک گھونٹ پانی پلادے یا ایک گھونٹ لسی پلادے اس پر بھی مرحمت فرما دیتے ہیں۔(ترغیب)

(6) افطاری کی کوتاہیاں:

(1) کمسن بچوں کی روزہ کشائی اور سیاسی اور دنیاوی مقاصد اور نام نمود کے لیے افطار پارٹیاں اور پھر ان افطار پارٹیوں میں مغرب کی نماز یا جماعت یا مسجد کی جماعت اور تکبیر اولی کا ترک کرنا، روزہ خوروں کو افطار پارٹی میں مدعو کرنا ان پارٹیوں میں مووی اور تصویر کشی اسراف اور اللہ کی نعمتوں کو ضائع کرنا مخلوط محفلیں بے پردگی جیسے منکرات اور گناہوں کا ارتکاب کرنا۔

(2) افطاری کا قیمتی وقت بجائے دعا، ذکر، تلاوت کے افطاری کی تیاری اور افطاری کا سامان خریدنے میں اور افطار پارٹیوں کی تیاریوں اور TV دیکھنے میں گزار دینا خصوصاً اس کی وجہ سے عصر کی جماعت کا نکل جانا تو انتہائی قابل افسوس ہے۔

(3) افطاری پر اس طرح ٹوٹ پڑنا کہ افطاری کی دعا بھی یاد نہ رہے۔

(4) حلال مال سے افطاری نہ کرنا۔ یا حلال ہی سے کرنا لیکن بہت زیادہ کرنا۔

(5) کسی کو افطاری دینا/لینا حقیر نہ سمجھیں۔ اس عمدہ خصلت کو اختیار کرنے میں بھی شیطان بہت سے رخنے ڈال دیتا ہے اور ایسی نفسانیت کی باتیں سمجھاتا ہے جو ہدیہ دینے سے باز رکھتی ہیں۔ چنانچہ بہت سی عورتوں پر یہ نفسانیت سوار ہوجاتی ہے اور کہتی ہیں کہ ذرا سی چیز کا کیا دینا؟ کسی کو کچھ دیں تو کھانے کی چیز تو دیں۔ دو جلیبی کیا بھیجیں کوئی کیا کہے گا؟ اس سے تو نہ بھیجنا ہی بہتر ہے۔ اسی طرح ہدیہ قبول کرنے میں بھی شیطان چھوٹائی بڑائی کا سوال بجھا دیتا ہے۔ اگر کسی پڑوسن نے معمولی چیز ہدیہ میں بھیج دی تو کہتی ہیں فلانی نے کیا بھیجا ہے۔ نہ اپنی حیثیت کا خیال کیا نہ ہماری عزت کا بھیجنے میں شرم بھی نہ آئی۔ گویا بھیجنے کا شکریہ تو درکنار طعن وتشنیع کی بوچھاڑ شروع ہوجاتی ہے۔ اور کئی کئی دن غیبتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اگر کئی سال کے بعد کسی بات پر ان بن ہوگئی تو یہ بات بھی

دہرادی کہ تم نے کیا بھیجا تھا۔ذرا سی دہی میں ایک پھلکی ڈال کر۔قربان جایئے اس حکیم ومعالج ﷺ پر جس کو خالق کائنات جل جلالہ نے دلوں کی بیماریوں سے آگاہ فرمایا اور ساتھ ہی ان کے علاج بھی بتائے۔معالج نے دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا اور اندر کا چور پکڑا اور فرمایا: ''کوئی پڑوسن کسی پڑوسن کے لیے کسی چیز کے ہدیہ کو حقیر نہ جانے'' اللہ اللہ کیسا جامع جملہ ہے حدیث بالا کے الفاظ سے دونوں طرح کا مطلب نکل سکتا ہے۔دینے والی دیتے وقت کم نہ سمجھے جو میسر ہو وہ دیدے اور جس کے پاس پہنچے وہ بھی حقیر نہ جانے۔خواہ کیسا ہی کم اور معمولی ہدیہ ہو۔بطور مثال حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اگر بکری کا کھر ہی ایک عورت دوسری عورت کے پاس بھیج سکتی ہو تو بھیجنے والی کم سمجھ کر رک نہ جائے اور دوسری عورت اس کے قبول کرنے کو اپنی کسرِ شان نہ سمجھے۔ہر چھوٹا بڑا ہدیہ بشاشت سے قبول کریں اور دل و زبان سے شکر ادا کریں۔بھیجنے والی کو دعا دیں۔اللہ سے اس کے لیے برکت کی دعا مانگیں اور یہ بھی خیال رکھیں کہ ہم کو بھی بھیجنا چاہئے۔موقعہ لگے تو ضرور بھیجیں اور بہنوں میں بیٹھ کر تذکرہ کریں کہ فلانی نے مجھے یہ ہدیہ بھیجا ہے تاکہ اس کا دل خوش ہو۔اور اس حدیث کا مطلب یہ نہ سمجھنا کہ ہدیہ کم ہی بھیجا کریں بلکہ زیادہ میسر ہو تو زیادہ بھیجیں اور کم کی وجہ سے باز نہ رہیں۔(تحفہ خواتین:ص 205)

(6) افطاری میں اتنا مشغول ہونا کہ مغرب کی نماز یا جماعت اور تکبیر اولیٰ اور صف اول سے محرومی ہو جائے۔

(7) مسجد میں افطاری کرتے وقت مسجد کے آداب کا خیال نہ رکھنا، مثلاً کھانے پینے کی چیزیں مسجد میں مسجد کی دریوں پر گرانا، مسجد کی اشیاء (دری، کولر، گلاس وغیرہ) کو استعمال کر کے جگہ پر نہ رکھنا۔

مشق

روزہ

(1) روزہ کی ایک فضیلت اور ایک وعید بیان کریں۔________________

____

____

____

____

(2) روزہ کا حق کیا ہے، وضاحت کریں۔________________

____

____

____

____

(3) صحیح کے لیے ✔ غلط کے لیے X نشان لگائیں ۔اور خالی جگہ پر کریں۔

(1) حدیث میں ہے کہ سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں رحمت ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سحری کھانے والے پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔

(3) ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ میں سحری کھانے کا فرق ہے۔

(4) سحری کہتے ہیں____________ اور اس میں بھی____________ ہے۔

(5) سحری میں نہ اتنا کم کھائے کہ____________ میں ضعف محسوس ہونے لگے اور نہ اتنا زیادہ کھائے کہ بد ہضمی کی وجہ سے کھٹی ڈکاریں آتی رہیں اور روزہ کا مقصد____________ ہی فوت ہو جائے۔

(4) سحری میں یہ کوتاہیاں کی جاتی ہیں۔

1. ____

2. ____

3. ____

(5) روزہ میں اگر کوئی گالم گلوچ کرے تو حدیث کی رو سے اس کو یہ جواب دینا چاہیے____________________

____

(6) ✔ کا نشان لگائیں اور خالی جگہ پر کریں۔

(1) سورج غروب ہوتے ہی جلدی افطاری کرنا۔ (واجب ہے، فرض ہے، مسنون ہے، مکروہ ہے)

(2) جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو____________ سے افطار کرے وہ نہ ہو____________ ہی سے افطار کرے۔

(7) افطار کی بعض کوتاہیاں لکھیں۔

(1)____

(2)____

(3)____

(4)____

(5)____

(6)____

(7)____

عمل نمبر 2 کثرتِ تلاوت

(1)خصوصیتِ قرآن (رمضان کے ساتھ)۔ (2)فضائلِ قرآن۔ (3)حقوقِ قرآن

(1) خصوصیت قرآن (رمضان کے ساتھ):

قرآن کو رمضان سے خصوصیت ہے۔

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآن﴾ (بقرة 185)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن شریف نازل کیا گیا۔

اس سے باعتبار نزول خصوصیت ثابت ہوئی ہے۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ حضور ﷺ جبرئیل علیہ السلام سے قرآن کا دور رمضان ہی میں کرتے تھے۔

نیز فقہاء نے لکھا ہے کہ رمضان میں تراویح کے اندر ایک قرآن ختم کرنا مسنون ہے۔

اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان میں قرآن کی زیادہ تلاوت مطلوب ہے۔

یہ خصوصیت تو تشریعی ہے، تکوینی خصوصیت یہ ہے کہ اس ماہ میں ہر شخص خود بخود قرآن کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔

(خطبات تھانوی:120/16)

(2) فضائل قرآن:

قرآن قرب خداوندی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔(ابوداؤد) ہدایت کا سرچشمہ، برکتوں کا باعث، رحمتوں کا ذریعہ ہے۔(جاثیہ، اعراف) قوموں کے عروج وزوال کا حقیقی سبب ہے۔(مسلم) خدا کے خاص الخاص بندوں میں شامل کرنے والا ہے۔(نسائی) فتنوں اور گمراہی سے حفاظت کا سبب ہے۔(مشکوۃ) امت کی رونق وافتخار ہے۔(حلیۃ) میدان حشر کے گرم ترین دن میں عرش کے سایہ کے نیچے جگہ دلوانے والا ہے۔(شرح السنۃ) ملائکہ مقربین کے ساتھ اجتماع کروانے والا ہے۔(بخاری) خدا کی بارگاہ میں شفاعت اور سفارش کرنے والا ہے۔(مشکوۃ) جس کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔(ترمذی) دلوں کی صفائی کا ذریعہ ہے۔(بیہقی) اس میں مشغول شخص کو سب مانگنے والوں سے زیادہ دیا جاتا ہے۔(ترمذی)

قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں احکام ہیں۔ معارف وحقائق ہیں۔ اخلاق وآداب ہیں۔ اس نے دنیا و آخرت کی کامیابی کے اعمال بتائے ہیں۔ یہ انقلاب عالم کے اسباب اور اقوام کے زیر وزبر ہونے کی رموز کی طرف رہبری کرتا ہے۔ اس کی برکتیں بے انتہا ہیں خدائے پاک کی رحمتوں کا سرچشمہ ہے نعمت و دولت کا خزانہ ہے اس کی

تعلیمات پر عمل کرنا دنیا و آخرت کی سر بلندی و سرفرازی کا ذریعہ ہے۔ اس کے الفاظ بھی بہت مبارک ہیں۔ یہ سب سے بڑے بادشاہ کا کلام ہے۔ خالق و مالک کا پیام ہے جو اس نے اپنے بندوں اور بندیوں کے لیے بھیجا ہے اور اس کے الفاظ بہت بابرکت ہیں۔ اس کی تلاوت کرنے والا آخرت کے بے انتہا اجور وثمرات کا مستحق تو ہوتا ہی ہے دنیاوی زندگی میں بھی رحمت برکت اور عزت ونصرت اس سے ہم کنار ہوتی ہے اور یہ شخص سکون قلب اور خوشحالی کی زندگی گزارتا ہے۔ کلام اللہ کی عجیب شان ہے اس کے پڑھنے سے کبھی طبیعت سیر نہیں ہوتی اور برسوں پڑھتے رہو کبھی پرانا معلوم نہیں ہوتا یعنی تلاوت کرنے والے کی طبیعت کا لگاؤ اس بنیاد پر ختم نہیں ہوتا کہ بار بار ایک ہی چیز کو پڑھ رہا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جتنی بار پڑھتے ہیں نئی چیز معلوم ہوتی ہے۔ (تحفہ خواتین: ص 289)

(3) حقوق قرآن:

﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوْرًا﴾ (فرقان: 30)

اور رسول کہیں گے کہ اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔ قرآن کی تصدیق نہ کرنا، اس میں تدبر نہ کرنا، اس پر عمل نہ کرنا، اس کی تلاوت نہ کرنا، اس کی تصحیح قرأت کی طرف توجہ نہ کرنا، اس سے اعراض کر کے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ قرآن چھوڑنے کے تحت داخل ہو سکتی ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

حدیث میں ہے کہ قرآن والو قرآن شریف سے تکیہ نہ لگاؤ۔ (یعنی بے ادبی نہ کرو، تکیہ اور الماری میں سجا کر نہ رکھو) اور اس کی تلاوت شب و روز ایسی کرو جیسا کہ اس کا حق ہے۔ کلام پاک کی اشاعت کرو اور اس کو اچھی آواز سے پڑھو اور اس کے معانی میں تدبر کرو تا کہ تم فلاح کو پہنچو اور اس کا بدلہ (دنیا میں) طلب نہ کرو کہ (آخرت میں) اس کے لیے بڑا اجر ہے۔ (بیہقی) الغرض معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے چھ حقوق ہیں۔

(1) صحیح تلفظ سے سیکھنا۔ (2) تجوید وترتیل سے پڑھتے رہنا۔ (3) سمجھنا۔
(4) عمل کرنا۔ (5) دوسروں تک پہنچانا۔ (6) ادب کرنا۔

(1) صحیح تلفظ سے سیکھنا:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا﴾

ترجمہ: اور قرآن کریم کو صاف صاف اور ٹھہر ٹھہر کر (حروف کی صحیح ادائیگی اور درست تلفظ کے ساتھ) پڑھو۔ (مزمل آیت: 4)

حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے "وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا" کے معنی دریافت کیے گئے تو فرمایا: "قرآن کو خوب ظاہر کر کے

پڑھو اور اس کو ردّی کھجور کی طرح نہ پھینک دو یعنی اس کی بے قدری نہ کرو اور اس کو شعر کی طرح گھما گھما کر نہ پڑھو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "تَرْتِیْلْ" کے معنی ہیں: تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ

یعنی حروف کو ان کے مخارج سے صفات سمیت ادا کرنا اور وقف کے محل اور جگہ کو پہچاننا۔

حدیث میں ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّقْرَأَ الْقُرْآنُ کَمَآ اُنْزِلَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ قرآن اسی طرح پڑھا جائے جس طرح وہ نازل ہوا ہے۔

تجوید کی مشہور کتاب المقدمة الجزریه میں علامہ شمس الدین محمد جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ مَنْ لَّمْ یُجَوِّدِ الْقُرْآنَ آثِمٌ

قرآن کریم کو تجوید کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ جو قرآن کو تجوید کے ساتھ نہ پڑھے وہ گناہ گار ہے۔

لِاَنَّهٗ بِهِ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَيْنَا وَصَلَا

اس لئے کہ تجوید کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قرآن اتارا ہے۔ اور اسی طرح تجوید ہی کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے۔

خلاصہ یہ کہ تجوید کی دو قسمیں ہیں۔

1) تجوید عملی (Practical)

2) تجوید علمی (Theoretical)

تجوید عملی کا مفہوم اور اس کا حکم

تجوید عملی سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم تجوید کے قواعد اور احکام کے مطابق پڑھنا۔ چاہے نظری اور علمی طور پر ان قواعد اور اصول کا علم ہو یا نہ ہو۔ اس اعتبار سے یعنی تجوید عملی ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض عین ہے اور بغیر تجوید کے قرآن شریف پڑھنا حرام ہے اور جس شخص کو بھی تجوید کے مطابق اور صحیح تلفظ کے مطابق قرآن پڑھنا نہ آتا ہو، اس کے لیے تجوید کے مطابق قرآن شریف پڑھنے کا طریقہ سیکھنا فرض عین ہے۔

تجوید علمی کا مفہوم اور اس کا حکم

تجوید علمی (نظری) سے مراد یہ ہے کہ تجوید کے احکام اور اس کے اصول و قواعد کا تفصیلی علم حاصل کرنا مثلاً حروف کے مخارج، حروف کی صفات اور پھر اس کی دیگر تفصیلات کا جاننا۔ تو معلوم ہونا چاہیے کہ تجوید علمی کا جاننا مستحب ہے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ یہ مستحب ہونا عام لوگوں کے اعتبار سے ہے لیکن جو لوگ قرآن شریف پڑھنے پڑھانے کے شعبہ سے منسلک ہیں، ان کے لیے تجوید عملی اور تجوید علمی دونوں فرض ہیں۔

مسئلہ: اتنا قرآن شریف حفظ کرنا جس سے نماز ادا ہو جائے ہر شخص پر فرض ہے اور تمام کلام اللہ کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے۔(فضائل قرآن)

(2) تجوید و ترتیل سے پڑھتے رہنا:

ہمیں حکم ہے کہ قرآن کی تلاوت اس طرح کریں جیسا کہ اس کا حق ہے۔(بیہقی) اور ہمیں حکم ہے کہ قرآن ترتیل سے پڑھیں۔(سورہ مزمل) ترتیل لغت میں صاف اور واضح پڑھنے کو کہتے ہیں، اور شریعت میں تلاوت کرتے وقت مندرجہ ذیل امور کی رعایت کرنے کو ترتیل کہتے ہیں۔

1: حروف کو صحیح نکالنا یعنی ان کے مخرج سے ادا کرنا تا کہ ''طا'' کی جگہ ''تا'' اور ''ض'' کی جگہ ''ظ'' نہ نکلے۔

2: وقوف کی جگہ پر اچھی طرح سے ٹھہرنا تا کہ کلام کا وصل اور قطع بے محل نہ ہو جائے (جیسے رکو مت جانے دو، پڑھو مت ٹھہرو)

3: زبر، زیر، پیش کو اچھی طرح سے ظاہر کرنا۔

4: آواز کو تھوڑا سا بلند کرنا تا کہ کلام پاک کے الفاظ زبان سے نکل کر کانوں تک پہنچیں اور وہاں سے دل پر اثر کریں۔

5: آواز میں درد پیدا کرنا کہ درد والی آواز دل پر جلدی اثر کرتی ہے۔

6: تشدید اور مد کو اچھی طرح ظاہر کیا جائے کہ اس کے اظہار سے کلام پاک میں عظمت ظاہر ہوتی ہے اور تاثیر میں اعانت ہوتی ہے۔

7: آیات رحمت وعذاب کا حق ادا کرے یعنی وعدۂ رحمت پر دعائے مغفرت ورحمت کرے اور آیات عذاب ووعید پر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے۔(تفسیر عزیزی)

ترتیل سے تلاوت کرنا مستحب ہے اگر چہ معنی نہ سمجھ میں آئیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ترتیل سے سورۃ القارعۃ اور اذا زلزلت پڑھوں یہ بہتر ہے اس سے کہ بلا ترتیل سورۂ بقرۃ اور آل عمران پڑھوں۔(فضائل قرآن)

قرآن کریم کی تلاوت کے وقت یہ دھیان رکھا جائے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہے ہیں (اور اللہ تعالیٰ کو سنا رہے ہیں) تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے دل میں بہت نور آئے گا۔(حیات المسلمین)

سال میں دو مرتبہ قرآن ختم کرنا قرآن شریف کا حق ہے۔(شرح احیاء)

لوگ آج کل پیسہ کمانے اور مالدار بننے کے لیے بہت کچھ کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے نسخے پر عمل کرنے کا ارادہ نہیں کرتے۔ آج کل ہم ایسے دور سے گزر رہے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کو چھوٹوں کو بڑوں کو بچوں کو بوڑھوں کو قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور اللہ کا ذکر کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی صبح ہوتی ہے تو سب سے پہلے ریڈیو اور اخبارات میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ گھنٹے آدھ گھنٹے کے بعد ناشتہ کر کے بناؤ سنگھار کر کے بچے اسکول کی راہ لیتے ہیں اور بڑے ملازمتوں کے لیے چل

دیتے ہیں۔عورتیں اور چھوٹے بچے ریڈیو سے گانا بجا سنتے رہتے ہیں۔جب اسکول والے بچے واپس آتے ہیں تو وہ بھی گانا سننے میں لگ جاتے ہیں کہاں کا ذکر کہاں کی تلاوت سب دنیا میں مست رہتے ہیں۔بہت کم کسی گھر سے کلام اللہ پڑھنے کی آواز آتی ہے ذکر اللہ اور تلاوت کلام اللہ کے لیے لوگوں کی طبیعتیں آمادہ ہی نہیں۔ محلے کے محلے غفلت کدے بنے ہوئے ہیں۔اکادکا کسی گھر میں کوئی نمازی ہے اور اس افسوسناک ماحول کی وجہ سے سب اللہ کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہیں۔

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ قرآن مجید پڑھے اور اپنے ہر بچے کو لڑکا ہو یا لڑکی قرآن شریف پڑھائے اور روزانہ صبح اٹھ کر نماز سے فارغ ہو کر گھر کا ہر فرد کچھ نہ کچھ تلاوت ضرور کرے تاکہ اس کی برکت سے ظاہر و باطن درست ہو اور دنیا و آخرت کی خیر نصیب ہو۔

(3) سمجھنا:

قرآن میں تدبر کرنا اور اس کے معانی و مطالب کو سمجھنا پسندیدہ چیز بھی ہے اور اس کا حکم بھی ہے۔ ﴿كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ﴾ (ص: 29) یہ کتاب اسی لیے اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور کریں۔ ﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ (محمد 24) یہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا (ان کی شرارتوں کی بدولت) دلوں پر قفل پڑ گئے ہیں۔ایک حدیث میں ہے کہ اس (قرآن) کے معانی میں تدبر کرو تاکہ تم فلاح کو پہنچو۔(بیہقی)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ پہلے لوگ قرآن شریف کو اللہ کا فرمان سمجھتے تھے رات بھر اس میں غور و فکر و تدبر کرتے تھے اور دن کو اس پر عمل کرتے تھے تم لوگ اس کے حروف اور زیر زبر تو بہت درست کرتے ہو مگر اس کو فرمان شاہی نہیں سمجھتے، اس میں غور و تدبر نہیں کرتے۔(فضائل قرآن)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے بندے! تجھے مجھ سے شرم نہیں آتی۔تیرے پاس راستے میں کسی دوست کا خط آجاتا ہے تو چلتے چلتے راستے میں ٹھہر جاتا ہے الگ بیٹھ کر غور سے پڑھتا ہے، ایک ایک لفظ پہ غور کرتا ہے،میری کتاب تجھ پر گزرتی ہے میں نے اس میں سب کچھ واضح کر دیا ہے بعض اہم امور کا بار بار تکرار کیا ہے تاکہ تو اس پر غور کرے اور تو بے پرواہی سے اڑا دیتا ہے۔کیا میں تیرے نزدیک تیرے دوستوں سے بھی ذلیل ہوں۔اے میرے بندے! تیرے بعض دوست تیرے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں تو ہمہ تن ادھر متوجہ ہو جاتا ہے، کان لگاتا ہے غور کرتا ہے کوئی بیچ میں تجھ سے بات کرنے لگتا ہے تو تو اشارے سے اس کو روکتا ہے منع کرتا ہے، میں تجھ سے اپنے کلام کے ذریعے سے باتیں کرتا ہوں، اور تو ذرا بھی متوجہ نہیں ہوتا، کیا میں تیرے نزدیک تیرے دوستوں سے بھی زیادہ ذلیل ہوں۔(احیاء العلوم از تورات)

بعض اہل علم جو قرآن کا ترجمہ بھی جانتے ہیں، لمبی چوڑی لفظی تحقیقات بھی ان کو آتی ہیں، مگر وہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے اور کلام الٰہی

سے حق تعالیٰ کا مقصود کیا ہے اس کی طرف التفات نہیں کرتے قرآن شریف کو اس نظر سے دیکھتے ہی نہیں کہ یہ ہماری اصلاح کا کفیل ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے حکیم سے نسخہ لکھوایا اور اس کو اس نظر سے دیکھنے لگا کہ اس نسخہ کا خط کیسا ہے، دائرے کیسے ہیں، اس نظر سے نہیں دیکھا کہ اجزاء کیسے ہیں، مزاج کی کیسی رعایت کی ہے، صرف یہ دیکھا کہ خوشخط ہے، دائرے خوب بنائے ہیں، اور اس پر کہنے لگا کہ بڑے زبردست طبیب ہیں، اس کی اس بات سے معلوم ہوا کہ یہ شخص درحقیقت نسخہ کی حقیقت ہی نہیں سمجھا۔ نسخہ کی حقیقت تو یہ ہے کہ مرض کے موافق ہو، اس سے اصلاح ہوتی ہو، اسی نظر سے نسخہ کو دیکھنا چاہیے۔

اسی طرح بعض اہل علم قرآن کے الفاظ کی خوب تحقیق کرتے ہیں مگر اس کا خیال نہیں کرتے کہ حق تعالیٰ کا اس سے مقصود کیا ہے، یہ نہیں دیکھتے کہ اس کے اندر ہمارے باطنی امراض کے لیے کیسے علاج ذکر کیے گئے ہیں اور ہم کو اس سے نفع حاصل کرنا چاہیے۔ (خطبات تھانوی:23/10)

عوام کو چاہیے کہ ازخود قرآن کا ترجمہ نہ دیکھے کیونکہ اس میں مطلب سمجھنے میں غلطی کا قوی امکان ہے، اس لیے کسی عالم سے سبق کے طور پر پڑھ لیں۔ (حیات المسلمین)

یا مستند علماءِ اکرام کی تفسیر کا مطالعہ کریں۔ (جیسے تفسیر عثمانی، مفتی تقی عثمانی صاحب کا آسان ترجمۂ قرآن، احسن البیان، معارف القرآن، مولانا عاشق الٰہی صاحب کی انوار البیان، مولانا محمد احمد صاحب رحمہ اللہ کا درس قرآن عوام کے لیے بہت مفید ہے) پھر دوران مطالعہ جو بات سمجھ میں نہ آئے معتبر عالم سے پوچھ لی جائے۔

(4) عمل کرنا:

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ’’اللہ تعالیٰ اس کتاب یعنی قرآن پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو بلند مرتبہ کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔‘‘

یعنی جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں عمل کرتے ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ ان کو دنیا و آخرت میں رفعت و عزت عطا فرماتے ہیں اور جو لوگ اس پر عمل نہیں کرتے حق سبحانہ وتقدس ان کو ذلیل کرتے ہیں کلام اللہ شریف کی آیات سے بھی یہ مضمون ثابت ہوتا ہے ایک جگہ ارشاد ہے: ﴿يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا﴾ حق تعالیٰ شانہ اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا﴾ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ اس امت کے بہت سے منافق قاری ہوں گے۔ بعض مشائخ سے احیاء میں نقل کیا ہے کہ بندہ ایک سورت کلام پاک کی شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ فارغ ہو، اور دوسرا شخص ایک سورت شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے ختم تک اس پر لعنت کرتے ہیں۔ بعض علماء سے منقول ہے کہ آدمی تلاوت کرتا

ہے اور خود اپنے اوپر لعنت کرتا ہے اور اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ قرآن شریف میں پڑھتا ہے ﴿اَلا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ اور خود ظالم ہونے کی وجہ سے اس وعید میں داخل ہوتا ہے۔ اسی طرح پڑھتا ہے ﴿لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾ اور خود جھوٹا ہونے کی وجہ سے اس کا مستحق ہوتا ہے۔ (فضائل قرآن: ص 218)

حدیث میں ہے: ''قرآن پاک ایسا شفیع ہے کہ جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا جھگڑالو ہے کہ جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے اس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو اس کو پس پشت ڈال دے اس کو یہ جہنم میں گرا دیتا ہے۔''

یعنی جس کی یہ شفاعت کرتا ہے اس کی شفاعت حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں مقبول ہے اور جس کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے اور اپنی رعایت رکھنے والوں کے لیے درجات کے بڑھانے میں اللہ کے دربار میں جھگڑتا ہے یعنی اپنی حق تلفی کرنے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ میرا حق کیوں نہیں ادا کیا جو شخص اس کو اپنے آگے رکھ لے یعنی اس کا اتباع اور اس کی پیروی کو اپنا دستور العمل بنا لے اس کو جنت میں پہنچا دیتا ہے اور جو اس کو پشت کے پیچھے ڈال دے یعنی اس کا اتباع نہ کرے، اس کا جہنم میں گرنا ظاہر ہے۔ بندہ کے نزدیک کلام پاک کے ساتھ لاپرواہی برتنا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہو سکتا ہے۔ متعدد احادیث میں کلام اللہ شریف کے ساتھ بے پروائی پر وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ بخاری شریف کی اس طویل حدیث میں جس میں نبی کریم ﷺ کو بعض سزاؤں کی سیر کرائی گئی۔ ایک شخص کا حال دکھلایا گیا جس کے سر پر ایک پتھر اس زور سے مارا جاتا تھا کہ اس کا سر کچل جاتا تھا۔ حضور ﷺ کے دریافت فرمانے پر بتلایا گیا کہ اس شخص کو حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنا کلام پاک سکھلایا تھا مگر اس نے نہ شب کو اس کی تلاوت کی نہ دن میں اس پر عمل کیا لہٰذا قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ رہے گا۔ (فضائل قرآن: ص 252)

ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس ایک آدمی نے دوسرے آدمی کی برائی بیان کی، حضور نے فرمایا یہاں سے اٹھ جا تیرے کلمہ شہادت کا اعتبار نہیں اس نے کہا یا رسول اللہ میں آئندہ ایسا نہیں کروں گا، حضور نے فرمایا کہ تم قرآن کا مذاق اڑا رہے ہو، جو قرآن کے حرام کردہ کاموں کو حلال سمجھے وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا (قرآن میں مسلمانوں کی غیبت کو حرام قرار دیا گیا ہے اور تم غیبت کر رہے ہو۔) (حیاۃ الصحابۃ: 478/2)

حدیث میں ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی بہتر ہوگی۔ (ابو داؤد)

(5) دوسروں تک پہنچانا:

﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ﴾ اس کا نزول ہی اس غرض کے لیے ہے تا کہ آپ

لوگوں کو ڈرائیں۔(شعراء:194)

ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِیُنْذَرُوْا بِہٖ (ابراہیم:52) یہ قرآن دنیائے انسانیت کے لیے کھلا پیغام ہے،حدیث میں ہے اس قرآن کی اشاعت کرو۔(بیہقی)یعنی تقریر سے تحریر سے ترغیب سے عملی شرکت سے جس طرح اور جتنی ہو سکے اس کی اشاعت کرو۔(فضائل قرآن)

(6) ادب کرنا:

ظاہری آداب:

1. نہایت احترام سے باوضو قبلہ رو بیٹھے۔2. پڑھنے میں جلدی نہ کرے ترتیل و تجوید سے پڑھے۔3. رونے کی کوشش کرے چاہے بتکلف ہی کیوں نہ ہو۔4. آیات رحمت پر دعائے مغفرت و رحمت مانگے اور آیات عذاب و وعید پر اللہ سے پناہ چاہے۔ 5. اگر ریا کا احتمال ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی تکلیف وحرج کا اندیشہ ہو تو آہستہ پڑھے ورنہ آواز سے۔6. خوش الحانی سے پڑھے۔

باطنی آداب:

1. کلام پاک کی عظمت دل میں رکھے کہ کیسا عالی مرتبہ کلام ہے۔2. اللہ تعالیٰ کی عُلوِّ شان اور رفعت و کبریائی کو دل میں رکھے کہ کس کا کلام ہے۔3. دل کو وساوس وخطرات سے پاک رکھے۔4. معانی میں تدبر کرے اور لذت سے پڑھے۔5. جن آیات کی تلاوت کی جا رہی ہے دل کو ان کے تابع بنائے ،مثلاً اگر آیات رحمت زبان پر ہے تو دل سرور سے باغ باغ ہو جائے اور آیت عذاب اگر آ گئی ہے تو دل لرز جائے۔6. کانوں کو اس درجہ متوجہ بنا دے کہ گویا خود اللہ تعالیٰ کلام فرما رہے ہیں اور یہ سن رہا ہے۔(فضائل قرآن)

مشق

کثرتِ تلاوت

(1) خالی جگہ پُر کریں۔

قرآن پاک ____________ کے مہینہ میں نازل کیا گیا۔ حضور ﷺ حضرت ____________ کے ساتھ قرآن پاک کا دور کرتے تھے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ رمضان میں تراویح میں ایک قرآن ختم کرنا ____________ ہے۔

(2) قرآن کے حقوق یہ ہیں۔

1. ____________ 2. ____________ 3. ____________

4. ____________ 5. ____________ 6. ____________

(3) سال میں ____________ مرتبہ قرآن ختم کرنا قرآن شریف کا حق ہے۔

(4) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ترتیل سے سورہ ____________ اور سورہ ____________ پڑھوں یہ بہتر ہے اس سے کہ بلا ترتیل سورہ ____________ اور سورہ ____________ پڑھوں۔

(5) عوام کو چاہیے کہ از خود قرآن کا ترجمہ نہ دیکھیں کیونکہ ____________________________

____

(6) عوام کو مندرجہ ذیل مستند تفسیروں میں سے کسی کو اپنے مطالعہ میں رکھنا چاہیے۔

1. ____________ 2. ____________ 3. ____________

4. ____________ 5. ____________ 6. ____________

اور دوران مطالعہ جو بات سمجھ میں نہ آئے تو ____________________________

____

3. عمل (3) اذکار

اورتم رمضان میں چار کام زیادہ کرو دو کاموں سے تم اپنے پروردگار کو راضی کرو اور دو کام ایسے کرو جن سے تمہیں چھٹکارہ نہیں (یعنی ان کاموں کی تمہیں ضرورت ہے)

پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے پروردگار کو راضی کرو کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے۔(ترغیب)

(1) کلمہ طیبہ کے فضائل:

جو شخص اخلاص کے ساتھ **لا الہ الا اللہ** کہے وہ جنت میں داخل ہوگا کسی نے پوچھا کلمہ کے اخلاص (کی علامت) کیا ہے آپ نے فرمایا کہ حرام کاموں سے اس کو روک دے۔(طبرانی)

جو شخص سو مرتبہ **لا الہ الا اللہ** پڑھا کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ایسا روشن چہرہ والا اٹھائیں گے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے اور جس دن یہ تسبیح پڑھے اس دن اس سے افضل عمل والا وہی شخص ہو سکتا ہے جو اس سے زیادہ پڑھے۔(طبرانی)

(2) استغفار کے فضائل:

جو شخص استغفار میں لگا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر دشواری سے نکلنے کا راستہ بنا دیں گے اور ہر فکر کو ہٹا کر کشادگی عطا فرمائیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمام ذکروں میں افضل **لا الہ الا اللہ** ہے اور تمام دعاؤں میں افضل استغفار ہے پھر اس کی تائید میں سورہ محمد کی آیت فاعلم انہ لا الہ الا اللہ تلاوت فرمائی۔(طبرانی)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور سے نقل کرتے ہیں کہ **لا الہ الا اللہ** اور استغفار کو بہت کثرت سے پڑھا کرو۔ شیطان کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے **لا الہ الا اللہ** اور استغفار سے ہلاک کیا جب میں نے دیکھا (کہ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا) تو میں نے ان کو ہوائے نفس (یعنی بدعات) سے ہلاک کیا اور وہ اپنے کو ہدایت پر سمجھتے رہے۔(جامع صغیر)

استغفار کے الفاظ:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سید الاستغفار یوں ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.

”اے اللہ! تو میرا رب ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھ کو پیدا فرمایا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر اور

تیرے وعدہ پر قائم ہوں ۔ جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں نے جو گناہ کیے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں ، میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں ۔ مجھے بخش دے کیونکہ تیرے علاوہ گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا ہے ۔

رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دن کو یقین کے ساتھ سید الاستغفار پڑھے اور شام سے پہلے مر جائے تو جنتی ہوگا۔ اور جو شخص رات کو یقین کے ساتھ سید الاستغفار پڑھے اور صبح سے پہلے مر جائے تو جنتی ہوگا۔ (مشکوۃ)

توبہ کا طریقہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا اور سچ بیان کیا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی شخص کوئی گناہ کر بیٹھے پھر اس کے بعد وضو کرے، نماز پڑھے پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو بخش دے گا اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

والذین اذا فعلوا فاحشة......الآية

ترجمہ: اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گزرتے ہیں جس میں زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں پھر ایسے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔ (مشکوۃ)

تشریح: توبہ کے اصلی اجزاء تو تین ہی ہیں۔

(1) جو گناہ ہو چکے ان پر شرمندگی اور ندامت

(2) آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم وعہد

(3) جو حقوق اللہ (نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ) اور حقوق العباد (مالی حقوق، آبرو کے حقوق، الغرض مالی، جسمانی، روحانی، قلبی کسی بھی طرح کوئی تکلیف پہنچائی ہو) تلف کئے ہیں ان کی تلافی کرنا، اس طرح توبہ کر لی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے لیکن اگر ان امور کے ساتھ بعض اور چیزیں (نیکیوں کی کثرت، کسی بڑی نیکی کا اہتمام وغیرہ) بھی ملا لی جائیں تو توبہ اور زیادہ قرب الی القبول ہو جاتی ہے۔

نوٹ: تیسرا کلمہ، درود شریف، استغفار کی ایک ایک تسبیح صبح اور شام پڑھ لی جائے۔

مشق

اذکار

(1) حدیث میں رمضان المبارک کے مہینے میں ان چار کاموں کو کثرت سے کرنے کا حکم آیا ہے۔

1. ________ 2. ________

3. ________ 4. ________

(2) توبہ کے اصلی اجزاء تین ہیں۔

1. ________

2. ________

3. ________

(3) کلمہ طیبہ کی ایک فضیلت لکھیں۔

____

____

____

(4) استغفار کی ایک فضیلت لکھیں۔

____

____

____

4. عمل (4) دعائیں

(1) فضیلت واہمیت:

رمضان المبارک کے ہر شب و روز میں اللہ تعالیٰ کے یہاں سے (جہنم) کے قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کے لیے ہر شب و روز میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔(الترغیب)

تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک روزہ دار کی افطار کے وقت دوسرے عادل بادشاہ کی تیسرے مظلوم کی جس کو اللہ تعالیٰ شانہ بادل سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے میں تیری ضرور مدد کروں گا (اگرچہ کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے۔(ترمذی)

اللہ تعالیٰ رمضان میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت کو چھوڑ دو اور روزہ داروں کی دعا پر آمین کہا کرو۔(فضائل رمضان)

ایک مرتبہ رمضان المبارک کے قریب حضور ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کا مہینہ آ گیا ہے جو بڑی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی رحمت خاصہ نازل فرماتے ہیں خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں دعا کو قبول فرماتے ہیں۔(طبرانی)

رمضان کی ہر رات میں ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے۔کوئی مغفرت چاہنے والا ہے کہ اس کی مغفرت کی جائے،کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے،کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے،کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔(الترغیب)

ایک حدیث میں ہے کہ تم رمضان میں چار کام زیادہ کرو۔دو کاموں (کلمہ طیبہ اور استغفار) سے تم اپنے پروردگار کو راضی کرو، اور دو کام ایسے ہیں جن سے تمہیں چھٹکارا نہیں (یعنی ان کاموں کی تمہیں ضرورت ہے) جن دو باتوں کے بغیر تمہیں چارہ نہیں وہ جنت کی طلب اور دوزخ سے پناہ مانگنا ہے۔(بیہقی)

لہٰذا دعائیں خوب کی جائیں خصوصاً افطاری کے وقت اور رات کے آخری پہر میں۔

بعض متعلقات دعا:

(1) ارکان: (1) اخلاص (2) قبولیت کا یقین (3) دل کی گہرائی سے دعا کرنا

(2) شرائط:

(1) حرام سے بچنا (2) گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرنا (3) محال اور ناممکن امر کی دعا نہ کرنا (4) قبولیت دعا میں جلدی نہ کرنا

(3) مستحبات:

(1) دعا سے پہلے کوئی نیک کام مثلاً صدقہ وغیرہ کرنا
(2) دعا سے پہلے طہارت حاصل کرنا اور نماز پڑھنا
(3) سائل کی طرح ہاتھ پھیلا کر دعا کرنا
(4) آواز پست کرنا ادب خداوندی کا لحاظ رکھنا
(5) اول وآخر حمد پڑھنا اور درود پڑھنا
(6) رغبت وشوق کے ساتھ دعا کرنا
(7) دعا میں گڑگڑانا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرنا
(8) منقول دعاؤں کا اختیار کرنا
(9) انبیاء اور اللہ کے نیک بندوں کے وسیلے سے دعا کرنا
(10) پہلے اپنے لیے پھر والدین اور تمام مومنین کے لیے دعا کرنا
(11) الفاظ دعا کا 3 بار کہنا
(12) دعا مانگنے اور سننے والے کا آمین کہنا
(13) اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ دعا مانگنا
(14) فراغت کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیرنا۔

(4) مکروہات:

(1) بوقت دعا آسمان کی جانب نگاہ اٹھانا (2) بتکلف قافیہ بندی کرنا (3) بالقصد نغمہ سرائی کرنا
(4) رحمت خداوندی کے مانگنے میں تنگی کرنا۔ مثلاً یوں کہنا میری مغفرت فرما کسی اور کی نہ فرما۔

(5) مواقع قبولیت:

(1) اذان کے بعد
(2) اذان اور اقامت کے درمیان
(3) جہاد کے دوران
(4) تلاوت قرآن کے بعد
(5) آب زم زم پیتے وقت
(6) بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت
(7) مرغ کی اذان سن کر
(8) فرض نماز کے بعد
(9) مسلمانوں کے جائز اجتماعات میں
(10) ذکر ودرود کی مجلس میں
(11) بارش کے وقت
(12) قریب المرگ اور اس کے پاس بیٹھنے والوں کا دعا کرنا نیز میت کی آنکھیں بند کرتے وقت

(6) اوقات قبولیت:

(1) شب قدر (2) یوم عرفہ

(3) رمضان المبارک کا مہینہ (4) شب جمعہ

(5) جمعہ کا پورا دن تا کہ ساعت اجابت میسر آجائے ان متعلقات کی رعایت کرنے سے دعا کی قبولیت کی زیادہ امید ہے

تفصیلات: ''حصن حصین'' اس کی شرح ''تحفۃ الذاکرین'' اور ''شرح احیاء'' میں مذکور ہیں۔

نوٹ: حیات المسلمین میں دعا کے متعلق بہت اہم باتیں لکھی گئی ہیں ان کو بھی پڑھا دیا جائے۔

5. عمل (5) ماتحتوں اور ملازمین پر تخفیف کرنا

حدیث میں آتا ہے کہ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے۔ نیز یہ فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام (اور ملازم وخادم) کے بوجھ کو اس مہینہ کم اور ہلکا کردے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزاد فرما دیتے ہیں۔

تشریح:

(1) یہ مہینہ صبر کا ہے۔

یعنی اگر روزہ میں کچھ تکلیف ہو تو اسے ذوق وشوق سے برداشت کرنا چاہیے یہ نہیں کہ مار دھاڑ، چیخ وپکار جیسا کہ گرمی کے رمضان میں اکثر کی عادت ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر اتفاق سے سحری نہیں کھائی تو صبح ہی سے روزہ کا سوگ شروع ہو گیا، اسی طرح رات کی تراویح میں اگر دقت ہو تو اس کو بڑی بشاشت سے برداشت کرنا چاہیے اس کو مصیبت اور آفت نہ سمجھیں کہ یہ بڑی سخت محرومی کی بات ہے۔ ہم لوگ دنیا کی معمولی اغراض کے لیے کھانا پینا اور سب راحت وآرام چھوڑ دیتے ہیں تو کیا رضائے الٰہی کے مقابلہ میں ان چیزوں کی کوئی وقعت ہو سکتی ہے؟

(2) ملازمین سے تخفیف:

یعنی مالکان اپنے ملازموں پر اس مہینہ میں تخفیف رکھیں اس لیے کہ آخر وہ بھی روزہ دار ہیں۔ کام کی زیادتی سے ان کو روزہ میں دقت ہوگی، (البتہ اگر کام زیادہ ہو تو اس میں مضائقہ نہیں کہ رمضان کے لیے ایک آدھ ہنگامی ملازم بڑھا لیے جائیں) مگر یہ جب ہے کہ ملازم روزہ دار بھی ہو ورنہ اس کے لیے رمضان اور غیر رمضان برابر ہے اور اس ظلم و بے غیرتی کا تو ذکر ہی کیا کہ خود روزہ خور ہو کر بے حیا منہ سے روزہ دار ملازموں سے کام لے اور نماز روزہ کی وجہ سے اگر تعمیل میں کچھ تساہل ہو تو برسنے لگے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون اور عنقریب ظالم لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیسی (مصیبت) کی جگہ لوٹ کر جائیں گے (یعنی جہنم میں)۔ (فضائل رمضان)

مشق

دعائیں، صبر اور ملازمین سے تخفیف

(1) تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔

1. ________________

2. ________________

3. ________________

(2) رمضان کی ہر رات میں ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے۔

1. ________________

2. ________________

3. ________________

4. ________________

(3) رمضان میں دو دعائیں خوب کثرت سے مانگنی چاہئیں۔

1. ________________ 2. ________________

(4) ✔ کا نشان لگائیں۔

		ارکان	شرائط	مستحبات	مکروہات
1	قبولیت دعا میں جلدی کرنا	( )	( )	( )	( )
2	دل کی گہرائی سے دعا کرنا	( )	( )	( )	( )
3	بوقت دعا آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا	( )	( )	( )	( )
4	حرام سے بچنا	( )	( )	( )	( )
5	سائل کی طرح ہاتھ پھیلا کر دعا کرنا	( )	( )	( )	( )
6	بتکلف قافیہ بندی کرنا	( )	( )	( )	( )
7	منقول دعاؤں کا اختیار کرنا	( )	( )	( )	( )

(5) دعا کی قبولیت کے بعض مواقع

1. ________ 2. ________

3. ________ 4. ________

(6) دعا کی قبولیت کے بعض اوقات

1. ________ 2. ________

3. ________ 4. ________

(7) رمضان کے مہینہ کو صبر کا مہینہ فرمایا۔ عموماً رمضان میں کہاں کہاں بے صبری کا مظاہرہ کیا جاتا ہے؟

____

____

____

(8) رمضان میں ملازمین سے کاموں میں تخفیف کا کیا اجر ہے؟

____

____

____

6. عمل (6) صدقہ خیرات، غم خواری

(1) جب رمضان کا مہینہ آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی کو آزاد فرما دیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔ (مشکوۃ)

(2) حضورﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی سخاوت رمضان المبارک میں تمام ایام سے زیادہ ہوجاتی تھی، رمضان میں ہر رات کو حضرت جبرئیل آپ سے ملاقات کرتے تھے اور آپ ان کو قرآن شریف سناتے تھے جب آپ جبرئیل سے ملاقات کرتے تھے تو آپ اس ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوجاتے تھے جو بارش لاتی ہے۔ (بخاری/مسلم)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک میں عام دنوں کے مقابلے میں صدقہ و خیرات کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

یہ غم خواری کا مہینہ ہے یعنی غرباء، مساکین کے ساتھ مدارات کا برتاؤ کرنا اگر دس چیزیں اپنی افطاری کے لیے تیار کی ہیں تو کم ازکم دو چار غرباء کے لیے بھی ہونی چاہئیں ورنہ اصل تو یہ تھا کہ ان کے لیے اپنے سے افضل نہ ہوتا تو مساوات اور برابری ہی ہوتی غرض جس قدر بھی ہمت ہوسکے اپنے افطار وسحری کے کھانے میں غرباء کا حصہ بھی ضرور لگانا چاہیے۔

زکوۃ کے علاوہ بھی صدقات کرنا چاہئے:

حضورﷺ نے فرمایا مال میں زکوۃ کے علاوہ بھی کچھ حقوق ہیں پھر اس کی تائید میں لیس البر ان تولوا والی آیت پڑھی جس میں اللہ تعالی نے زکوۃ کا بھی ذکر فرمایا۔

اور اس کے علاوہ بھی بعض خاص خاص مواقع (مثلاً قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں مسافروں، سائلوں) میں مال دینے کا ذکر فرمایا ہے اس سے ثابت ہوا کہ زکوۃ کے علاوہ بھی کچھ مواقع ہیں جہاں دینا ضروری ہے۔ (معارف الحدیث، حیات المسلمین)

اصل تو یہی ہے کہ اپنی ضرورتوں (کھانا، پینا، اوڑھنا، بچھونا، لباس، سواری، مکان، دوکان) پر کم سے کم لگا کر جو بچے وہ اللہ کی مخلوق پر اور اللہ کے دین پر لگانا، خصوصاً رمضان المبارک تو ہے ہی سخاوت کا مہینہ کیونکہ یہ مہینہ آخرت کی کمائی کا مہینہ ہے، اس میں روزہ افطار کرانے اور روزہ کھولنے کے بعد روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلانے کی بھی خاص فضیلت وارد ہوئی ہے اور اس ماہ کو شہر المواساۃ (غم خواری کا مہینہ) فرمایا ہے، غریبوں کی امداد و اعانت اس ماہ کے کاموں میں سے ایک اہم کام ہے۔ (تحفہ خواتین)

7. عمل (7) عمرہ

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی بھی بڑی فضیلت ہے نبی کریم ﷺ نے ایک عورت ''ام سنان انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا'' سے فرمایا کہ جب رمضان آئے تو اس میں عمرہ کرنا اس لیے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری، مسلم)

8. عمل (8) رات کا قیام یعنی تراویح

(1) حکمِ تراویح　(2) فضائلِ تراویح　(3) تعدادِ تراویح　(4) تراویح کی کوتاہیاں　(5) مسائلِ تراویح

(1) حکمِ تراویح:

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو تم پر فرض کیا اور میں نے (تراویح اور قرآن کے لیے) رمضان کی شب بیداری کو تمہارے لیے سنت قرار دیا (یہ قیام بھی سنت مؤکدہ ہونے کی وجہ سے ضروری ہے) اور جو شخص ایمان اور ثواب کے اعتقاد کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک اور صاف ہو جائے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ (نسائی، حیات المسلمین)

اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بتایا ہے۔ (الترغیب)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ تراویح کا ارشاد بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پھر نسائی کی جس روایت میں نبی کریم ﷺ نے اس کو اپنی طرف منسوب فرمایا کہ میں نے سنت قرار دیا ہے اس سے مراد تاکید ہے کہ حضور اس کی تاکید بہت فرماتے تھے۔

اسی وجہ سے سب ائمہ اس کے سنت ہونے پر متفق ہیں کہ کسی شہر کے لوگ اگر تراویح چھوڑ دیں تو حاکم ان سے جہاد کرے۔ (ما ثبت بالسنۃ، فضائل رمضان)

(2) فضائلِ تراویح:

جو لوگ ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح، تہجد) پڑھیں گے ان کے سب پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

روزہ اور قرآن دونوں بندوں کی سفارش کریں گے..... قرآن کہے گا کہ: میں نے اس کو رات کے سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا اے اللہ! آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما (اور اسکے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما) چنانچہ روزہ اور قرآن

دونوں کی سفارش اس بندہ کے حق میں قبول فرمائی جائے گی (اور اس کے لیے جنت ومغفرت کا فیصلہ فرمادیا جائے گا) اور خاص مراحم خسروانہ سے اسے نوازا جائے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی)

جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر رمضان کی آخری رات تک ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا، جو کوئی ایمان دار بندہ ان راتوں میں سے کسی رات میں نماز پڑھتا ہے (مراد وہ نماز ہے جو رمضان کی وجہ سے ہو جیسے تراویح) تو اللہ تعالیٰ ہر سجدہ کے عوض ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں سرخ یاقوت کا ایک گھر تیار فرماتے ہیں جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے ان میں سے ہر دروازہ کے متعلق سونے کا ایک محل ہوگا جو سرخ یاقوت سے آراستہ ہوگا۔ (بیہقی، حیات المسلمین)

(3) تعداد تراویح:

بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے کیونکہ اس پر خلفاء راشدین نے مواظبت فرمائی ہے۔ (شامی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ رمضان میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

وفيه تصريح بما أفادته الاحاديث الصحاح اجمالا أنه صلى الله عليه وسلم كان يصلي في رمضان اكثر مما كان يصلي في غيره. (اعلاء السنن: 82/7)

وهذا الاثر قد تأيد بمواظبة الخلفاء والصحابة في ليالي رمضان على القدر الذي ذكر فيه.

وقد قدمنا في المقدمة ان المرسل ضعيف عند الشافعي ومن تابعه ولكن اذا وافقه قول صحابي صار حجة عند الكل. وقول الترمذي العمل عليه عند اهل العلم يقتضي قوة اصله وان ضعف خصوص هذا الطريق. (اعلاء السنن: 188/1)

واي اهل العلم افضل من الخلفاء والصحابة؟ فكيف لايكون عملهم دليلا على قوة اصله؟ فالحق أن الاثر إن لم يكن صحيحا فلا اقل من ان يكون حسنا. (أيضاً)

وهذا لاثر ليس بمخالف لحديث عائشة (ماكان يزيد في رمضان ولا غيره على احدى عشر ركعة) لان الحق انها مجموعة صلاة التهجد لامجموعة صلاة الليل كلها لان الاحاديث الصحيحة تفيد زيادة صلاته صلى الله عليه وسلم في رمضان على القدر الذي كان يصلي في غيره (يجتهد في رمضان مالا يجتهد في غيره (مسلم) اذا دخل العشر شد ميزره واحي ليلته تغير لونه وكثرت صلاته) (أيضاً: 81/3)

بعض لکھے پڑھے انہیں بھی کلام کرتے ہیں، میرے پاس ایک خط آیا ہے کہ تراویح یہ وہی تہجد ہے جو پچھلی رات کو پڑھی جاتی تھی۔ اس نے یہ صورت اختیار کرلی ہے میں نے لکھا کہ دلیل سے ثابت ہے کہ تہجد اور ہے اور تراویح اور ہے چنانچہ تہجد کی مشروعیت حق تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہوتی ہے۔ (اے کپڑوں میں لپٹنے والے رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات کو اس میں قیام نہ کرو بلکہ آرام کرو یا اس نصف سے کسی قدر کم کرو یا نصف سے کچھ بڑھادو اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو) اس کی دلیل ہے پھر دوسرا رکوع گیارہ بارہ مہینے میں نازل ہوا جس کا حاصل اس فرضیت کا منسوخ کردینا ہے اور تراویح کی نسبت حضور ﷺ فرماتے ہیں (میں نے تمہارے لیے اس میں تراویح مسنون کی ہے) اگر یہ تہجد ہے تو اس کو حضور ﷺ نے اپنی طرف کیوں منسوب کیا۔ اس سے لازم آتا ہے کہ جو خدا کی طرف منسوب ہے، وہ حضور ﷺ اپنی طرف منسوب فرماتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ تہجد اور ہے جس کی مشروعیت حق تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہوتی ہے اور تراویح اور ہے جس کی سنیت حضور ﷺ کے ارشاد سے ثابت ہوتی ہے اور بڑی بات یہ ہے تعامل امت نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ (خطبات تھانوی:88/16)

ایک شخص دہلی کے نئے مجتہدین سے آٹھ تراویح سن کر مولانا شیخ محمد صاحب رحمہ اللہ کے پاس آئے تھے اور انہیں تردد تھا کہ آٹھ ہیں یا بیس یہ نئے مجتہد اپنے کو عامل بالحدیث کہتے ہیں کیوں صاحب حدیث میں بیس بھی تو آئی ہیں ان پر کیوں نہ عمل کیا کہ ان کے ضمن میں آٹھ پر بھی عمل ہوجاتا۔ بات کیا ہے کہ نفس کو سہولت تو آٹھ ہی میں ہے۔ بیس کیوں کر پڑھیں اصل یہ ہے کہ جو کچھ ان کے جی میں آتا ہے کرتے ہیں اور شاذ اور ضعیف احادیث کو بھی سہارا بنالیتے ہیں۔ کسی کی حکایت مشہور ہے کہ اس سے پوچھا گیا کہ تمہیں قرآن کا کون سا حکم سب سے زیادہ پسند ہے کہا ﴿رَبَّنَآ اَنۡزِلۡ عَلَيۡنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ﴾ (اے رب ہم پر آسمان سے مائدہ یعنی خوان نازل فرما) تو اسی طرح انہوں نے بھی تراویح کی تمام احادیث میں سے صرف آٹھ رکعت والی حدیث پسند کی حالانکہ بارہ بھی آئی ہیں اور وتر کی تمام احادیث میں سے ایک رکعت والی حدیث پسند کی حالانکہ تین رکعتیں بھی آئی ہیں پانچ بھی آئی ہیں سات بھی آئی ہیں۔ خیر تو وہ بیچارے ان کے بہکانے سے تردد میں پڑ گئے تھے۔ مولانا سے پوچھا مولانا نے فرمایا کہ بھئی سنو اگر محکمہ مال سے اطلاع آئے کہ مالگذاری داخل کرو اور تمہیں معلوم نہ ہو کہ کتنی ہے تم نے ایک نمبردار سے پوچھا کہ میرے ذمے کتنی مالگذاری ہے اس نے کہا آٹھ روپے پھر تم نے دوسرے نمبردار سے پوچھا اس نے کہا بارہ روپے اس سے تردد بڑھا تم نے تیسرے سے پوچھا اس نے کہا بیس روپے تو اب بتاؤ تمہیں کچہری کتنی رقم لے کر جانا چاہئے انہوں نے کہا صاحب بیس روپے لے کر جانا چاہئے اگر اتنی ہوئی تو کسی سے مانگنا نہ پڑے گی اور اگر کم ہوئی تو رقم بچ رہے گی۔ اور اگر میں کم لے کر گیا اور وہاں ہوئی زیادہ تو کس سے مانگتا پھروں گا۔ مولانا نے فرمایا بس خوب سمجھ لو اگر وہاں بیس رکعتیں طلب کی گئیں اور ہیں تمہارے پاس آٹھ تو کہاں سے لا کر دو گے اگر بیس ہیں اور طلب کم کی ہے تو بچ رہیں گے اور تمہارے کام آئیں گے کہنے لگے ٹھیک ہے سمجھ میں آگیا اب میں ہمیشہ بیس

رکعتیں پڑھا کروں گا بس بالکل تسلی ہوگئی۔سبحان اللہ کیا طرز ہے سمجھانے کا حقیقت میں یہ لوگ حکمائے امت ہوتے ہیں۔

(خطبات تھانوی:85,86/16)

دورِ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بیس رکعت تراویح

سیدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائے۔اور حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔(ابن ابی شیبہ)

عہد عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بیس رکعت تراویح

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بھی اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھیوں پر سہارا لیتے تھے۔(بیہقی)

دورِ مرتضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بیس رکعت تراویح

حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان میں قراءحضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور وتر کی جماعت خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کراتے تھے۔(بیہقی)

جمہور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور بیس رکعت تراویح

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو رمضان میں مدینہ منورہ میں بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔(ابن ابی شیبہ)

تابعین عظام اور بیس رکعت تراویح

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین) کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے ہی پایا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ امام حماد سے وہ امام ابراہیم تابعی سے روایت کرتے ہیں کہ سب لوگ (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین وتبع تابعین) رمضان میں بیس تراویح ہی پڑھا کرتے تھے۔

ساری تقریر سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح باجماعت ادا کرنا مسنون ہے اور امام نووی رحمہ اللہ، شارح مسلم حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ، قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ، علامہ شامی رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، اور امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وغیرہ حضرات کا یہی معمول اور مسلک ہے۔

چنانچہ آج تک حرمین شریفین مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ میں تراویح کی بیس ہی رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔(ابن ابی شیبہ)

خلاصہ:

(1) بیس رکعت تراویح سنتِ مؤکدہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی موجودگی میں بیس رکعت تراویح جاری کرنا ۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس پر نکیر نہ کرنا اور عہدِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک شرقاً وغرباً بیس رکعت تراویح کا مسلسل زیر تعامل رہنا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین میں داخل ہے۔(اللہ تعالیٰ خلفائے راشدین کے لیے ان کے اس دین کو قرار وتمکین بخشیں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے)

الاختیار شرح المختار میں ہے:''اسد بن عمر و امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے تراویح اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو اپنی طرف سے اختراع نہیں کیا نہ وہ کوئی بدعت ایجاد کرنے والے تھے۔ انہوں نے جو حکم دیا وہ کسی اصل کی بناء پر تھا جو ان کے پاس موجود تھی اور رسول اللہ ﷺ کے کسی عہد پر مبنی تھا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنت جاری کی اور لوگوں کو ابی بن کعب پر جمع کیا، پس انہوں نے تراویح کی جماعت کرائی، اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کثیر تعداد میں موجود تھے۔حضرت عثمان، علی، ابن مسعود، عباس، ابن عباس، طلحہ، زبیر، معاذ، اُبی اور دیگر مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم اجمعین سب موجود تھے مگر ایک نے بھی اس کو رد نہیں کیا بلکہ سب نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موافقت کی اور اس کا حکم دیا۔

(2) خلفائے راشدین کی جاری کردہ سنت کے بارے میں وصیت نبوی ﷺ

اوپر معلوم ہو چکا کہ بیس رکعت تراویح تین خلفاء راشدین کی سنت ہے اور سنت خلفائے راشدین کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:''جو شخص تم میں سے میرے بعد جیتا رہا وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا۔ پس میری سنت کو اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو اسے مضبوط تھام لو اور دانتوں سے مضبوط پکڑ لو اور نئی نئی باتوں سے احتراز کرو۔ کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''(مستدرک حاکم 329)

اس حدیث پاک سے سنت خلفائے راشدین کی پیروی کی تاکید معلوم ہوتی ہے اور یہ کہ اس کی مخالفت بدعت وگمراہی ہے۔

(3) چار ائمہ مذاہب کے علاوہ اختیار کرنا جائز نہیں

اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ ائمہ اربعہ کم سے کم بیس رکعت تراویح کے قائل ہیں۔ائمہ اربعہ کے مذہب کا اتباع سوادِ اعظم کا اتباع ہے اور مذاہب اربعہ سے خروج سوادِ اعظم سے خروج ہے۔مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ''عقد الجید'' میں لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ سوادِ اعظم کی پیروی کرو۔ اور جب کہ ان مذاہب اربعہ کے سوا باقی مذاہب حقہ مٹ چکے ہیں تو ان کا اتباع سوادِ اعظم کا اتباع ہوگا اور ان سے خروج سوادِ اعظم سے خروج ہوگا"(اختلافات امت اور صراط مستقیم:ص 513)

بیس رکعت کے سنت مؤکدہ ہونے پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور اجماع کی مخالفت ناجائز ہے اور یہ اجماع علامت ہے ان احادیث کے منسوخ ہونے کی اور اگر اجماع میں شبہ ہو کہ بعض علماء نے صرف آٹھ کو سنت مؤکدہ لکھا ہے تو جواب یہ ہے کہ اجماع اس قول سے منعقد ہے پس اس کے مقابلہ میں شاذ قول قابل اعتبار نہیں ہوگا۔ جب تاکد ثابت ہوگیا تو اس کے ترک کرنے سے موردِ عتاب ہوگا۔(خطبات تھانوی:85/16)

آٹھ رکعت نماز تراویح پڑھ کر جو لوگ نکل جاتے ہیں وہ حضرات رمضان المبارک کے مقدس ومبارک مہینہ میں دو سنتوں کو پامال کرتے ہیں آپ ان سے پوچھیں کہ ظہر کی چار مؤکدہ سنتوں کی بجائے آپ نے کبھی دو سنتیں پڑھی ہیں اور اگر کوئی پڑھے تو اس کا دل مانے گا کہ میں نے پوری سنت ادا کر لی ہے ہرگز نہیں۔ اسی طرح بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے آٹھ رکعت پڑھنے سے سنت ادا نہیں ہوگی۔ اسی طرح نماز تراویح میں ایک قرآن پاک پڑھنا یا سننا سنت ہے جو حضرات آٹھ یا اس سے کچھ اوپر پڑھ کر نکل جاتے ہیں وہ اس سنت سے بھی محروم رہتے ہیں۔(مجموعہ رسائل)

(4) تراویح کی کوتاہیاں

(1) بہت سے لوگ نماز تراویح کو روزے کے تابع سمجھتے ہیں یہ غلط ہے جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کو بھی تراویح کا پڑھنا سنت ہے اگر نہ پڑھیں گے تو ترک سنت کا گناہ ہوگا۔(مراقی الفلاح)

(2) بہت سے لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ جلدی سے کسی مسجد میں آٹھ دس دن میں کلام مجید سن لیں پھر چھٹی۔ یہ خیال رکھنے کی بات ہے کہ یہ دو سنتیں الگ الگ ہیں تمام کلام اللہ شریف کا تراویح میں پڑھنا یا سننا یہ مستقل سنت ہے اور پورے رمضان شریف کی تراویح مستقل سنت ہے۔ پس اس صورت میں ایک سنت پر عمل ہوا اور دوسری رہ گئی۔ البتہ جن لوگوں کو رمضان المبارک میں سفر وغیرہ یا کسی اور وجہ سے ایک جگہ تراویح پڑھنی مشکل ہو، ان کے لیے مناسب ہے کہ اول قرآن شریف چند روز میں سن لیں تاکہ قرآن شریف نامکمل نہ رہے، پھر جہاں وقت ملا اور موقع ہوا وہاں تراویح پڑھ لی کہ قرآن شریف بھی اس صورت میں نامکمل نہیں ہوگا اور اپنے کام کا بھی حرج نہ ہوگا۔(فضائل رمضان)

(3) بعض لوگ سورت تراویح (الم ترکیف سے) پڑھتے ہیں اور پورا قرآن تراویح میں نہیں پڑھتے یا نہیں سنتے یہ لوگ تراویح پڑھنے کی سنت تو ادا کرتے ہیں لیکن تراویح میں پورا قرآن مجید پڑھنے کی سنت ان کے ذمہ باقی رہتی ہے۔

(4) بعض لوگ جب امام صاحب قرآن کی تلاوت کر رہے ہوتے ہیں تو بیٹھے رہتے ہیں یا ادھر ادھر چکر لگاتے رہتے ہیں، جب امام صاحب رکوع میں جاتے ہیں تو جلدی سے نیت باندھ کر شامل ہوجاتے ہیں یہ مکروہ ہے۔(درمختار)

(5) بعض لوگ 15، 20 منٹ جلدی فارغ ہونے کے چکر میں ایسی جگہ تراویح پڑھتے ہیں جہاں بہت تیز تیز پڑھا جاتا ہے اور اس طرح اپنی عبادت کو خراب اور برباد کر کے اجر سے محروم ہوتے ہیں۔

(6) بعض حافظ حضرات کی عادت ہوتی ہے کہ ابتدائی رکعات میں قرآت بہت زیادہ پڑھ دیتے ہیں جس سے لوگ تنگ ہوتے ہیں اور تھک جاتے ہیں پھر آخری رکعتوں میں بہت تھوڑا تھوڑا پڑھتے ہیں یہ طریقہ بھی غلط ہے تراویح کی رکعات میں برابر اور اعتدال رکھنا افضل ہے۔

(7) کچھ عرصہ سے یہ سلسلہ چل پڑا ہے کہ مختلف ہال، مساجد، گھروں میں عورتوں کے لیے بھی تراویح کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اور یہ دلیل دی جاتی ہے کہ حضور کے زمانے میں خواتین مسجد نبوی میں جا کر نمازیں ادا کرتی تھیں اب اس سے کیوں منع کیا جاتا ہے؟ یہ صحیح نہیں ہے حضور کا زمانہ خیر کا زمانہ تھا فتنوں سے محفوظ تھا حضور بنفس نفیس موجود تھے وحی کا نزول ہوتا تھا نئے نئے احکام آتے تھے۔ نئے نئے مسلمان بھی تھے۔نماز روزے وغیرہ کے احکام سیکھنے کی ضرورت تھی۔

(ا) ان وجوہات کی بناء پر عورتوں کو فی نفسہ مسجد میں حاضر ہونے کی اجازت تھی۔ جماعت میں حاضر ہونے کی تاکید نہیں تھی۔

(ب) ان ساری وجوہات کے باوجود حضور ﷺ کا ارشاد اور تعلیم عورتوں کے لیے یہی تھی کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھیں اور اسی کی ترغیب دیتے تھے اور فضیلت بیان فرماتے تھے حتیٰ کہ گھر کے اندر کوٹھری میں عورت کی نماز کو مسجد نبوی میں اپنے پیچھے نماز پڑھنے سے بھی افضل بتایا۔(الترغیب)

(ج) پھر عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت بھی مشروط تھی ان شرائط کے ساتھ کہ خواتین بن سنور کر عمدہ لباس پہن کر (ابن ماجہ) خوشبو لگا کر (مسلم) بجتا ہوا زیور پہن کر نہ آئیں۔شرعی پردہ کی پابندی تو لازمی تھی ہی، پھر اس بات کا بھی لحاظ رکھا جاتا تھا کہ نماز ختم ہونے کے بعد مردوں کے اٹھنے سے پہلے عورتیں اٹھ کر چلی جائیں اور اس کے لیے حضور ﷺ اور صحابہ اپنی جگہوں پر بیٹھے رہتے تھے تاکہ ایک ساتھ اٹھنے کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہو۔(بخاری، ابوداؤد)

آج کل ان شرائط کا خیال نہیں رکھا جاتا پھر واپسی پر ہر مرد خواتین کی جگہ سے نکلنے والی ہر عورت کو غور سے دیکھتا ہے کہ شاید یہی میری بیوی ہو۔

(د) صحابہ کے زمانہ میں ہی جب حالات بدل گئے تو صحابہ ہی نے عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کردیا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منع کرتے (بدائع) ابن عمر اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما تمام صحابہ کے سامنے عورتوں کو مسجد سے نکال دیتے۔(عمدۃ القاری، الترغیب)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتیں تھیں کہ آج اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تو وہ بھی منع فرما دیتے۔

اسی وجہ سے علماء کے نزدیک خواتین کو فرض نمازوں، تراویح کی نماز اور عید بقر عید کی نماز ادا کرنے کیلئے مسجد یا عیدگاہ، کسی ہال، گھر وغیرہ میں حاضر ہونا مکروہ تحریمی ہے یعنی ناجائز ہے۔

(8) بعض اجرت دے کر قرآن سنتے ہیں حالانکہ اجرت دے کر قرآن سننا جائز نہیں لینے اور دینے والے دونوں ثواب سے محروم ہوتے ہیں۔ (درمختار)

(9) تراویح کے ختم پر مساجد میں مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے، اگر اکیلا ایک شخص اس کے مصارف برداشت کرے تو ریا، شہرت نام ونمود کا اندیشہ رہتا ہے اور اگر چندہ سے کی جائے تو اس بات کا خیال بہت کم رکھا جاتا ہے کہ سب نے رضا اور خوشی سے دیا ہے، کہیں کسی نے شرما حضوری میں، باوجود دل کے نہ چاہتے ہوئے تو نہیں دی، پھر مسجد کی بے ادبی، بعض اوقات شور شرابہ ہوتا ہے۔ اکثر جگہ مٹھائی کی تقسیم کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔

(10) شبینہ ہوتا ہے جس میں درج ذیل قباحتیں ہیں۔

(1) نوافل کی جماعت۔

اگر حافظ اور کچھ مقتدی تراویح پڑھ رہے ہوں تو یہ خرابی اگرچہ نہ ہوگی مگر مندرجہ ذیل قباحتیں تو بہر حال ہیں۔

(2) لاؤڈ اسپیکر کی وجہ سے اہل محلہ کے کام، آرام اور عبادات میں خلل۔

(3) نام ونمود۔

(4) بعض لوگوں کا جماعت میں کھڑے ہونا اور بقیہ کا بیٹھے رہنا، جو جماعت اور قرآن کے احترام کے خلاف ہے۔

(5) ضرورت سے زیادہ روشنی اور مٹھائی وغیرہ کا التزام۔

(6) اس غلط رسم کے لیے چندہ کرنا، جبکہ بعض لوگ بغیر طیب خاطر کے محض مروت میں چندہ دیتے ہیں، جس کا استعمال حرام ہے۔

اس قسم کی اور بھی بہت سی خرابیاں ہیں جن کی بناء پر مروجہ شبینہ جائز نہیں۔ (احسن الفتاوی: 521/3)

مشق

صدقہ، خیرات وغم خواری اور عمرہ، رات کا قیام (یعنی تراویح)

(1) یہ مہینہ غم خواری کا ہے۔ کیسے؟ وضاحت کریں ____________________

____

____

(2) رمضان المبارک میں حضور ﷺ کی سخاوت کا کیا حال ہوتا تھا ____________________

____

____

(3) رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی کیا فضیلت ہے ____________________

____

____

(4) تمام ائمہ تراویح کے ____________ ہونے پر متفق ہیں۔ (فرض، سنت، مستحب)

(5) جو شخص ایمان اور ثواب کے اعتقاد کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ ____________

____

(6) ________ رکعت تراویح ____________ ہے کیونکہ اس پر ____________ نے مواظبت فرمائی ہے۔
(20,8۔ سنت مؤکدہ، مستحب۔ خلفاء راشدین، صحابہ، تابعین)

(7) آج تک حرمین شریفین میں تراویح آٹھ رکعت ہی پڑھی جاتی ہے۔ ✔ X کا نشان لگائیں [ ]

(8) جو لوگ آٹھ رکعت تراویح پڑھ کر چلے جاتے ہیں وہ دو سنتوں کو پامال کرتے ہیں۔

1. ____________________

2. ____________________

(9) تراویح کی مندرجہ ذیل کوتاہیوں میں سے کسی 3 کی وضاحت کریں۔

1. تراویح روزہ کے تابع ہے۔
2. 8-10 دن میں تراویح پڑھ لیتے ہیں۔
3. سورت تراویح پڑھتے ہیں۔
4. رکوع میں جلدی سے شامل ہوتے ہیں۔
5. پہلی رکعت میں زیادہ پڑھتے ہیں۔
6. جلدی فراغت کے لیے ایسی جگہ تراویح پڑھتے ہیں
7. عورتوں سے متعلق کوتاہی۔
8. مٹھائی۔

(1) ____

____

____

(2) ____

____

____

(3) ____

____

9. عمل (9) نوافل کی کثرت، فرائض کا مزید اہتمام

حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔ (الترغیب)

یعنی اس مہینہ میں ایک نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرائض کے برابر ہے اور ایک فرض کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستر فرض کے برابر ہے اس جگہ ہم لوگوں کو اپنی اپنی عبادات کی طرف بھی ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اس مبارک مہینہ میں فرائض کا ہم سے کس قدر اہتمام ہوتا ہے اور نوافل میں کتنا اضافہ ہوتا ہے۔ فرائض میں تو ہمارے اہتمام کی یہ حالت ہے کہ سحری کھانے کے بعد جو سوتے ہیں تو اکثر صبح کی نماز قضاء ہو جاتی ہے، اور کم از کم جماعت تو اکثروں کی فوت ہو ہی جاتی ہے گویا سحری کھانے کا شکریہ ادا کیا کہ اللہ کے سب سے زیادہ مہتم بالشان فرض کو یا بالکل قضاء کر دیا یا کم از کم ناقص کر دیا کہ بغیر جماعت کے نماز پڑھنے کو اہل اصول نے اداء ناقص فرمایا ہے اور حضور اکرم ﷺ کا تو ایک جگہ ارشاد ہے کہ مسجد کے قریب رہنے والوں کی تو (گویا) نماز بغیر مسجد کے ہوتی ہی نہیں۔

مظاہر حق میں لکھا ہے کہ جو شخص بلا عذر بغیر جماعت کے علیحدہ نماز پڑھتا ہے اس کے ذمہ فرض تو ساقط ہو جاتا ہے مگر اس کو نماز کا ثواب نہیں ملتا۔ اسی طرح دوسری نماز مغرب کی بھی جماعت اکثروں کی افطاری کی نذر ہو جاتی ہے اور رکعت اولیٰ یا تکبیر اولیٰ کا تو ذکر ہی کیا ہے، اور بہت سے لوگ تو عشاء کی نماز بھی تراویح کے احسان کے بدلے میں وقت سے پہلے ہی پڑھ لیتے ہیں۔ یہ تو رمضان المبارک میں ہماری نماز کا حال ہے جو اہم ترین فرائض میں سے ہے کہ ایک فرض کے بدلے میں تین کو ضائع کیا۔ یہ تین تو اکثر ہیں، ورنہ ظہر کی نماز قیلولہ کی نذر اور عصر کی جماعت افطاری کا سامان خریدنے کی نذر ہوتے ہوئے آنکھوں سے دیکھا گیا ہے۔ اسی طرح اور فرائض پر آپ خود غور فرمالیں کہ کتنا اہتمام رمضان المبارک میں ان کا کیا جاتا ہے اور جب فرائض کا یہ حال ہے تو نوافل کا کیا پوچھنا، اشراق اور چاشت تو رمضان المبارک میں سونے کی نذر ہو ہی جاتے ہیں اور اوابین کا کیسے اہتمام ہو سکتا ہے جب کہ ابھی روزہ کھولا ہے اور آئندہ تراویح کا سہم ہے اور تہجد کا وقت تو ہے ہی عین سحری کھانے کے وقت، پھر نوافل کی گنجائش کہاں لیکن یہ سب باتیں بے توجہی اور نہ کرنے کی ہیں کہ:

''تو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں'' (فضائل رمضان)

رمضان کا دستور العمل

(1) تحیۃ الوضو کی فضیلت (2) تحیۃ المسجد (3) قیام لیل یا تہجد اور اس کی فضیلت

(4) فجر کی نماز کے بعد حضور ﷺ کا معمول (5) اشراق کی نماز (6) چاشت کی نماز

(7) صلوٰۃ التسبیح (8) اوابین کی نماز (9) صلوٰۃ التوبۃ

اس ماہ میں نوافل کی کثرت کی جائے ذیل میں کچھ نوافل اور ان کے فضائل اور طریقہ ذکر کیا جاتا ہے۔صبح اٹھتے ہی تحیۃ الوضو، تہجد کا اہتمام کریں۔

(1) تحیۃ الوضو کی فضیلت

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نماز فجر کے وقت حضور اقدس ﷺ نے (حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا کہ اے بلال! اسلام قبول کرنے کے بعد ایسا کون سا عمل تم نے کیا ہے جس کے بارے میں تم بہ نسبت دوسرے اعمال کے (اللہ کی رضا کی) زیادہ امید رکھتے ہو۔ کیونکہ میں نے اپنے آگے جنت میں تمہارے جوتوں کی آہٹ سنی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے تو کوئی عمل اس سے بڑھ کر زیادہ امید دلانے والا نہیں کیا جب کبھی بھی کسی وقت رات میں یا دن میں وضو کیا تو اس وضو سے کچھ نہ کچھ اپنے مقدر کی نماز ضرور پڑھی۔ (صحیح بخاری: 154/1)

ایک حدیث میں یوں ارشاد ہے کہ جو کوئی مسلمان وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے (سنتوں کا خیال رکھے اور پانی خوب دھیان سے سب جگہ پہنچائے) پھر کھڑے ہو کر اس طرح دو رکعت نماز پڑھے کہ ظاہر و باطن کے ساتھ ان دو رکعتوں کی طرف متوجہ رہے تو اس کے لیے جنت واجب ہوگی۔ (صحیح مسلم)

(2) تحیۃ المسجد

جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اس کو چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔ (بخاری، مسلم)

(3) قیام لیل یا تہجد اور اس کی فضیلت

1. حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے سے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری درمیانی حصے میں ہوتا ہے، پس اگر تم سے ہو سکے کہ تم ان بندوں میں سے ہو جاؤ جو اس مبارک وقت میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو تم ان میں ہو جاؤ۔ (جامع ترمذی)

2. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرض نماز کے بعد سب سے افضل درمیان رات کی نماز ہے (یعنی تہجد)۔ (صحیح مسلم)

3. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تہجد تم ضرور پڑھا کرو، کیونکہ وہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ اور شعار رہا ہے اور قرب الٰہی کا خاص وسیلہ ہے اور وہ گناہوں کے برے اثرات کو مٹانے والی اور معاصی سے روکنے والی چیز ہے۔ (جامع ترمذی)

4. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی رحمت ہو اس بندے پر جو رات کو اٹھا اور اس نے نماز تہجد پڑھی، اور اپنی بیوی کو بھی جگایا اور اس نے بھی نماز پڑھی، اور اگر (نیند کے غلبہ کی وجہ سے) وہ نہیں اٹھی تو اس کے منہ پر پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے کر اس کو بیدار کر دیا۔ اور اسی طرح اللہ کی رحمت ہو اس بندی پر جو رات کو نماز تہجد کے لیے اٹھی اور اس نے نماز ادا کی اور اپنے شوہر کو بھی جگایا، پھر اس نے

بھی اٹھ کر نماز پڑھی، اور اگر وہ نہ اٹھا تو اس کے منھ پر پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے کر اٹھا دیا۔(سنن ابی داؤد، سنن نسائی)

نماز تہجد کی قضا اور اس کا بدل:

1. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رات کو سوتا رہ گیا اپنے مقررہ ورد سے یا اس کے کسی جز سے پھر اس نے اس کو پڑھ لیا نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان تو لکھا جائے گا اس کے حق میں جیسے کہ اس نے پڑھا ہے رات ہی میں۔(صحیح مسلم)
2. رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد فوت ہو جاتی تو آپ دن کو اس کے بجائے بارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔(صحیح مسلم)

نوٹ: تہجد میں یہ اعمال کریں۔

1. لمبی لمبی نوافل۔
2. استغفار اپنے اور پوری امت کے لیے۔
3. لمبی دعا۔
4. قرآن کی تلاوت دیکھ کر کرنا۔

اس کے لیے سحری پکانے یا کھانے سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے بیدار ہو جائیں۔ مذکورہ **معمولات** اور سحری سے فارغ ہوتے ہی مرد جلدی ہی مسجد چلے جائیں، صفِ اول اور تکبیرِ اولیٰ کا اہتمام کریں نماز کھڑی ہونے تک تلاوت، دعا، استغفار میں مشغول رہیں۔ خواتین بھی فجر کی نماز کی تیاری کریں۔

(4) فجر کی نماز کے بعد حضور کا معمول

نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ اکثر فجر کی نماز پڑھ کر اپنے مصلے پر تشریف رکھتے یہاں تک کہ سورج خوب چڑھ جاتا۔(مسلم)

نوٹ: تمام فرض نمازوں کے بعد مسنون اذکار کا اہتمام کریں۔ نیز فجر کے بعد تلاوت اور پھر ایک تسبیح تیسرے کلمہ کی اور ایک درود شریف اور ایک استغفار کی پڑھ لیں۔ اور صبح کی مسنون دعائیں بھی پڑھ لیں۔

(5) اشراق کی نماز

(1) **فضیلت:** جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی، پھر (مسجد میں) بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا یہاں تک کہ سورج نکل آیا پھر اس نے دو رکعت نماز پڑھی تو اس کو ایک حج اور عمرے کے مثل اجر ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پورے حج وعمرے کا۔ پورے حج وعمرے کا۔ پورے حج وعمرے کا۔(ترمذی)

(2) **تعداد:** کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعات ہیں۔

نوٹ: اشراق کے بعد حسب ضرورت آرام کرلیں اس میں بھی اتباع سنت کا خیال رکھیں۔

(6) چاشت کی نماز

سو کر اٹھنے کے بعد چاشت کی نماز کا اہتمام کریں۔

(1) فضیلت:

(1) رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ابن آدم! تو دن کے ابتدائی حصہ میں چار رکعتیں میرے لیے پڑھا کر میں دن کے آخری حصہ تک تیری کفایت کروں گا۔ (یعنی تمام مسائل حل کروں گا۔) (ترمذی)

(2) جس نے دوگانہ چاشت کا اہتمام کیا اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ کثرت میں سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (ترمذی)

(3) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کے جسم کے جوڑوں کی طرف سے (بطور شکریہ روزانہ) صدقہ (کرنا ضروری) ہے (کیونکہ یہ جوڑ اللہ پاک کی بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ اگر یہ جوڑ نہ ہوں تو انسان اٹھ بیٹھ نہیں سکتا یوں ہی تختہ سا پڑا رہ جائے گا) پھر فرمایا کہ صدقہ کے لیے مال ہی ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے۔ الحمدللہ کہنا بھی صدقہ ہے لا الہ الا اللہ کہنا بھی صدقہ ہے۔ اللہ اکبر کہنا بھی صدقہ ہے اور کسی کو نیک کام کے لیے کہہ دینا بھی صدقہ ہے۔ برائی سے روک دینا بھی صدقہ ہے اور اگر کوئی شخص چاشت کی دو رکعتیں پڑھ لے تو یہ دو رکعتیں جسم کے جوڑوں کی طرف سے بطور شکریہ کافی ہوں گی۔ (مسلم شریف)

(4) جس شخص نے چاشت کے وقت 12 رکعتیں پڑھ لیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا ایک محل بنا دیں گے۔ (ترمذی)

(2) تعدادِ رکعات:

احادیث سے چاشت کے وقت دو، چار، آٹھ، بارہ رکعات تک پڑھنا ثابت ہے۔ جس قدر ہو سکے پڑھ لی جائیں۔ حضور ﷺ اکثر چار رکعات پڑھا کرتے تھے۔ (تحفہ خواتین، معارف الحدیث)

(3) وقت:

جب سورج خوب زیادہ اونچا ہو جائے اور دھوپ تیز ہو جائے (تقریباً 9 بجے) اس وقت سے لے کر زوال سے پہلے پہلے تک یہ نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

نوٹ: چاشت کے بعد جتنا ہو سکے صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن کی تلاوت کریں۔ جن کو نہیں آتا وہ کسی درست تجوید والے سے

سیکھیں۔ دیگر دنیاوی کاموں میں مشغولیت کے وقت بھی تمام گناہ خصوصاً غیبت، بدنظری وغیرہ سے بچنے کا خوب اہتمام کریں۔
جب زوال ہوجائے تو چار رکعت نفل سنن زوال ادا کریں۔

(6) سننِ زوال:

حضور ﷺ زوال کے بعد اور ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ایک (مبارک) گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور مجھے یہ بات محبوب ہے کہ اس وقت میرا کوئی عمل بارگاہ خداوندی میں پیش کیا جائے۔ (جمع الفوائد)

اور ایک حدیث میں ہے جس شخص نے ظہر کی نماز سے پہلے (سنت مؤکدہ کے علاوہ) چار رکعت پڑھیں اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنادیا جائے گا۔ (طبرانی)

اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح کا اہتمام کریں۔

(7) صلوٰۃ التسبیح

نفل نمازوں میں اس نماز کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے عباس! اے چچاجان! کیا میں آپ کو ایک عطیہ دوں؟ کیا میں آپ کو بخشش کروں؟ کیا میں آپ کو بہت مفید چیز سے باخبر کروں؟ کیا میں آپ کو ایسی چیز دوں کہ جب تم اس کو کرلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے سب گناہ پہلے اور پچھلے، پرانے اور نئے، خطاءً کئے ہوئے اور جان کر کئے ہوئے، چھوٹے اور بڑے چھپ کر کئے ہوئے اور ظاہراً کئے ہوئے سب معاف فرمادے گا۔ وہ کام یہ ہے کہ چار رکعت نماز (نفل) صلوٰۃ التسبیح اس طرح سے پڑھ کہ جب الحمد شریف اور سورۃ پڑھ چکو تو کھڑے کھڑے رکوع سے پہلے (کلمہ سوم) ﴿سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ﴾ پندرہ مرتبہ کہو۔ پھر رکوع کرو تو رکوع میں ان کلمات کو دس مرتبہ کہو۔ پھر رکوع سے کھڑے ہوکر (قومہ میں) دس مرتبہ پھر سجدہ میں جاکر دس مرتبہ کہو۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر (دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر) دس مرتبہ کہو پھر دوسرا سجدہ کرو۔ اور اس (دوسرے سجدہ میں) دس مرتبہ کہو۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھ جاؤ اور دس مرتبہ کہو۔ اسی طرح چار رکعتیں پڑھ لو۔ یہ ہر رکعت میں 75 مرتبہ ہوئے (اور چاروں رکعتوں میں ملا کر 300 ہوئے۔)

یہ ترکیب بتا کر رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو۔ یہ نہ کرو تو جمعہ میں (یعنی ہفتہ بھر میں) ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ بھی نہ کرو تو مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ یہ بھی نہ کرو تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ یہ بھی

نہ کرو تو عمر بھر میں ایک مرتبہ (تو) پڑھ ہی لو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ نماز ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے۔ اور ابو الجواز رحمۃ اللہ علیہ تابعی روزانہ ظہر کی اذان ہوتے ہی مسجد میں آجاتے تھے اور جماعت کھڑی ہونے تک پڑھ لیا کرتے تھے۔ حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جسے جنت درکار ہو اسے چاہیے کہ صلوٰۃ التسبیح کو مضبوط پکڑے۔ ابو عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مصیبتوں اور غموں کے دور کرنے کے لیے صلوٰۃ التسبیح جیسی بہتر چیز میں نے نہیں دیکھی۔

صلوٰۃ التسبیح کے متعلق مسائل

نیت: نیت کرتا ہوں/کرتی ہوں چار رکعت نماز نفل صلوٰۃ التسبیح کی۔ اللہ اکبر۔

مسئلہ 1. اس نماز کے لیے کوئی سورۃ مقرر نہیں ہے جو بھی سورۃ چاہے پڑھ لے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ بیس آیتوں کے قریب قریب قرأت پڑھے۔

مسئلہ 2. ان تسبیحات کو زبان سے ہرگز نہ گنے۔ کیونکہ زبان سے گننے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ انگلیاں جس جگہ رکھی ہوں ان کو وہیں رکھے رکھے اس جگہ دباتا رہے۔

مسئلہ 3. اگر کسی جگہ پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اس کو پورا کرلے۔ البتہ بھولی ہوئی تسبیحات کی قضاء رکوع سے کھڑے ہوکر اور دونوں سجدوں کے درمیان نہ کرے۔ اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد جب بیٹھے تو اس میں بھی بھولی ہوئی تسبیحات کی قضاء نہ کرے (بلکہ ان کی تسبیحات دس مرتبہ پڑھ لے) اور ان کے بعد جو رکن ہو اس میں بھولی ہوئی تسبیحات ادا کرے۔

فائدہ نمبر 1: یہ نماز ہر وقت ہو سکتی ہے سوائے ان وقتوں کے جن میں نفل پڑھنا مکروہ ہے۔

فائدہ نمبر 2: بہتر یہ ہے کہ اس نماز کو زوال کے بعد ظہر سے پہلے پڑھ لیا کرے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں بعد زوال کے الفاظ آئے ہیں اور بعد زوال موقع نہ ملے تو جس وقت چاہے پڑھ لے۔

فائدہ نمبر 3: بعض روایات میں ان چار کلموں یعنی سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کے ساتھ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بھی آیا ہے لہٰذا اس کو بھی ملا لیا جائے تو بہتر ہے۔

فائدہ نمبر 4: دوسری اور چوتھی رکعت میں التحیات سے پہلے ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھے اور رکوع و سجدہ میں پہلے تسبیح (یعنی سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلی) پڑھے اور بعد میں ان کلمات کو پڑھے۔

فائدہ نمبر 5: دوسرا طریقہ اس نماز کے پڑھنے کا یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سبحانک اللھم آخر تک پڑھنے کے بعد الحمد شریف سے پہلے ان کلمات کو پندرہ مرتبہ پڑھے اور پھر الحمد اور سورۃ کے بعد دس مرتبہ پڑھے اور باقی سب طریقہ اسی طرح ہے جو پہلے طریقہ میں گزرا۔

اب اس صورت میں دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر پہلی اور تیسری رکعت کے ختم پر ان کلمات کو پڑھنے کی ضرورت نہ رہے گی اور نہ دوسری اور چوتھی رکعت میں التحیات سے پہلے ان کو پڑھا جائے گا (کیونکہ ہر رکعت میں دوسرے سجدے تک پہنچ کر ہی 75 کی تعداد پوری ہوجائے گی) علماء نے لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ دونوں طریقوں پر عمل کرلیا کرے۔ حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استادوں کے استاد ہیں اس نماز کو اسی طریقہ سے پڑھا کرتے تھے جو ابھی بعد میں ہم نے ذکر کیا ہے۔

مسئلہ 4. اگر کسی وجہ سے سجدہ سہو پیش آجائے تو اس میں یہ تسبیحات نہ پڑھے البتہ کسی جگہ بھولے سے تسبیحات پڑھنا بھول چکے ہوں جس سے 75 کی تعداد میں کمی ہورہی ہو اور اب تک قضاء نہ کی ہو تو اس کو سجدہ سہو میں پڑھ لے۔

نوٹ: اس کے بعد ظہر و عصر تمام نمازیں مرد صف اول اور تکبیر اولی کے اہتمام کے ساتھ اور عورتیں بھی وقت پر پڑھنے کا اہتمام کریں۔ ظہر کے بعد حسب ضرورت آرام اور بقیہ وقت اعمال میں گزاریں۔

عصر کے بعد اور خصوصاً افطار کا وقت بے حد قیمتی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے جوش کا وقت ہے، اس وقت وہ بندوں کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں دعا کرنے والے کو محروم نہیں فرماتے لہٰذا اگر خدانخواستہ دن بھر فرصت نہ ملے تو عصر کے بعد سے مغرب تک ورنہ کم از کم افطار سے آدھا، پون گھنٹہ پہلے مرد مختصر افطاری لے کر مسجد میں حاضر ہوجائیں اور عورتیں گھروں میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں کچھ دیر تلاوت پھر ایک تسبیح تیسرے کلمہ کی، ایک درود شریف اور ایک استغفار کی اور شام کی مسنون دعائیں پڑھنے کے بعد دل وجان سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔

دعاء کے آداب کی رعایت رکھتے ہوئے اپنے تمام مقاصد حسنہ اور پوری امت کی ہدایت اور فتنوں سے حفاظت کی دعا مانگیں عام طور پر یہ وقت افطاری خریدنے اور افطاری بنانے اور تیار کرنے میں ضائع کردیا جاتا ہے یہ بڑی محرومی اور نادانی کی بات ہے۔

یہ سب کام عصر سے پہلے بھی ہوسکتے ہیں مستورات گھروں میں کھانا پکانا جلد شروع کرکے عصر تک فارغ ہوسکتی ہیں، اس لیے جو کچھ کرنا ہو پہلے کرکے فارغ ہوجائیں تاکہ یہ قیمتی لمحات ضائع نہ ہوں کیا معلوم کہ یہ زندگی کا آخری رمضان ہو۔

پھر مغرب کی نماز صف اول اور تکبیر اولی کے اہتمام کے ساتھ ادا کرنے کے بعد اوابین کا اہتمام کریں۔

(8) اوابین کی نماز

عام طور سے ان نوافل کے لیے یہ لفظ بولا جاتا ہے جو مغرب کی نماز کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ مغرب کے فرضوں اور سنتوں کے بعد چھ رکعات نفل پڑھنے کا بڑا ثواب ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھ لے جن کے درمیان

کوئی بری بات نہ کرے تو یہ چھ رکعتیں اس کے لیے بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی۔(مشکوۃ شریف) اگر فرصت زیادہ نہ ہو تو سنتوں کو ملا کر ہی چھ رکعتیں پڑھ لے۔مغرب کے بعد بیس رکعت پڑھنے کا ذکر بھی حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت فخر دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھ لیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنادیں گے۔(ترمذی شریف)

اس کے بعد حسب ضرورت آرام اور پھر عشاء،اور تراویح کی تیاری کریں تکبیر اولی صف اول کا اہتمام کریں۔نماز عشاء اور تراویح سے فارغ ہونے کے بعد اگر مسجد میں کسی معتبر عالم دین کا درس ہوتا ہو تو علم دین حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی نیت سے شریک ہوں۔پھر گھر آ کر جلدی سونے کا اہتمام کریں سونے سے پہلے بہتر ہے کہ وضو کر کے دو رکعت تحیۃ الوضو اور دو رکعت صلوۃ التوبۃ کا اہتمام کریں،اور اتباع سنت کے ساتھ سوئیں۔

(9) صلوۃ التوبۃ

حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا(جو بلاشبہ صادق وصدیق ہیں) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا،آپ فرماتے تھے:جس شخص سے کوئی گناہ ہوجائے پھر وہ اٹھ کر وضو کرے،پھر نماز پڑھے، پھر اللہ سے مغفرت اور معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما ہی دیتا ہے۔اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ......الاية﴾ (جامع ترمذی)

اہم نوٹ: بہت سے لوگ نفلوں کا اہتمام کرتے ہیں اور برس ہا برس کی قضاء نمازیں ان کے ذمہ ہیں۔ان کو ادا نہیں کرتے یہ بہت بڑی بھول ہے۔نفلوں اور غیر مؤکدہ سنتوں کی جگہ بھی قضاء نمازیں پڑھ لیا کریں اور ان کے علاوہ بھی قضاء نمازوں کے لیے وقت نکالیں اگر پوری قضاء نمازوں کے ادا کئے بغیر موت آ گئی تو سخت عذاب کا خطرہ ہے۔لہذا حساب لگائے کہ جب سے میں بالغ ہوا میری کتنی نمازیں چھوٹی ہوئی ہیں۔ان نمازوں کا اس قدر اندازہ لگائے کہ دل گواہی دے دے کہ اس سے زیادہ نہیں ہوں گی پھر ان نمازوں کی قضاء پڑھے۔

قضاء نماز کا وقت:

قضاء نماز کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔بس یہ دیکھ لے کہ سورج نکلتا یا چھپتا نہ ہو اور زوال کا وقت نہ ہو۔سورج نکل کر جب ایک نیزہ کے بقدر بلند ہو جائے تو قضاء اور نفل نمازیں پڑھنا جائز ہو جاتا ہے۔اور نماز فجر کے بعد اور نماز عصر کے بعد بھی قضاء پڑھنا درست ہے۔البتہ جب غروب ہونے سے پہلے آفتاب میں زردی آ جائے اس وقت قضاء نہ پڑھے۔ایک دن کی پانچ فرض نمازیں

اور تین رکعت نماز وتر یعنی کل بیس رکعت بطور قضاء پڑھ لے۔

اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ لمبے سفر میں (جو کم از کم اڑتالیس میل کا ہو) جو چار رکعت والی نمازیں قضاء ہوئی ہیں ان کی قضاء دو ہی رکعت ہے کیونکہ سفر میں دو ہی رکعت واجب تھیں اگر گھر آ کر ان کی قضاء پڑھے تو دو ہی رکعت پڑھے۔

یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ ضروری نہیں جو نمازیں قضاء ہوئی ہوں تعداد میں سب برابر ہوئی ہوں کیونکہ بعض **لوگ** نمازیں پڑھتے بھی رہتے ہیں اور چھوڑتے بھی رہتے ہیں۔ بہت سے **لوگ** سفر میں نمازیں نہیں پڑھتے۔ عام **حالات** میں پڑھ لیتے ہیں اور بہت سے **لوگ** مرض میں نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں کچھ **لوگوں** کی فجر کی نماز زیادہ قضاء ہو جاتی ہے کچھ **لوگ** عصر کی نمازیں زیادہ قضاء کر دیتے ہیں۔ پس جو نماز جس قدر قضاء ہوئی اسی قدر زیادہ سے زیادہ اندازہ لگا کر نماز پڑھ لی جائے۔

عوام میں جو مشہور ہے کہ ظہر کی قضاء نماز ظہر میں پڑھی جائے اور عصر کی عصر ہی میں پڑھی جائے یہ درست نہیں ہے۔ جس وقت کی نماز جس وقت چاہیں قضاء پڑھ سکتے ہیں اور ایک دن میں کئی کئی دن کی نمازیں بھی ادا ہو سکتی ہیں۔ اگر قضاء نمازیں پانچ سے زیادہ ہو جائیں تو ترتیب واجب نہیں رہتی۔ جونسی نماز پہلے پڑھ لے درست ہو جائے گی۔ مثلاً اگر عصر کی نماز پہلے پڑھ لے اور ظہر کی بعد میں پڑھ لے تو اس طرح بھی ادائیگی ہو جائے گی۔

قضاء نماز کی نیت کا طریقہ:

جب نمازوں کی تعداد کا بہت ہی احتیاط کے ساتھ اندازہ لگا لیا تو چونکہ ہر نماز کثیر تعداد میں ہے اور دن و تاریخ یاد نہیں اس لیے حضرات فقہائے کرام نے آسانی کے لیے یہ طریقہ بتایا ہے کہ جب بھی کوئی نماز قضاء پڑھنے لگے تو یوں نیت کر لیا کرے کہ میرے ذمہ (مثلاً) ظہر کی جو سب سے پہلی فرض نماز ہے اس کو اللہ کے لیے ادا کرتی / کرتا ہوں۔ روزانہ جب بھی نماز ظہر ادا کرنے لگے اسی طرح نیت کرے ایسا کرنے سے ترتیب قائم رہے گی۔ کیونکہ اگر کسی کے ذمہ ایک ہزار نماز ظہر قضاء تھی تو ہزارویں نماز (ابتداء کی جانب) سب سے پہلی تھی اور اس کو پڑھنے کے بعد اس کی بعد والی سب سے پہلی ہوگی اور جب تیسری بھی پڑھ لی تو اس کے پڑھنے کے بعد اس کے بعد والی سب سے پہلی ہوگی اور اس کو خوب سمجھ لو۔ (تحفۂ خواتین)

مشق

نوافل کی کثرت

(1) تحیۃ الوضو__________ کے بعد پڑھتے ہیں جو تحیۃ الوضو کی دو رکعت اس طرح پڑھے کہ __________ __________ تو اس کے لیے __________

(2) تحیۃ المسجد__________ کے بعد پڑھتے ہیں۔

(3) حضورﷺ نے فرمایا کہ تم تہجد ضرور پڑھا کرو کیونکہ:

3.1 .1 __________ .2 __________

.3 __________ .4 __________

3.2 فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز__________ کی ہے۔

3.3 بیماری یا کسی عذر کی وجہ سے حضور کی نماز تہجد فوت ہو جاتی تو آپ__________ پڑھتے تھے۔

3.4 تہجد میں چار اعمال کرنے چاہئیں۔

.1 __________ .2 __________

.3 __________ .4 __________

(4) حضورﷺ کا معمول تھا کہ آپ اکثر فجر کی نماز پڑھ کر__________

____

(5) نماز فجر کے بعد ان اعمال کا اہتمام کرنا چاہیے۔

1. صبح کی__________ 2. ایک تسبیح__________ کی

3. ایک تسبیح__________ کی 4. ایک تسبیح__________ کی

(6) جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی پھر (مسجد میں) بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا یہاں تک کہ__________ پھر اس نے__________ رکعت نماز پڑھی (جس کو__________ کی نماز کہتے ہیں) تو اس کو__________ کے مثل اجر ملے گا۔

اشراق کی نماز کی تعداد کم از کم__________ اور زیادہ سے زیادہ__________ رکعات ہیں۔

(7) (7.1) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ابن آدم____

____

____

(7.2) جس نے دوگانہ چاشت کا اہتمام کیا____

____

(7.3) جو شخص چاشت کے وقت______ رکعتیں پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک____________

(7.4) چاشت کے وقت__________، ________، __________، __________ رکعات تک پڑھنا ثابت ہے حضور اکثر__________ رکعات پڑھا کرتے تھے۔

(7.5) چاشت کی نماز کا وقت______________ سے____________________ تک ہے۔

(8) زوال کی نماز کا وقت____________ سے____________ تک ہے، اور تعداد____________ رکعات ہیں۔ جو یہ پڑھے اس کے لیے______________________________۔

(9) صلوٰۃ التسبیح کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ فاتحہ اور سورۃ__________________ تیسرا کلمہ____________ مرتبہ پڑھیں۔ پھر رکوع کی تسبیح پڑھے______________ تیسرا کلمہ______________ مرتبہ پڑھتے ہیں، پھر رکوع سے کھڑے ہوکر (قومہ میں)__________ مرتبہ پھر سجدہ کی تسبیح پڑھے__________، __________ مرتبہ پھر سجدہ سے اٹھ کر (دونوں سجدوں کے درمیان)__________ مرتبہ پھر دوسرے سجدہ کی تسبیح پڑھے__________، __________ مرتبہ پھر دوسرے سجدہ سے اٹھ کر بیٹھ جائیں اور__________ مرتبہ پڑھیں اسی طرح چار رکعتیں پڑھیں دوسری اور چوتھی رکعت کے قاعدہ میں التحیات پڑھے____________ یہ ہر رکعت میں__________ مرتبہ ہوئے اور چاروں رکعتوں میں__________ مرتبہ ہوئے۔

دوسرا طریقہ:

یہ ہے کہ______________________ پڑھنے کے بعد______________________________ سے پہلے تیسرا کلمہ______ مرتبہ پڑھیں اور پھر______________ اور____________ کے بعد______ مرتبہ پڑھیں باقی طریقہ پہلے طریقہ کی طرح ہے، البتہ اس طریقہ میں پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدہ سے اٹھنے کے بعد، اسی طرح دوسری اور چوتھی رکعت میں التحیات سے پہلے__________ کیونکہ اس طریقہ میں دوسرے سجدہ تک پہنچ کر ہی__________ کی تعداد پوری ہو جائیں گی۔

(9.1)(صحیح کے لیے ✓ اور غلط کے لیے x کا نشان لگائیں)

علماء نے لکھا ہے کہ بہتر ہے کہ:

(1) پہلے طریقہ پر عمل کیا کرے۔ ☐

(2) دوسرے طریقہ پر عمل کیا کرے۔ ☐

(3) دونوں طریقوں پر عمل کیا کرے۔ ☐

حضرت عبداللہ بن مبارک جو امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں ☐ / استاد ہیں ☐ اور امام بخاری کے استادوں کے استاد ہیں ☐ / شاگردوں کے شاگرد ہیں ☐ وہ پہلے طریقہ سے ☐ / دوسرے طریقہ سے ☐ یہ نماز پڑھا کرتے تھے۔

(4) حضور نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ جب تم یہ نماز پڑھ لو گے تو اللہ تعالیٰ ____________________

____

(5) صلوۃ التسبیح کی نیت اس طرح کریں۔ نیت کرتا ہوں/کرتی ہوں ____________________

____

(6) بہتر ہے کہ اس نماز کو __________ پڑھ لیں جیسا کہ ایک حدیث میں __________ کے الفاظ آئے ہیں یہ نہ ہو تو جس وقت چاہے پڑھ لیں، سوائے ان وقتوں کے جن میں __________ پڑھنا مکروہ ہے۔

(9.2)(صحیح کے لیے ✓ اور غلط کے لیے x کا نشان لگائیں)

(1) ان تسبیحات کو زبان سے گنیں۔ ☐

(2) اگر کسی جگہ یہ تسبیحات پڑھنا بھول جائیں تو دوسرے رکن میں ہرگز اس تعداد کو پورا نہ کریں۔ ☐

(3) البتہ بھولی ہوئی تسبیحات کی قضا قومہ اور دونوں سجدوں کے درمیان اور اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ کے بعد جب بیٹھے تو اس میں بھی بھولی ہوئی تسبیحات کی قضاء نہ کرے۔ (بلکہ صرف ان کی تسبیحات دس مرتبہ پڑھ لے) اور ان کے بعد جو رکن ہو اس میں بھولی ہوئی تسبیحات ادا کرے۔ ☐

(4) اگر کسی وجہ سے سجدہ سہو پیش آجائے تو اس میں یہ تسبیحات نہ پڑھے، البتہ کسی جگہ بھول سے تسبیحات پڑھنا بھول گئے ہوں جس سے 75 کی تعداد میں کمی ہو رہی ہو اور اب تک قضاء نہ کی ہو تو اس کو سجدہ سہو میں پڑھ لیں۔ ☐

(10) اوابین کی نماز کا وقت ______ ہے، اس کی کم سے کم ____ رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ ________ رکعتوں

کا ذکر بھی حدیث میں آیا ہے جو شخص مغرب کے بعد 6 رکعتیں پڑھ لے جن کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے تو ____________________ ۔

(11) صلوٰۃ التوبہ:

کا طریقہ یہ ہے کہ جس شخص سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ ____________________

____

(12) (صحیح کے لیے ✓ اور غلط کے لیے x کا نشان لگائیں)

(12.1) نفلوں اور غیر مؤکدہ سنتوں کی جگہ بھی قضاء نمازیں پڑھ لینی چاہئیں اور ان کے علاوہ بھی قضاء نمازوں کے لیے وقت نکالنا چاہیے۔ ☐

(12.2) قضاء نمازوں کے لیے وقت مقرر ہے۔ ☐

(12.3) جو چار رکعت والی نمازیں سفر (48 میل تقریباً 78 کلومیٹر) میں قضاء ہوئیں گھر آ کر چار رکعت ہی قضا کی جائے گی۔ ☐

(12.4) ظہر کی قضاء نماز ظہر میں اور عصر، مغرب اور عشاء وغیرہ عصر، مغرب اور عشاء ہی میں قضاء کرنا ضروری ہے۔ ☐

(12.5) قضاء نمازیں پانچ سے زیادہ ہو جائیں تو ترتیب واجب نہیں رہتی۔ ☐

(12.6) جو نماز جس قدر قضاء ہوئی اسی قدر زیادہ سے زیادہ اندازہ لگا کر پڑھ لی جائے۔ ☐

(12.7) نماز فجر اور عصر کے بعد قضاء نماز پڑھنا درست نہیں۔ ☐

(12.8) ایک دن کی پانچ فرض نمازیں اور تین رکعت وتر کی قضاء کرنی چاہیے۔ ☐

(12.9) اگر قضاء نمازوں کی تاریخ اور دن یاد نہ ہو تو اس طرح نیت کریں ____________________

____

(12.10) تین وقتوں میں قضاء نماز پڑھنا درست نہیں۔

(1) ____________ (2) ____________ (3) ____________

10. عمل (10) دین کی محنت کرنا

رمضان کا مہینہ خصوصی طور پر دین کی محنت کا مہینہ ہے۔

غزوہ بدر رمضان میں ہوا، فتح مکہ رمضان میں ہوا۔ اسی طرح بہت سے سرایا، (1) سریہ سیف البحر، (2) سریہ عمیر بن العدی، (3) سریہ ام قرفہ، (4) سریہ مقعہ، (5) سریہ خربہ، (6) سریہ خالد، (7) سریہ عمرو بن العاص، (8) سریہ سعد اشہلی، یہ تمام سرایا رمضان ہی میں ہوئے۔ لہٰذا اس ماہ مبارک میں خصوصی طور پر اپنے جان، مال و وقت اور صلاحیتوں کو دین کی سر بلندی اور دین کو پھیلانے میں لگایا جائے۔ (رحمۃ للعالمین)

11. عمل (11) مذکورہ تمام اعمال کو مندرجہ ذیل 6 صفات کے ساتھ کرنا

قرآن مجید میں ہے کہ: ﴿لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (ہود: 7) تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ (دیکھیں) تم میں کون اچھا عمل کرتا ہے۔

﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾ (قارعہ) جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اعمال گنے نہیں جاتے بلکہ تولے جاتے ہیں کہ کس عمل میں اخلاص، احسان، ایمان، احتساب، اتباعِ سنت کتنا اور کس قدر ہے؟ لہٰذا اعمال کو بڑھانے اور زیادہ کرنے کے چکر میں انکو بگاڑا نہ جائے بلکہ تمام اعمال کو مندرجہ ذیل 6 صفات کے ساتھ خوب سنوار کر اور اچھا کر کے اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے۔

(1) عمل کو سنت طریقہ سے کرنا:

قرآن مجید میں ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (احزاب: 21) یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔

(2) مجاہدہ اور قربانی کے ساتھ عمل کرنا:

یہ مہینہ اعمال کو (کماً و کیفاً) بڑھانے کا مہینہ ہے، حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ اس مہینے میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی

رحمت خاصہ نازل فرماتے ہیں خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں، دعا کو قبول کرتے ہیں تمہارے تنافس (اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے) کو دیکھتے ہیں۔(طبرانی)

ایک حدیث میں ہے کہ رمضان کی ہر رات میں ایک پکارنے والا پکارتا ہے اے خیر کے تلاش کرنے والے متوجہ ہو اور آگے بڑھ، اور اے برائی کے طلب گار بس کر اور آنکھیں کھول۔(ترغیب)

مجاہدہ نام ہے ترکِ عادت کا (خطبات تھانوی: 175/10) لہذا گیارہ مہینہ جن اعمال کی عادت تھی اس ماہ میں ان اعمال میں زیادتی کر کے اس عادت میں تبدیلی لائی جائے۔ اور اس پر نفس کو جو ناگواری اور مشقت ہو اسے برداشت کیا جائے۔ اس کو مجاہدہ اور صبر علی الطاعۃ کہتے ہیں۔

(3) صفتِ ایمان کے ساتھ عمل کرنا:

حدیث میں ہے: "من صام رمضان ایمانا واحتسابا" جو لوگ رمضان کے روزے ایمان واحتساب کے ساتھ رکھیں۔ (بخاری ومسلم)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو نیک عمل کیا جائے اس کی بنیاد اور اس کا محرک بس اللہ اور رسول کا ماننا اور ان کے وعدہ اور وعید پر یقین لانا ہو۔(معارف الحدیث)

(4) صفتِ احتساب کے ساتھ عمل کرنا:

ہر عمل پر اللہ اور رسول نے جو اجر وثواب بتایا ہے اس اجر وثواب کی طمع اور امید پر وہ عمل کرنا۔(معارف الحدیث) اس کے لیے اعمال کے فضائل کا معلوم ہونا ضروری ہے۔لہذا روزانہ کچھ وقت نکال کر احادیث سننے سنانے کا اہتمام کیا جائے۔

(5) صفتِ اخلاص کے ساتھ عمل کرنا:

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اعمال میں سے صرف اسی عمل کو قبول فرماتے ہیں جو خالص ان ہی کے لیے ہو اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی خوشنودی مقصود ہو۔(نسائی)

(6) صفتِ احسان کے ساتھ عمل کرنا:

"الاحسان أن تعمل لله كأنك تراه" یعنی احسان اس کا نام ہے کہ تم ہر کام اللہ کے لیے اس طرح کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔(معارف الحدیث)

3.2 دوسرے عشرے کے اعمال

(1) یہ عشرہ مغفرت کا عشرہ ہے۔ پس اس میں انسان اپنی مغفرت کا سامان کرے اور مغفرت حاصل کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ نیک عمل کرے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مغفرت کی تحصیل امر اختیاری ہے اور انسان کے اپنے بس میں ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ. الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ...... الخ ﴾

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کی مغفرت اور اس کی جنت کی طرف دوڑو جس کو متقی لوگوں کے واسطے تیار کیا گیا ہے۔ تو جو شخص اس راستے پر چلے اور اس مقرر شدہ قانون پر عمل کرے وہ مغفرت کو حاصل کرے گا۔ جو شخص ایسا نہ کرے محروم رہے گا۔ پس معلوم ہوا کہ مغفرت کا حاصل کرنا خود ہمارے اختیار میں ہے اور اگر ہم چاہیں اس کو حاصل کر سکتے ہیں کہ متقی بن جائیں۔ (خطبات تھانوی: 385/10)

(2) باقی اس عشرہ میں ان ہی اعمال کا اہتمام کیا جائے جو پہلے عشرہ میں تھے البتہ پہلے سے زیادہ محنت اور مجاہدہ اور کوشش کی جائے۔

مشق

عمل 11,10 (دین کی محنت اور تمام اعمال کو 6 صفات کے ساتھ کرنا)

(1) غزوہ بدر اور فتح مکہ ______________ کے مہینہ میں ہوئے۔ لہذا ______________ کے مہینہ میں ہمیں بھی خصوصی طور پر اپنے 1. ________ 2. ________ 3. ________ 4. ________ کو دین کی سر بلندی اور دین کو پھیلانے میں لگانا چاہیے۔

(صحیح کے لیے ✓ اور غلط کے لیے x کا نشان لگائیں)

(2) اللہ تعالیٰ کے یہاں اعمال گنے جاتے ہیں تولے نہیں جاتے ہیں۔ ☐

(3) اعمال کو بڑھانے اور زیادہ کرنے کے چکر میں ان کو بگاڑا نہ جائے۔ بلکہ خوب سنوار کر اور اچھا کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے۔ ☐

(4) ہر عمل ان چھ صفات کے ساتھ کیا جائے۔

1. ________ 2. ________ 3. ________

4. ________ 5. ________ 6. ________

(5) خالی جگہ پر کریں۔

1. مجاہدہ نام ہے______ کا۔

2. جو نیک عمل کیا جائے، اس کی بنیاد اور اس کا محرک بس اللہ و رسول کا ماننا اور ان کے وعدہ اور وعید پر یقین لانا، اس کو صفتِ______ کے ساتھ عمل کرنا کہتے ہیں۔

3. ہر عمل پر اللہ و رسول نے جو اجر و ثواب بتایا ہے اس اجر و ثواب کی امید پر عمل کرنے کو صفتِ______ کے ساتھ عمل کرنا کہتے ہیں۔

4. ہر عمل کو صرف اللہ کو راضی کرنے کے لیے کیا جائے اس طرح عمل کرنے کو صفتِ______ کے ساتھ عمل کرنا کہتے ہیں۔

5. ہر کام اللہ کے لیے اس طرح کرنا چاہیے گویا کہ ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں اس طرح عمل کرنے کو صفتِ______ کے ساتھ عمل کرنا کہتے ہیں۔

6. رمضان کا پہلا عشرہ______ کا عشرہ کہلاتا ہے اور دوسرا______ کا اور تیسرا______ کا۔

3.3 آخری عشرے کے اعمال

(1) آخری عشرہ کی فضیلت (2) آخری عشرہ کے اعمال

(1) آخری عشرہ کی فضیلت

1. قرآن کا نزول شب قدر میں ہوا۔(سورہ قدر)(اور قرآن ایک عظیم الشان خدا، بزرگ و برتر کا کلام ہے اس لیے جس زمانہ میں وہ نازل ہوگا وہ زمانہ بھی مبارک ہوگا) اور شب قدر (جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے) عموماً آخری عشرہ میں ہوتی ہے، لہذا آخری عشرہ بقیہ دونوں عشروں سے ضرور افضل ہوا ایک فضیلت تو آخری عشرہ کی اس نزول قرآن سے ہوئی۔

2. دوسری فضیلت اس عشرہ کی شب قدر کی وجہ سے ہے کہ شب قدر اسی آخری عشرہ میں ہوتی ہے جس کے بارے میں فرمایا:

﴿وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ۔﴾

3. تیسری فضیلت اس عشرہ کی یہ ہے کہ اس میں اعتکاف کی عبادت ہے۔(خطبات تھانوی:377/10)

(2) آخری عشرہ کے اعمال

یہ عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے، جہنم میں لے جانے والے اعمال سے بہت اجتناب کیا جائے، اب تک غفلت کی اور گناہ نہیں چھوڑے تو اب تو چھوڑ دینا چاہئیں۔

1. عمل (1) اعمال میں پہلے سے زیادہ محنت کرنا

جو اعمال پہلے دو عشروں کے ہیں وہی اس آخری عشرہ کے بھی ہیں البتہ اس آخری عشرہ میں پہلے سے بہت زیادہ محنت اور مجاہدہ کرنا چاہیے۔(تعلیم الدین)

حضور ﷺ کا معمول تھا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو رات کا بیشتر حصہ جاگ کر گزارتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور (عبادت میں) خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے۔(مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ آخری عشرہ میں جتنی محنت کرتے تھے اور دنوں میں اتنی محنت نہیں کرتے تھے۔(مسلم)

2. عمل (2) اعتکاف

(1) حقیقت اعتکاف (2) فضائل اعتکاف
(3) معتکف کے لیے دستور العمل (4) اعتکاف کی کوتاہیاں

(1) حقیقت اعتکاف

(.1) اعتکاف کی روح ہے خلوت اور خلوت کی حقیقت ہے ترک تعلقات لیکن ترک سے مراد تقلیل (کمی کرنا) ہے یعنی جو تعلق غیر ضروری ہوں جس کے ترک کرنے میں ضرر نہ ہو، اس تعلق کو ترک کر دینا چاہیے۔ چاہے وہ ضرر دنیا کا ہو چاہے آخرت کا ہو اور جو تعلق ضروری ہو اپنی ذات سے متعلق ہو یا دوسرے سے اس کو ترک کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس میں کوئی ضرر نہیں۔ میں نے بارہا کہا ہے اور اب ببانگ دھل ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں کہ اگر کوئی سبزی والا صبح سے شام تک پکارتا رہے کدو لے لو، ترکاری لے لو، آلو لے لو، مٹر لے لو۔ اس کے دل میں ذرہ برابر ظلمت اور تاریکی پیدا نہ ہوگی۔ اتنے بڑے اور لمبے چوڑے کلام اور اتنی صداؤں اور نداؤں سے بھی اس کو بالکل کوئی ضرر نہ ہوگا۔ اور اس کے برخلاف ایک شخص ہے جس کو بولنے کی ضرورت نہیں بالکل فارغ بیٹھا ہے وہ بلا ضرورت کسی سے صرف اتنا پوچھ لے کہ تمہیں معلوم ہے زید کہاں ہے؟ یا زید کب آئے گا؟ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو اس معمولی جملہ سے ظلمت پیدا ہوگی وہ سبزی والے کے دن بھر کے بولنے سے نہ ہوگی اب اس سے زیادہ میں کیا دلیل پیش کر سکتا ہوں میں قسم کھا رہا ہوں اگر یقین نہ ہو تو خود تمیز پیدا کر کے دیکھ لو اللہ کی قسم آنکھوں سے نظر آ جائے گا کہ دل کا ناس ہو گیا ظلمت نے احاطہ کر لیا، نورانیت برباد ہو گئی انشراح غارت ہو گیا، وہ جو ایک تعلق مع اللہ پیدا ہو گیا تھا اس کے درمیان ایک حجاب قائم ہو گیا اس لیے کہ حدیث میں ہے کہ "من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ" جب ترکِ مالا یعنی حسن اسلام ہے تو مالا یعنی ضرور مخل اسلام ہوگا اس شخص کے ایک فضول جملہ نے اسلام کی رونق کو، اسلام کی زینت کو، اسلام کے نور کو برباد کر دیا۔ (خطبات تھانوی: 323/10)

تجربہ کر لو کہ صرف خلوت اور ترک کلام پر اگر اکتفاء کر لیا جائے اور گناہوں کو بھی ترک کر دیا جائے تو ان شاء اللہ نسبتِ باطنی حاصل ہو جائے گی، چاہے ذکر بہت ہی کم ہو، اور اگر ذکر خوب ہو مگر خلوت اور تقلیل کلام نہیں تو نسبتِ باطنی کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ (ایضا: 170/16)

(.2) ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کر لینا ہے کہ سب طرف سے ہٹ کر اسی کے ساتھ مجتمع ہو جائے اور ساری مشغولیتوں کے بدلہ میں اسی کی پاک ذات سے مشغول ہو جائے اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہو کر ایسی طرح اس میں لگ جائے کہ خیالات تفکرات سب کی جگہ اس کا پاک ذکر، اس کی محبت سما جائے حتیٰ کہ مخلوق کے ساتھ انس کے بدلے اللہ کے ساتھ انس پیدا ہو جائے کہ یہ انس قبر کی وحشت میں کام دے گا کہ اس دن اللہ کی پاک ذات کے سوا نہ کوئی مونس ہوگا نہ دل بہلانے والا۔ (فضائل رمضان)

لہٰذا اعتکاف کی روح پانے کے لیے لایعنی گفتگو بے کار کے مشغلوں سے بہت زیادہ اجتناب کیا جائے، بہتر ہے کہ موبائل بھی ساتھ نہ ہو۔

(.3) نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں اعتکاف فرمایا اور پھر دوسرے عشرہ میں بھی پھر ترکی خیمہ سے جس میں اعتکاف فرما رہے تھے سر باہر نکال کر ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف شب قدر کی تلاش اور اہتمام کی وجہ سے کیا تھا پھر اسی کی وجہ سے دوسرے عشرہ میں کیا، پھر مجھے کسی بتلانے والے (یعنی فرشتہ) نے بتلایا کہ وہ رات اخیر عشرہ میں ہے لہذا جو لوگ میرے ساتھ اعتکاف کر رہے ہیں وہ اخیر عشرہ کا بھی اعتکاف کریں۔ (فضائل رمضان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعتکاف کی بڑی غرض شب قدر کی تلاش ہے اور حقیقت میں اعتکاف اس کے لیے بہت ہی مناسب ہے کہ اعتکاف کی حالت میں اگر آدمی سوتا ہوا بھی ہو تب بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ نیز اعتکاف میں چونکہ آنا جانا اور ادھر اُدھر کے کام بھی کچھ نہیں رہتے اس لیے عبادت اور کریم آقا کی یاد کے علاوہ اور کوئی مشغلہ بھی نہ رہے گا۔ لہذا شب قدر کے قدر دانوں کے لیے اعتکاف سے بہتر صورت نہیں۔ (فضائل رمضان)

(2) فضائلِ اعتکاف

رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف حضور ﷺ کی ساری زندگی کا عمل اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا معمول تھا۔ (بخاری ومسلم) آج بھی جو اس کا اہتمام کرے گا، دو حج اور دو عمروں کے برابر ثواب پائے گا۔ (الترغیب) تمام گناہوں سے بچ جائے گا۔ اور وہ تمام اچھے کام جو اعتکاف کی وجہ سے نہیں کر پا رہا ہے۔ اس کا ایسے ہی بدلہ پائے گا جیسے نیکی کرنے والے کو دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ) ایک دن کے اعتکاف کی وجہ سے جہنم اور معتکف کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ ہو جائے گا۔ ایک خندق کا فاصلہ اتنا ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان۔ (الترغیب) مزید یہ کہ اللہ کے دربار کی حاضری، مناجات، ذکر، تلاوت، تہجد کے لیے یکسوئی حاصل ہوگی۔ اور سونا جاگنا سب عبادت میں شامل ہوگا۔ شب قدر سے محرومی نہیں ہوگی۔ عورتوں کے لیے اعتکاف مردوں کی بہ نسبت زیادہ آسان ہے کہ گھر میں بیٹھے بیٹھے گھر کی لڑکیوں سے کام لیتی رہیں۔ اور مفت کا ثواب بھی حاصل کرتی رہیں، اس لیے کہ اللہ کی رحمتیں بہت ہیں، کوئی لینے والا تو ہو۔ معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی کی چوکھٹ پر جا کر بیٹھ جائے، کہ جب تک میری حاجت پوری نہیں ہوگی۔ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے　　یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

(3) معتکف کے لیے دستور العمل

1. مغرب کی نماز کے بعد کم از کم چھ رکعات نفل اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعات نفل اوابین ادا کریں۔ اس کے بعد مختصر کھانا اور آرام، پھر نمازِ عشاء کی تیاری صف اول اور تکبیر اولی کا اہتمام کریں۔

2. تراویح سے فارغ ہوکر علم دین حاصل کرنے کی نیت سے کسی مستند اور معتبر دینی کتاب کا مطالعہ کریں۔یا کسی مستند عالم دین کا اس مسجد میں درس ہو رہا ہو تو ان کے درس میں شرکت کریں۔ نیز شب قدر میں مطالعہ سے فارغ ہوکر جب تک طبیعت میں بشاشت رہے ذکر، تلاوت اور نوافل میں مشغول رہیں۔ اور جب سونے کو دل چاہے تو پوری طرح سنت کے مطابق قبلہ رُو ہوکر سو جائیں۔شب قدر کی راتوں میں یہ دعا اہتمام سے کریں۔﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ﴾ اے اللہ! بے شک آپ معاف کرنے والے ہیں معافی کو پسند کرتے ہیں۔ مجھے بھی معاف کردیں۔(ترمذی، احمد، ابن ماجہ)

3. صبح صادق سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے بیدار ہوجائیں طبعی ضروریات سے فارغ ہوکر سنت کے مطابق وضو کریں اور تحیۃ المسجد تحیۃ الوضو اور تہجد کی نفلیں ادا کریں پھر کچھ دیر ذکر و تسبیح اور استغفار میں مشغول رہیں، پھر خوب رو رو کر اپنے تمام مقاصد حسنہ اور پوری امت کی ہدایت فتنوں سے حفاظت کی دعا مانگیں۔

4. پھر سحری کھائیں، اور سحری سے فارغ ہوکر فجر کی تیاری کریں۔صف اول اور تکبیر اولیٰ کا اہتمام کریں۔جب تک نماز کے انتظار میں رہیں استغفار کرتے رہیں۔

5. فجر سے فارغ ہوکر صبح کی مسنون دعائیں پڑھیں، اور سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر، استغفر اللہ اور درود شریف کی ایک ایک تسبیح پڑھیں۔

6. اشراق کے وقت کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعات نفل ادا کریں، پھر آرام کریں اور چاشت کے وقت بیدار ہوکر کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات نفل چاشت کی ادا کریں، اور جتنا ہو سکے صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن کی تلاوت کریں۔اور جس کو نہیں آتا وہ کسی درست تجوید والے سے سیکھے۔

7. جب زوال ہوجائے اور ممنوع وقت گزر جائے تو چار رکعت نفل سنن زوال ادا کریں۔اور نماز ظہر کے انتظار میں صف اول اور تکبیر اولیٰ کا اہتمام کریں۔ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر صلوٰۃ التسبیح پڑھیں اور تلاوت کریں، پھر اگر کچھ تھکن محسوس کریں تو کچھ آرام کرلیں۔

8. نماز عصر سے آدھا گھنٹہ پہلے بیدار ہوجائیں اور تحیۃ المسجد تحیۃ الوضو پڑھ کر نماز عصر کے انتظار میں صف اول اور تکبیر اولیٰ کا اہتمام کریں۔ پھر عصر سے فارغ ہوکر تلاوت اور وہ تسبیحات جن کا نمبر پانچ میں ذکر ہوا اہتمام کریں۔ پھر ہمہ تن دعا میں مشغول رہیں، یہ وقت نہایت قیمتی ہے افطار کی تیاری میں ضائع نہ کریں۔

9. معتکف اپنے ہر قول فعل، نشست و برخاست اور طرز عمل سے کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔مسجد کی صفائی کا خاص طور سے خیال رکھیں۔

10. بعض باتیں ہر حال میں حرام ہیں۔لیکن حالت اعتکاف میں ان کا کرنا اور بھی برا ہے،مثلاً غیبت کرنا ،چغلی کرنا ،لڑنا اور لڑانا ،جھوٹ بولنا ،جھوٹی قسمیں کھانا ، بہتان لگانا کسی مسلمان کو ناحق ایذاء پہنچانا ،کسی کے عیب تلاش کرنا ،کسی کو رسوا کرنا تکبر اور غرور کی باتیں کرنا ،ریا کاری کرنا۔ان باتوں سے خوب اجتناب کیا جائے۔(شامی)

11. بلاضرورت مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے سے نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں۔(درمختار)

12. معتکف کو بلاضرورت کسی شخص کو مباح باتیں کرنے کے لیے بلانا اور باتیں کرنا مکروہ ہے۔اور خاص اس غرض سے محفل جمانا نا جائز ہے۔

نوٹ: معتکف مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''آداب المسجد'' ساتھ رکھے اور وقتاً فوقتاً اس میں سے پڑھتا رہے۔

(4) اعتکاف کی کوتاہیاں

1. کھانے پینے اور ضروریات کا اتنا زیادہ سامان ساتھ لانا کہ دکان ہی لگالے یا نمازیوں کو جگہ گھر جانے کی وجہ سے تکلیف ہونے لگے۔

2. مسجد کے آداب کا خیال نہ رکھنا۔(یہاں پہنچ کر آداب المسجد رسالہ بھی پڑھادیا جائے)

3. باوجود اعتکاف کے صف اول اور تکبیر اولی کا چھوٹ جانا۔

4. اپنی عبادات تلاوت ذکر جہری اور باتوں وغیرہ سے دوسروں کے آرام میں خلل ڈالنا۔

5. اعمال میں مشغول ہونے کے بجائے موبائل/اخبار وغیرہ میں لگے رہنا اور باتوں کے لیے محفلیں قائم کرنا۔

6. بچوں یا کم عمر لڑکوں کو اعتکاف میں بٹھایا جاتا ہے جس میں بہت سے مفاسد اور خرابیاں ہیں۔

7. معتکفین کی افطار کی یا کھانے سحری وغیرہ کی دعوتیں کی جاتی ہیں جس میں وقت بھی برباد ،قیمتی اوقات ضائع ہوجاتے ہیں اور عموماً کھانے پینے کی چیز گرتی ہیں جس سے مسجد بھی خراب ہوتی ہے۔

مشق

عمل (2) اعتکاف

(1) رمضان کا آخری عشرہ پہلے دوعشروں سے افضل اس وجہ سے ہے کہ اس میں (1)________________

(2) اس میں________________(3) اس میں________________ اس

وجہ سے آخری عشرہ میں پہلے دوعشروں سے زیادہ محنت کرنا چاہیے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ حضورﷺ جب رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تو

____

____

(2) اعتکاف کی روح________________ ہے اور________________ کہتے ہیں________________ کو

یعنی غیر ضروری تعلقات کو ترک کردینا۔

(3) اعتکاف کی بڑی غرض________________ ہے۔

(4) معتکف کے لیے مختصر دستور العمل

1. مغرب کی نماز کے بعد کم سے کم________ رکعات اور زیادہ سے زیادہ________ رکعات۔

2. اس کے بعد مختصر کھانا اور آرام پھر________________

3. تراویح سے فارغ ہوکر________________

____

4. صبح صادق سے تقریباً________ گھنٹہ پہلے بیدار ہوکر________________

____

5. سحری سے فارغ ہونے کے بعد________________

____

6. فجر کی نماز کے بعد________________

7. سورج نکلنے کے بعد________________

8. زوال سے پہلے________________

9. زوال کے بعد ظہر سے پہلے________________

10. ظہر کے بعد سے عصر تک________________

11. عصر کے بعد سے مغرب تک________________

____

(5) اعتکاف کی کوتاہیاں مختصراً لکھیں۔

1. ________________

2. ________________

3. ________________

4. ________________

5. ________________

6. ________________

7. ________________

3. اس عشرہ کا عمل (3) لیلۃ القدر کی عبادت ہے

(1) فضیلت شب قدر (2) وقتِ شب قدر
(3) علاماتِ شب قدر (4) اعمالِ شب قدر (5) شبِ قدر کی کوتاہیاں

(1) فضیلت

1. اس کی فضیلت کے بیان کے لیے قرآن مجید میں ایک پوری سورت (سورۃ القدر کے نام سے) نازل ہوئی، جس میں بتایا گیا کہ شب قدر کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے افضل اور بہتر ہے (طبری) ہزار مہینوں کے تراسی برس چار ماہ بنتے ہیں۔

2. اسی رات میں فرشتوں کی پیدائش ہوئی، اسی رات میں آدم علیہ السلام کا مادہ جمع ہونا شروع ہوا (مظاہر حق) اسی رات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا (درمنثور) اسی رات میں بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی۔

3. جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لیے) کھڑا ہوا اس کے پچھلے تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں (بخاری)

4. ایک مرتبہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقۃً محروم ہی ہے (ابن ماجہ)

(2) وقت

1. قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا گیا ہے کہ قرآن شب قدر میں نازل ہوا (سورۃ القدر) اور دوسری جگہ فرمایا کہ قرآن کا نزول ماہ رمضان میں ہوا ہے (بقرہ: 185) اس سے اشارہ ملا کہ وہ شب قدر رمضان کی راتوں میں سے کوئی رات تھی۔

2. پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید نشاندہی کے طور پر فرمایا کہ شب قدر کو تلاش کرو رمضان کے آخری عشرہ (جو کہ جمہور علماء کے نزدیک اکیسویں رات سے شروع ہوتا ہے۔ فضائل رمضان) کی طاق راتوں میں یعنی 21-23-25-27-29 ویں شب میں (بخاری) اس مضمون کی حدیثیں حضرت عائشہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔

3. بعض صحابہ کرام کا خیال تھا کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں ہی میں ہوتی ہے۔ (معارف الحدیث)

بہر حال ہر شخص کو اپنی ہمت اور وسعت کے موافق تمام سال شب قدر کی تلاش میں کوشش کرنا چاہیے (کیونکہ بعض صحابہ جیسے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک شب قدر تمام سال میں کسی رات بھی ہوسکتی ہے) یہ نہ ہو سکے تو پورے رمضان اس کی جستجو کرنی چاہیے۔ (صاحبین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تمام رمضان میں کسی رات بھی ہوسکتی ہے) اگر یہ بھی مشکل ہو تو آخری عشرہ کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اتنا بھی نہ ہو سکے تو آخری عشرہ کی طاق راتوں کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیے اور اگر خدانخواستہ یہ بھی نہ ہو سکے تو ستائیسویں شب کو تو بہر حال غنیمت بارِدہ سمجھنا ہی چاہیے کہ اگر تائید ایزدی شاملِ حال ہے اور کسی خوش نصیب کو میسر ہو جائیں تو پھر تمام دنیا کی نعمتیں اور راحتیں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں، لیکن اگر میسر نہ بھی ہو تب بھی اجر سے خالی نہیں، بالخصوص مغرب عشاء کی نماز جماعت سے مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام تو ہر شخص کو تمام سال بہت ہی ضروری ہونا چاہیے کہ اگر خوش قسمتی سے شب قدر کی رات میں یہ دو نمازیں جماعت سے میسر ہو جائیں تو کس قدر با جماعت نمازوں کا ثواب ملے۔ (فضائل رمضان)

(3) علاماتِ شبِ قدر

1. شب قدر کی صبح کو جب سورج نکلتا ہے تو اس کی شعاع نہیں ہوتی۔ (مسلم)

2. اس رات کی منجملہ اور علامتوں کے یہ ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے، صاف شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی، بلکہ معتدل گویا کہ اس میں (انوار کی کثرت کی وجہ سے) چاند کھلا ہوا ہے اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے ایسا بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ چودھویں رات کا چاند۔ اللہ جل شانہ نے اس دن کے آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا (بخلاف اور دنوں کے کہ طلوع آفتاب کے وقت شیطان کا اس جگہ ظہور ہوتا ہے۔ (فضائل رمضان)

(4) اعمالِ شبِ قدر

1. جب شب قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جس کو کعبہ کے اوپر کھڑا کرتے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ۱۰۰ سو بازو ہیں جن میں سے دو بازو کو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں پھر حضرت جبرئیل فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو، اس کو سلام کریں اور مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں، صبح تک یہی حالت رہتی ہے۔ جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرئیل آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے حضرت جبرئیل سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مومنوں کی حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا معاملہ

فرمایا وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرمادیا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ وہ چار شخص کون ہیں۔ ارشاد ہوا کہ ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو، دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو، تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا اور ناطہ توڑنے والا ہو، چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو۔ (فضائل رمضان)

2. حدیث میں ہے کہ جو شخص ان پانچ فرض نمازوں کو پابندی سے پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل رہنے والوں میں شمار نہیں ہوتا۔ (ابن خزیمہ)

جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی گویا اس نے آدھی رات عبادت کی اور جو فجر کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھ لے گویا اس نے پوری رات عبادت کی۔ (مسلم)

حدیث میں ہے کہ اگر لوگوں کو عشاء اور فجر کی نمازوں کی فضیلت معلوم ہو جاتی تو وہ ان نمازوں کے لیے مسجد جاتے، چاہے انہیں (کسی بیماری کی وجہ سے) گھسٹ کر ہی جانا پڑتا۔ (بخاری)

3. اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ شب قدر میں کیا عبادت کریں اس کا جواب یہ ہے کہ دن کو تو زیادہ تلاوت میں صرف کرے تدبر سے تلاوت کرے اور اگر تجوید نہ آتی ہو تو کم از کم بقدر ضرورت اس کو سیکھ لے اور رات کو بھی حق تلاوت ادا کرے اور لیلۃ القدر میں زیادہ جاگے کچھ تلاوت کچھ نوافل میں مشغول رہے۔ (خطبات تھانوی: 421/16)

جو رات میں دس آیتوں کی تلاوت کرے وہ اس رات اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل رہنے والوں میں شمار نہیں ہوگا۔ (مستدرک حاکم)

جو شخص رات میں سو آیتوں کی تلاوت کرے وہ اس رات عبادت گزاروں میں شمار کیا جائے گا۔ (مستدرک حاکم)

4. حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے بتایئے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کونسی رات شب قدر ہے تو میں اس رات اللہ سے کیا عرض کروں اور کیا دعا مانگوں؟ آپ نے فرمایا یہ عرض کرو:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ﴾

اے اللہ! بے شک آپ معاف کرنے والے ہیں معافی کو پسند کرتے ہیں۔ مجھے بھی معاف کردیں۔ (ترمذی، احمد، ابن ماجہ)

5. حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اِتقِ المحارم تکن أعبد الناس" یعنی اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ افعال و اعمال سے بچو سب سے بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے۔ لہذا گناہوں سے خوب اجتناب کیا جائے ایسا نہ ہو کہ آسمانوں سے رحمتوں کا نزول ہو رہا ہو اور نیچے رحمتوں کا مقابلہ طرح طرح کے گناہوں سے کیا جا رہا ہو۔ اُدھر آوازیں لگ رہی ہوں کہ ہے کوئی مانگنے والا اور یہاں مانگنے کے بجائے فسق و فجور اور کھیل کود اور بازاروں میں خریداری کرتے یہ پوری راتیں گزاردی جائیں۔

(5) شبِ قدر کی کوتاہیاں

(1) گناہوں سے اجتناب نہ کرنا

بہت سے لوگ خاص مواقع پر عبادت کا خوب اہتمام کرتے ہیں، مگر گناہوں سے بچنے بچانے کا اہتمام نہیں کرتے، بلکہ آج کل کے مسلمان نے بہت سے کبائر کو گناہوں کی فہرست ہی سے نکال دیا ہے، مثلاً:

1. مردوں کا ڈاڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا۔
2. عورتوں کا غیر محارم قریبی رشتہ داروں دیور، جیٹھ، چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، نندوئی، بہنوئی وغیرہ سے پردہ نہ کرنا۔
3. ٹی وی، وی سی آر دیکھنا۔
4. گانا باجا سننا۔
5. بلاضرورت تصویر کھنچوانا، دیکھنا، رکھنا۔
6. بینک، انشورنس وغیرہ حرام ذرائع آمدن اختیار کرنا اور ایسے لوگوں کے ہاں دعوتیں کھانا اور تحائف قبول کرنا۔
7. مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا۔
8. غیبت کرنا، سننا۔

جب تک ان کبائر سے بچنے بچانے کا اہتمام نہ کیا جائے نفل عبادت خواہ کتنی زیادہ کی جائے، نجات کے لیے کافی نہیں، اگر گناہوں سے بچنے بچانے کا اہتمام ہو اور زیادہ نفل عبادت کرنے کا موقع نہ بھی ملے، فرائض و واجبات پر عمل کر لیا جائے تو ان شاء اللہ نجات ہو جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اتق المحارم، تکن أعبد الناس"۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ افعال و اعمال سے بچو، سب سے بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچنے والوں کے اعمال ہی قبول فرماتے ہیں۔ بعض معاصی سے اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

اس لیے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس شخص کے لیے تباہی و بربادی کی بددعا فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر آمین کہا، جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا، پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔

جو شخص ایسے مبارک لمحات میں بھی گناہوں میں مست ہو وہ تباہی و بربادی ہی کا مستحق ہے۔ اس کی مغفرت کے لیے اس خیر و برکت والے مقدس مہینے سے زیادہ مقدس اور کون سا وقت ہوگا؟

(2) نفل عبادت کرنے میں غلطیاں

1. بعض لوگ پوری رات نفل نماز پڑھنے ہی کو ضروری سمجھتے ہیں، اور بعض تو اس سے بڑھ کر بعض مخصوص سورتوں کے ساتھ خاص انداز سے نماز پڑھنا ضروری خیال کرتے ہیں، اس رات میں کسی خاص قسم کی عبادت کی تعیین نہیں، نفل نماز پڑھیں، تلاوت کریں، درود شریف پڑھیں، ذکر اللہ کریں، دعا مانگیں یا قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر کے اس کے احسانات، انعامات، عظمت شان کو سوچ سوچ کر اس کی محبت دلوں میں اتارنے اور بڑھانے کی کوشش کریں۔ یہ سب عبادت میں داخل ہے۔

2. عموماً لوگ نفل پڑھنے کے لیے مساجد میں جانے کا اہتمام کرتے ہیں، جب کہ ہر قسم کی نفل عبادت کا ثواب مسجد کے بجائے گھر میں زیادہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور انہیں قبریں مت بناؤ'' (بخاری و مسلم) مطلب یہ ہے کہ جیسے قبرستان میں خاموشی ہوتی ہے، اس طرح گھروں کو ویران نہ بناؤ، بلکہ ذکر و عبادت سے آباد رکھا کرو۔ اس لیے گھر کی خواتین کو بھی عبادت کی ترغیب دے کر عبادت کا ماحول بنانا چاہیے اور مردوں کو نفل عبادت مسجد کے بجائے گھر میں کرنی چاہیے۔

3. بعض جگہوں میں لوگ مساجد میں جمع ہو کر نوافل کی جماعت کرتے ہیں، نفل کی جماعت بہت بڑی بدعت اور گناہ ہے۔

'' ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان، ای یکرہ ذلک علی سبیل التداعی ''

(الدر المختار: ۲/۴۸)

4. بہت سے لوگ طبیعت پر جبر کر کے چائے پی پی کر، لونگ چبا چبا کر جاگنے کی تدبیریں کرتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض لوگوں کی فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے یا جماعت چھوٹ جاتی ہے یا نماز میں اونگھتے رہتے ہیں۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ نفل کی خاطر فرض یا واجب کو چھوڑ دیا جائے یا اس میں کوتاہی ہو۔ عبادت وہی مقصود و قابل قبول ہے جو رغبت و شوق سے ہو۔ انشراح صدر سے جتنی دیر عبادت کر سکیں کریں، جب تھکاوٹ ہو جائے یا نیند کا غلبہ ہو اور دلجمعی نہ رہے جس سے زبان سے کچھ کا کچھ نکلنے کا اندیشہ ہو تو سو جائیں، خصوصاً فجر کی نماز یا جماعت میں ہرگز کوتاہی نہ کریں۔

اصل چیز یہ ہے کہ دل میں اللہ کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کریں، محبت پیدا ہو جائے تو ایک نہیں، ہزاروں راتیں عبادت میں گزاری جا سکتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کے لیے کسی عالم باعمل شیخ کامل کی صحبت اختیار کر کے ان سے اصلاحی تعلق قائم کرنا ضروری ہے۔

مشق

عمل (3) لیلۃ القدر

(1) لیلۃ القدر کی فضیلت میں قرآن کریم کی ایک مکمل سورت ____________ نازل ہوئی، جس میں بتایا گیا کہ شب قدر کی عبادت ____________________________________۔

(2) حدیث میں ہے کہ جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لیے کھڑا ہو) __________

____

(3) حضور ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر کو تلاش کرو ____________________________

____

____

(4) شب قدر کی علامتیں یہ ہیں:

____

____

____

(5) شب قدر میں یہ اعمال کرنا چاہئیں:

____

____

____

____

(6) شب قدر میں یہ کوتاہیاں کی جاتی ہیں۔

____

____

____

4. عمل (4) لیلۃ الجائزہ (شب عید کی عبادت)

(4.1) فضیلت (4.2) اعمال (4.3) شب عید کی کوتاہیاں

(4.1) فضیلت

1. جس شخص نے دونوں عیدوں (عید الفطر، عید الاضحیٰ) کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے زندہ رکھا تو اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔(ابن ماجہ)

یعنی قیامت کے ہولناک اور دہشت ناک دن میں جب ہر طرف خوف وہراس اور وحشت اور گھبراہٹ پھیلی ہوئی ہوگی ایسے قیامت خیز دن میں اللہ تعالیٰ اس بندہ کو پرنعم اور باسعادت زندگی بخشیں گے خوف ودہشت کا دور دور کوئی نشان نہ ہوگا ہر بھلائی اس کے قدم چومے گی اس پر رحمت ہی رحمت برستی ہوگی اور وہ پرلطف اور پرمسرت زندگی میں مگن ہوگا۔(حاشیۃ الترغیب بتصرف)

2. جس شخص نے (ذکر وعبادت کے ذریعہ) پانچ راتیں زندہ رکھیں، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی (وہ پانچ راتیں یہ ہیں) 1-آٹھ ذی الحجہ کی رات، 2-عرفہ کی رات، 3-بقرعید کی رات، 4-عید الفطر کی رات، 5-پندرھویں شعبان کی رات۔(الترغیب)

3. حضور ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کی آخری رات میں امت محمدیہ کی مغفرت کر دی جاتی ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا اس سے شب قدر مراد ہے؟ فرمایا: نہیں (یہ فضیلت آخری رات کی ہے شب قدر کی فضیلتیں اس کے علاوہ ہیں) بات یہ ہے کہ عمل کرنے والے کا اجر اس وقت پورا دے دیا جاتا ہے جب کام پورا کر دیتا ہے (اور آخری شب میں عمل پورا ہو جاتا ہے لہٰذا بخشش ہو جاتی ہے)۔(مشکوٰۃ)

4. حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رمضان شریف میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہو چکے تھے اور جب رمضان کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے گئے تھے ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں۔(فضائل رمضان)

(4.2) اعمال

نوافل، تلاوت، ذکر، استغفار، دعا، گناہوں سے بچنا، عشاء، فجر جماعت سے پڑھنا، الغرض وہ تمام اعمال جو شب قدر میں کیے ان ہی کو کیا جائے۔ البتہ آج کی رات پورا زور اپنے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول کروانے پر لگایا جائے۔

اپنی نیکی اور عبادت پر ہرگز مطمئن نہ ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی شانِ بے نیازی اور اس کے قہر وجلال سے برابر ڈرتے رہیں کہ کہیں میرے یہ تمام اعمال کھوٹے ہونے کی وجہ سے میرے منہ پر نہ مار دیئے جائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضورﷺ سے قرآن کی آیت ﴿والذین یؤتون ما اٰتوا وقلوبھم وجلۃ﴾ وہ لوگ جو دے سکتے ہیں وہ دیتے ہیں اوراس کے باوجودان کے دل ڈرتے رہتے ہیں ۔(مؤمنون:60) کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں جوشراب پیتے ہیں اورچغلی کرتے ہیں آپﷺ نے فرمایا اے میرے صدیق کی بیٹی نہیں ۔ بلکہ وہ اللہ کے وہ خدا ترس بندے ہیں جوروزے رکھتے ہیں اورنمازیں پڑھتے ہیں اورصدقہ وخیرات کرتے ہیں اوراس کے باوجوداس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کی یہ عبادتیں رد نہ کی جائیں ،یہی لوگ بھلائیوں کی طرف تیزی سے دوڑتے ہیں ۔(ترمذی،ابن ماجہ)

اور یہ بات ذہن میں ہو کہ اللہ کی طرف سے عبادتوں کی توفیق کا مل جانا اس کی قبولیت کی علامت نہیں ہے، تاہیل نے بھی تو قربانی کی تھی لیکن قبول نہ ہوئی ۔(مائدہ:27) ابراہیم علیہ السلام کوباوجودنبی ہونے کے تعمیر خانہ کعبہ کے وقت قبولیت کی دعا مانگنے کی ضرورت کیوں پیش آئی ۔(بقرہ:127) نیز اللہ تعالیٰ کا دستوریہی ہے کہ تقویٰ اورخوف خدا رکھنے والوں ہی کا عمل قبول کرتے ہیں ۔ (مائدہ:27) یہ آیت تمام عبادت گزاروں کے لیے بڑا تازیانہ ہے لہٰذا آج کی رات خوب تضرع سے اپنے اعمال کی قبولیت اور مغفرت کے لیے اللہ سے دعائیں مانگیں۔

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْم.﴾ (بقرہ: 127)

ترجمہ: اے پروردگار! توہم سے قبول فرما تو ہی سننے والا اورجاننے والا ہے ۔اور ہماری توبہ قبول فرما تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم وکرم کرنے والا ہے۔

مناجات

گرچہ میں بدکار و نالائق ہوں اے شاہ جہاں پر ترے در کو بتا اب چھوڑ کر جاؤں کہاں
کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے

کشمکش سے نا امیدی کی ہوا ہوں میں تباہ دیکھ مت میرے عمل، کر لطف پر اپنے نگاہ
یا رب اپنے رحم و احسان و عطا کے واسطے

چرخِ عصیاں سر پہ ہے زیر قدم بحرِ الم چار سو ہے فوجِ غم، کر جلد اب بہر کرم
کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کے واسطے
ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے

نے فقیری چاہتاہوں، نے امیری کی طلب نے عبادت نے ورع نے خواہش علم و ادب
دردِدل، پر چاہیے مجھ کوخدا کے واسطے

عقل و ہوش و فکر اور نعمائے دنیا بے شمار کی عطا تو نے مجھے، پر اب تو اے پروردگار
بخش وہ نعمت جو کام آئے سدا کے واسطے

حد سے ابتر ہوگیا ہے حال مجھ ناشاد کا کرمری امداد اللہ، وقت ہے امداد کا
اپنے لطف و رحمت بے انتہا کے واسطے

گومیں ہوں اک بندۂ عاصی غلامِ پُر قصور جرم میرا حوصلہ ہے، نام ہے تیرا غفور
تیرا کہلاتا ہوں میں جیسا ہوں اے رب شکور

اَنْتَ شَافٍ اَنْتَ کَافٍ فِیْ مُھِمَّاتِ الْاُمُوْرِ
اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْلُ

(4.3) شبِ عید کی کوتاہیاں

1. بعض لوگ یہ مبارک رات مختلف کھیلوں میں مصروف ہوکر گزار دیا کرتے ہیں، مثلاً شطرنج، چوسر، لوڈو، کیرم بورڈ، اور دیگر جدید ہار جیت والے کھیلوں میں، جن میں شطرنج اور چوسر تو حرام ہی ہیں اور باقی کھیل بھی شرائط جواز مفقود ہونے کی بناء پر ناجائز ہوتے ہیں۔ بالفرض کوئی کھیل اگر جائز بھی ہو تب بھی یہ مبارک رات لہو ولعب کے لیے نہیں، عبادت و اطاعت کے لیے ہے، اس کو عبادت ہی میں مشغول رکھنا چاہیے، جائز اور مباح کھیلوں سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔

2. بہت سے لوگ ٹی وی کے پروگرام دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ حالانکہ ٹی وی متعدد مفاسد اور بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے جس کی بناء پر اس کو دیکھنا جائز نہیں۔ پھر اس مقدس شب میں اس لعنت میں مبتلا ہونا اس کے گناہ کو اور بھی سخت کر دیتا ہے، اس لیے اس نامراد چیز سے بالعموم اور اس مبارک شب میں بالخصوص اجتناب کرنا لازم ہے۔

3. بعض لوگ اس مبارک رات میں بازاروں کی سجاوٹ، چمک دمک، خریداروں کی کثرت دیکھنے کے لیے بازاروں میں تفریح کرتے ہیں اور اس طرح رات کا اکثر و بیشتر حصہ ضائع کر دیتے ہیں، جب کہ بازار روئے زمین پر حق تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ بدتر اور مبغوض ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ بازار اکثر گناہوں کا اور بڑے بڑے گناہوں کا مرکز ہیں مثلاً عورتوں کا بن سنور کر بے پردہ خرید و فروخت کرنا، اور بازاروں میں گھومنا، گانا بجانا عام ہونا، دھوکہ فریب، جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ، لڑائی جھگڑا، کم تولنا اور کم ناپنا، ملاوٹ وغیرہ کرنا، (اس لیے بازار میں تو تمام گناہوں سے حتی الامکان بچتے ہوئے ضرورت کے وقت بقدرِ ضرورت ہی جانا چاہیے) تو بلاضرورت بازاروں میں تفریح کرنے والے بھی طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس طرح اس مبارک رات میں بجائے کچھ حاصل کرنے کے اور گناہوں میں مشغول ہونا اور حق تعالیٰ کی سب سے ناپسندیدہ جگہ میں بلاضرورت جانا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے بالکل محروم کرنا ہے۔

4. بعض لوگ اس رات ہوٹلوں میں ٹھنڈے گرم مشروبات پینے میں مصروف ہوکر اور گھنٹوں ادھر ادھر کی فضول باتوں بلکہ گناہ کی باتوں میں مشغول ہوکر اس مقدس شب کا بہترین اور اکثر حصہ ضائع کر دیتے ہیں جو سراسر محرومی ہے اور گناہوں کا ارتکاب جدا ہے۔

5. بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں اس شب کی عظمت اور فضیلت ہی کا علم نہیں، اس لیے وہ کبھی اس رات میں ذکر و عبادت اور تسبیح و مناجات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، اس طرح وہ اپنی جہالت و نادانی سے بیسیوں راتیں گنوا چکے ہیں، اور ان کی اس جہالت نے انہیں آخرت کے ثوابِ عظیم سے محروم کیا ہوا ہے جو بڑے ہی خسارہ کی بات ہے۔

6. بعض لوگ جنہیں اس رات کی عظمت و فضیلت کا علم ہے، دین اور علمِ دین سے ان کو نسبت ہے، دیکھا جاتا ہے کہ وہ بھی

اس کوکوئی اہمیت نہیں دیتے، اگر کوئی غلطی سے انہیں اس طرف توجہ دلادے تو فوراً یہ جواب ملتا ہے کہ ”اس رات میں جاگنا کوئی فرض و واجب نہیں۔“ بیشک اس رات میں جاگنا اور عبادت وغیرہ کا اہتمام کرنا فرض و واجب نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی برحق ﷺ کی کیا یہ سب ترغیبات فضول ہیں اور اسی قابل ہیں کہ انہیں غیر فرض قرار دے کر رد کردیا جائے۔ آخر ان ترغیبات کا کون مکلف ہے؟ اہل علم تو انہیں غیر فرض اور غیر ضروری قرار دے کر ٹھکرادیں اور عوام اپنی جہالت اور ناواقفیت کی بناء پر اہتمام نہ کریں تو پھر امت میں سے کون ان پر عمل کرے گا؟ ذرا بتلایئے! آخرت کے اتنے عظیم ثواب اور رضائے الٰہی اور حصول جنت سے اپنے آپ کو محروم کرنا کیا کوئی خسارہ کی بات نہیں؟ اور کیا یہ چیزیں آپ حاصل کرچکے ہیں؟ اگر نہیں تو اس استغناء سے پناہ مانگئے اور استغفار کیجئے۔

7. بعض تاجر اس شب میں دنیاوی مصروفیت کو کم کرنے کے بجائے اور بڑھا لیتے ہیں، اور اس میں اس قدر منہمک اور مصروف ہوجاتے ہیں کہ بسا اوقات اس دھن میں فرض نمازیں بھی قربان ہوجاتی ہیں جو کسی طرح بھی جائز نہیں۔ ایسے تاجر اگر کاروباری مصروفیت کم نہیں کرسکتے اور اس رات کو ذکر و تلاوت اور عبادت و اطاعت میں نہیں گزار سکتے تو کم از کم فجر اور عشاء کی نماز باجماعت ادا کرکے اور چلتے پھرتے ذکر و دعا کے ذریعے کسی نہ کسی درجہ میں وہ بھی اس شب کی فضیلت حاصل کرسکتے ہیں۔ بات اصل میں فکر و طلب اور قدر و قیمت کی ہے، جس کے دل میں ذرا بھی اس کی اہمیت ہے اور فکر ہے تو وہ سخت سے سخت مشغولیت میں بھی اس فضیلت کو حاصل کرنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال لے گا۔ اور جس کو طلب نہیں، دنیا اور دنیاوی منافع ہی اس کی نظر میں اصل مقصود ہیں تو اس کے دل میں ان باتوں سے احتراز ہی پیدا ہوگا اور اس کا نفس طرح طرح کے حیلے بہانے پیش کرکے بالآخر اس کو اس شب کی برکات سے محروم کردے گا۔ حق تعالیٰ محفوظ رکھے۔

خلاصہ

یہ کہ یہ رات بڑی مبارک اور انتہائی اہم ہے اس کو بے حد غنیمت سمجھا جائے اور ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق زیادہ سے زیادہ عبادت اطاعت، ذکر و تلاوت، تسبیح و مناجات اور توبہ و استغفار کا اہتمام کرے۔ اور زیادہ نفلی عبادت و اطاعت نہ کرسکے تو کم از کم گناہوں سے تو اپنے کو دور ہی رکھے۔ اور تمام رات کوئی نہ جاگ سکے تب بھی کچھ حرج نہیں، آسانی اور بشاشت کے ساتھ جتنی دیر جاگ کر عبادت کرسکے اتنا ہی کرلے اور ادنیٰ درجہ میں اتنا تو ضروری ہی کرلیا جائے کہ عشاء اور فجر کی نماز باجماعت مع تکبیر اولیٰ کے ادا کرے اور درمیان میں کسی وقت (اگر شب کا آخری حصہ ہو تو زیادہ بہتر ہے) تھوڑی دیر عبادت کرکے دعا اور مناجات کرے۔ اللہ تعالیٰ سے اس شب کی رحمتیں اور برکتیں مانگے اور توبہ و استغفار کرے۔ حق تعالیٰ کی رحمت واسعہ سے قوی امید ہے کہ وہ اپنے ضعیف اور کمزور بندوں سے اتنا بھی قبول فرمالیں گے اور محروم نہ فرمائیں گے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

مشق

لیلۃ الجائزہ (شبِ عید) کی عبادت

(1) جس شخص نے دونوں عیدوں کی راتوں کو ________________

____

(2) جس شخص نے (ذکر وعبادت کے ذریعہ) پانچ راتیں ________________

(وہ پانچ راتیں یہ ہیں)

1. ________ 2. ________ 3. ________

4. ________ 5. ________

(3) شبِ عید کی کوتاہیاں مختصراً لکھیں۔

1. ________________

____

2 ________________

____

3. ________________

____

4. ________________

____

5. ________________

____

6. ________________

____

7. ________________

____

4 عید

4. عید

(4.1) عید کی حقیقت (4.2) عید کی فضیلت (4.3) عید کے دن کے مسنون اعمال
(4.4) عید کی کوتاہیاں (4.5) شوال کے 6 روزوں کے فضائل و مسائل

(4.1) عید کی حقیقت

ہر قوم کے کچھ خاص تہوار اور جشن کے دن ہوتے ہیں جن میں اس قوم کے لوگ اپنی اپنی حیثیت اور سطح کے مطابق اچھا لباس پہنتے اور عمدہ کھانے پکاتے کھاتے ہیں اور دوسرے طریقوں سے بھی اپنی اندرونی مسرت و خوشی کا اظہار کرتے ہیں، یہ گویا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اسی لیے انسانوں کا کوئی طبقہ اور فرقہ ایسا نہیں ہے جس کے ہاں تہوار اور جشن کے کچھ خاص دن نہ ہوں۔

اسلام میں بھی ایسے دو دن رکھے گئے ہیں ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحیٰ بس یہی مسلمانوں کے اصل مذہبی و ملی تہوار ہیں۔ ان کے علاوہ مسلمان جو تہوار مناتے ہیں ان کی کوئی مذہبی حیثیت اور بنیاد نہیں ہے، بلکہ اسلامی نقطہ نظر سے ان میں سے اکثر خرافات ہیں۔

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ آئے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ ان دونوں تہواروں کا سلسلہ بھی اسی وقت سے شروع ہوا ہے۔

جیسا کہ معلوم ہے عید الفطر رمضان المبارک کے ختم ہونے پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے۔ اور عید الاضحیٰ 10 ذی الحجہ کو۔ رمضان المبارک دینی و روحانی حیثیت سے سال کے بارہ مہینوں میں سب سے مبارک مہینہ ہے۔ اسی مہینہ میں قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا، اسی پورے مہینے کے روزے امت مسلمہ پر فرض کئے گئے، اس کی راتوں میں ایک مستقل باجماعت نماز کا اضافہ کیا گیا اور ہر طرح کی نیکیوں میں اضافہ کی ترغیب دی گئی۔ الغرض یہ پورا مہینہ خواہشات کی قربانی اور مجاہدہ کا اور ہر طرح کی طاعات و عبادات کی کثرت کا مہینہ قرار دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ اس مہینہ کے خاتمہ پر جو دن آئے ایمانی اور روحانی برکتوں کے لحاظ سے وہی سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو اس امت کے جشن و مسرت کا دن اور تہوار بنایا جائے چنانچہ اسی دن کو عید الفطر قرار دیا گیا۔ (معارف الحدیث)

(4.2) عید کی فضیلت

جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں، وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں، راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو جنات اور انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے پکارتے ہیں کہ اے محمد ﷺ کی امت اس کریم رب کی (درگاہ) کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے، اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے۔ پھر جب لوگ

عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو، وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اور ہمارے مالک اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے، تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو۔ میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم کہ جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا) میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا اور فضیحت نہ کروں گا۔ بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کردیا اور میں تم سے راضی ہوگیا۔ پس فرشتے اس اجر و ثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو افطار کے دن ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ (فضائل رمضان)

(4.3) عید کے دن کے مسنون اعمال

1. عیدگاہ جانے سے پہلے کے اعمال

1. صبح کو بہت جلدی اٹھنا
2. غسل کرنا، مسواک کرنا
3. عمدہ سے عمدہ کپڑے جو موجود ہوں ان کو پہننا
4. شریعت کے موافق اپنی آرائش کرنا
5. خوشبو لگانا
6. عید الفطر میں نماز عید کے لیے جانے سے پہلے کچھ کھانا اور عید الاضحیٰ میں نماز عید سے پہلے نہ کھانا بلکہ واپس آ کر اپنی قربانی کا گوشت تناول کرنا
7. عید کے دن ہر قسم کی نفلی نماز عید کی نماز سے پہلے ہر جگہ (گھر ہو یا عیدگاہ) مکروہ ہے البتہ عید کی نماز کے بعد گھر آ کر نفلیں پڑھ سکتے ہیں۔ عیدگاہ میں نہیں۔
8. اگر نماز صرف عیدگاہ میں ہوتی ہو تو عیدگاہ میں جا کر عید کی نماز پڑھنا یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا
9. عید کی نماز کے لیے، بہت سویرے جانا

10. عیدگاہ پیدل جانا
11. نمازعید سے پہلے فطرہ ادا کر دینا
12. راستہ میں آہستہ آواز سے اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہتے جانا۔

2. عیدگاہ اور وہاں سے واپسی کے اعمال

نمازعید کا طریقہ

o **نیت:** قبلہ رخ ہوکر صفیں سیدھی کر کے پہلے اس طرح نیت کریں کہ دو رکعت نماز واجب عید الفطر (یا عیدالاضحیٰ) مع چھ زائد واجب تکبیروں کے پیچھے امام کے پڑھتا ہوں اس کے بعد امام کی اقتداء میں تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور **سبحانک اللھم** مکمل پڑھے، پھر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ باندھ لے اور قرأت سنے ایک رکعت مکمل کر کے دوسری رکعت کی الحمد اور سورت پڑھی جانے کے بعد اسی طرح ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑے پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور امام کے ساتھ نماز پوری کرے۔ (مجالس الابرار)

اس کے بعد خطبہ سنے (درمختار) خطبہ کا سننا واجب ہے خواہ آواز آئے یا نہ آئے عیدگاہ سے خطبہ ختم ہونے سے پہلے نہ نکلیں۔

o دعا نمازعید کے بعد ہی کرنا بہتر ہے۔

o جس راستہ سے عیدگاہ آئے ہیں وہ راستہ بدل کر دوسرے راستہ سے گھر جانا۔

(4.4) عید کی کوتاہیاں

1. عید کی تیاریاں

ایک اور فتنہ "عید کی تیاری" کا ہے، جو عید الفطر میں زیادہ اور بقر عید کے موقع پر کچھ کم برپا ہوتا ہے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے بلاشبہ مسرت کا دن قرار دیا ہے اور اتنی بات بھی شریعت سے ثابت ہے کہ اس روز جو بہتر سے بہتر لباس کسی شخص کو میسر ہو وہ لباس پہنے، لیکن آج کل اس غرض کے لیے جن بے شمار فضول خرچیوں اور اسراف کے ایک سیلاب کو عیدین کے لوازم میں سمجھ لیا گیا ہے اس کا دین و شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آج یہ بات فرض و واجب سمجھ لی گئی ہے کہ کسی شخص کے پاس مالی طور پر گنجائش ہو یا نہ ہو لیکن وہ کسی نہ کسی طرح گھر کے ہر فرد کے لیے نئے جوڑے کا اہتمام کرے، گھر کے ہر فرد کے لیے جوتے ٹوپی سے لے کر ہر ہر چیز نئی خریدے، گھر کی آرائش و زیبائش کے

لیے نت نیا سامان فراہم کرے۔ دوسرے شہروں میں رہنے والے اعزہ اور اقارب کو قیمتی کارڈ بھیجے اور ان تمام امور کی انجام دہی میں کسی سے پیچھے نہ رہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ ایک متوسط آمدنی رکھنے والے شخص کے لیے عید اور بقرعید کی تیاری ایک مستقل مصیبت بن چکی ہے۔ اس سلسلے میں وہ اپنے گھر والوں کی فرمائشیں پوری کرنے کے لیے جب جائز ذرائع کو ناکافی سمجھتا ہے تو مختلف طریقوں سے دوسروں کی جیب کاٹ کر وہ روپیہ فراہم کرتا ہے تاکہ ان غیر متناہی خواہشات کا پیٹ بھر سکے۔ اور اس عید کی تیاری کا کم سے کم نقصان تو یہ ہے ہی کہ رمضان اور خاص طور سے آخری عشرے کی راتیں اور اسی طرح بقرعید کے پہلے عشرے کی راتیں بالخصوص بقرعید کی شب جو گوشۂ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے عرض ومناجات اور ذکر وفکر کی راتیں ہیں وہ سب بازاروں میں گزرتی ہیں۔

2. عید کارڈ

ہمارے معاشرے میں عیدین کے موقع پر بالخصوص میٹھی عید پر عید کارڈ بھیجنے کا بہت ہی رواج ہے، ہر خاص وعام پڑھا لکھا یا جاہل عید کارڈ بھیجنے کا ضرور اہتمام کرتا ہے اور ایک نہیں متعدد کارڈ بھیجتا ہے اور خوبصورت سے خوبصورت کارڈ روانہ کرتا ہے، عید الفطر آنے سے ہفتوں پہلے بک اسٹالوں کا چکر لگانا شروع کرتا ہے جہاں شروع رمضان ہی سے نت نئے عید کارڈ فروخت کے لیے موجود ہوتے ہیں، جن میں اعلیٰ، متوسط ادنیٰ ہر قسم کے ہوتے ہیں اور اعلیٰ سے اعلیٰ قیمتوں والے کارڈ بھی ہوتے ہیں انہیں خریدنے اور ارسال کرنے کو کوئی گناہ سمجھتا ہے اور نہ خلاف شریعت بلکہ اظہار مسرت اور عید کی مبارک بادی کا ایک جدید اور مہذب طریقہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ بحالات موجودہ عید کارڈ اس قدر منکرات اور مفاسد پر مشتمل ہوتا ہے کہ جن کی موجودگی میں اس کو خریدنے اور بھیجنے سے مسلمانوں کو پرہیز کرنا چاہیے۔

عید کارڈ میں چند گناہ کی باتیں یہ ہیں

(1) بہت سے عید کارڈ جانداروں کی تصاویر پر مشتمل ہوتے ہیں مثلاً کسی میں طوطا کسی میں بگلا کسی میں کوئی دوسرا خوبصورت پرندہ یا جانور بنا ہوا ہوتا ہے جبکہ جانداروں کی تصویر کھینچنا، بنانا، چھاپنا، دیکھنا اور پسند کر کے دوسرے شخص کے پاس بھیجنا سب گناہ ہی گناہ ہے۔

(2) بہت سے عید کارڈ فلمی ایکٹروں اور اداکاروں کی رنگین تصاویر پر مبنی ہوتے ہیں جنہیں خاص مقبولیت حاصل ہوتی ہے، ایسے عید کارڈوں کے گناہ عظیم ہونے میں کیا شک ہے۔

(3) بعض عید کارڈ ایسے بھی ہوتے ہیں جس میں عریاں یا نیم عریاں عورتوں کی رنگین تصاویر ہوتی ہیں جن کو دیکھنا بنانا چھاپنا

سب گناہ ہی گناہ ہے، انہیں خرید کر بھیجنا اور بھی بڑا گناہ ہے۔

(4) بعض عید کارڈ آیات قرآنی پر مشتمل ہوتے ہیں اور عید کارڈ وصول ہونے دیکھنے اور پڑھنے کے بعد کوڑے کی ٹوکری میں ڈال دیا جاتا ہے یا اور کسی جگہ ڈال دیا جاتا ہے جس سے آیات الٰہی کی بے ادبی اور سخت بے حرمتی ہوتی ہے جو بلاشبہ گناہ ہے۔

(5) پھر عید کارڈ بھیجنے والوں کا آپس میں اعلیٰ سے اعلیٰ عید کارڈ بھیجنے کا مقابلہ ہوتا ہے، ہر شخص دوسرے سے بہتر اور عمدہ عید کارڈ بھیجنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کے عید کارڈ کی سب سے زیادہ تعریف اور تذکرہ ہو یہ کھلی ریاکاری ہے جو گناہ عظیم ہے اور نیز گناہ کے کام میں مسابقت اور مقابلہ اس کی سنگینی کو اور بڑھادیتا ہے۔

(6) پھر جو شخص گھٹیا عید کارڈ بھیجتا ہے تو اس کو طرح طرح کے طعنے دیئے جاتے ہیں، حالانکہ اول تو کسی کو طعنہ دینا خود گناہ عظیم ہے پھر ایک گناہ کی بات پر دوسرے کو طعنے دے کر مجبور کرنا یا ابھارنا اور بھی زیادہ گناہ ہے۔

(7) بعض جگہ عید کارڈ بھیجنے میں ادلہ بدلہ کا تصور بھی کارفرما ہوتا ہے آپ نے بھیجا تو دوسرا بھی بھیجے گا اگر آپ نے نہ بھیجا تو دوسرا بھی نہ بھیجے گا اور گناہ میں ادلہ بدلہ بھی گناہ ہے۔ اور گلہ شکوہ بھی برا ہے۔

(8) بعض عید کارڈ ظاہری خرافات سے خالی ہوتے ہیں مثلاً کسی میں گلاب کے پھول ہوتے ہیں جن پر حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کے نام درج ہوتے ہیں۔ بعض میں حرمین شریفین کے نقشے یا خوبصورت باغات اور سبزیاں بنی ہوتی ہیں جن میں جانداروں کی تصاویر نہیں ہوتیں۔ لیکن ایسے عید کارڈ بھی خریدنے اور بھیجنے سے بچنا چاہیے۔

(9) عید کارڈ بھیجنے میں یہاں تک غلو ہو چکا ہے کہ ہزاروں بندگان خدا روزہ کی نعمت سے محروم ہیں اور صدقۃ الفطر ادا نہیں کرتے، لیکن عید کارڈ قیمتی خریدنا اور احباب کو روانہ کرنا نہیں بھولتے کہ جیسے یہ بھی کوئی فرض ہے، کس قدر غفلت اور گناہ کی بات ہے۔

(10) بعض لوگ ٹیلی فون اور SMS کے ذریعے عید کی مبارکباد دینا ضروری تصور کرتے ہیں حالانکہ اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں یہ محض ایک رسم ہے۔

اس طرح بے شمار گناہوں کے ساتھ عید کارڈوں۔ SMS میں ہزاروں لاکھوں روپیہ ضائع و برباد ہوتا ہے جو بلاشبہ اسراف و تبذیر میں داخل ہے اور گناہ در گناہ ہے۔ اگر اتنی رقم غرباء، فقراء اور مساکین پر خرچ کی جائے تو کتنے ہی تنگدست گھرانے خوشحال ہو جائیں، بیمار تندرست ہو جائیں روزی کے محتاج برسر روزگار ہو جائیں۔ حق تعالیٰ فہم صحیح عطا فرمائیں اور اس گناہ عظیم سے بچنے کی توفیق بخشیں۔ آمین (فقہی رسائل)

3. عید کے بعد مصافحہ اور معانقہ

دو مسلمانوں کی ملاقات کے وقت مصافحہ مسنون ہے نیز کوئی شخص سفر سے آئے تو اس سے معانقہ کرنا بھی سنت سے ثابت ہے ان دونوں مواقع کے علاوہ سنت نہیں لیکن اگر سنت سمجھے بغیر اتفاقاً کرے تو گناہ بھی نہیں، اور سنت سمجھ کر کرے تو بدعت ہے ہمارے زمانے میں چونکہ فرض نمازوں کے بعد مصافحہ اور عیدین کے بعد معانقہ کو سنت سمجھا جانے لگا ہے حالانکہ یہ آنحضرت ﷺ یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے ثابت نہیں اس لیے علماء نے اس کو بدعت قرار دیا ہے اور اس سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ (فتوی مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ) (فقہی رسائل)

4. عید کی مبارک بادی کو لازم سمجھنا

عید کی مبارک بادی تمام منکرات سے خالی ہو۔ مثلاً نہ اس کو سنت سمجھا جائے اور نہ فرض اور واجب کی طرح ضروری اور نہ فرض و واجب کا سا اس کے ساتھ معاملہ کیا جائے، جو اس کا اہتمام نہ کرے اس کو برا بھلا نہ کہا جائے، نہ ٹیڑھی ترچھی نگاہوں سے دیکھا جائے اور جب ملاقات ہو تو پہلے باقاعدہ مسنون سلام کیا جائے اس کے بعد تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَ مِنْکَ یا اس کے ہم معنی کوئی دوسرا لفظ جیسے عید مبارک ہے کہہ دیا جائے تو جائز اور دعا ہونے کی بناء پر باعث ثواب ہے۔ لیکن اگر اس میں حد سے تجاوز کیا جائے مثلاً سنت سمجھا جائے یا فرض و واجب کی طرح اس کو ضروری سمجھا جائے۔ اور اس طرح اس کا جو درجہ ہے اس سے اس کو بڑھا دیا جائے تو پھر مکروہ و ممنوع ہے۔

5. عید کی سویاں

خاص سویوں کو عید کی سنت قرار دینا یا انہیں عید کے دن پکانے کو ایسا لازمی اور ضروری سمجھنا کہ جو شخص عید کے دن سویاں نہ پکائے اس پر شرعی حیثیت سے نکیر کرنا ناجائز ہے۔ البتہ جو لوگ ایسا نہ سمجھیں بلکہ محض اپنی سہولت یا پسند کے مطابق اس کو معمول بنائیں تو اس کو بدعت نہیں کہا جائے گا بعض قرائن اور شواہد کی بناء پر عید کی سویوں کے متعلق ہمارے یہاں کا تأثر یہ ہے کہ عام لوگ اس کو عید کی سنت یا ایسا لازمی سمجھتے ہیں کہ اس کے ترک کو قابل طعن قرار دیتے ہیں۔ اس طرح یہ بھی عید کی ایک رسم بن چکی ہے۔

6. عید اور گناہ

آج کل لوگ عید کے دن خوب اچھی طرح گناہ کرتے ہیں اس دن ٹی وی دیکھنا گانے سننا تو بہت سے لوگوں نے اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے عید کی خوشی کو ٹی وی، گانوں کے ناپاک عمل سے مٹی میں ملا دیتے ہیں کیونکہ گناہ میں کوئی خوشی نہیں، اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی چیز کیسے باعث خوشی بن سکتی ہے۔ بہت سے لوگ عید کے کپڑے بناتے ہیں تو اس میں بھی حرام حلال کا خیال نہیں کرتے۔

مرد ٹخنوں سے نیچے کپڑے پہنتے ہیں، عورتیں باریک اور مختصر کپڑے پہنتی ہیں، اور بہت سے لوگ خوب اچھی طرح ڈاڑھی کٹا کر، انگریزی بال تراش کر نماز عید کے لیے آتے ہیں۔

جو عید سراپا اطاعت اور فرمانبرداری کا مظاہرہ کرنے کے لیے تھی اسے گناہوں سے ملوث کر دیا، سب کو راضی کیا رب کو ناراض کر دیا تو عید کہاں رہی، عید تو اسلامی چیز ہے اس دن ہر کام خصوصیت کے ساتھ اچھا اور نیک ہونا چاہیے۔ اس دن گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام کیا جائے اور طبیعت کو آمادہ کیا جائے کہ آئندہ بھی گناہ نہ کریں گے۔ مومن کی زندگی گناہوں والی زندگی نہیں ہوتی۔ (تحفہ خواتین)

(4.5) شوال کے 6 روزوں کے فضائل و مسائل

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد چھ (نفل) روزے شوال (یعنی عید) کے مہینے میں رکھ لیے تو (پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ہوگا۔ اگر ہمیشہ ایسا ہی کرے گا تو) گویا اس نے ساری عمر روزے رکھے۔

تشریح: اس مبارک حدیث میں رمضان مبارک گزرنے کے بعد ماہ شوال میں چھ نفلی روزے رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس کا عظیم ثواب بتایا گیا ہے۔ ثواب دینے کے بارے میں اللہ پاک نے یہ مہربانی فرمائی ہے کہ ہر عمل کا ثواب کم از کم دس گنا مقرر فرمایا ہے جب کسی نے رمضان کے تیس روزے رکھے اور پھر چھ روزے اور رکھ لیے تو یہ چھتیس روزے ہو گئے۔ چھتیس کو دس سے ضرب دینے سے تین سو ساٹھ ہو جاتے ہیں قمری کے حساب سے ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے لہذا چھتیس روزے رکھنے پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین سو ساٹھ روزے شمار ہوں گے اور اس طرح پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔ اگر ہر سال کوئی شخص ایسا ہی کر لیا کرے تو وہ ثواب کے اعتبار سے ساری عمر روزے رکھنے والا مان لیا جائے گا۔ اللہ اکبر! بے انتہا رحمت اور آخرت کی کمائی کے اللہ پاک نے کیسے بیش بہا مواقع دیئے ہیں۔

فائدہ: اگر رمضان کے روزے چاند کی وجہ سے انتیس ہی رہ جائیں تب بھی یہ تیس ہی شمار ہوں گے کیونکہ ہر مسلمان کی نیت ہوتی ہے کہ چاند نظر نہ آئے تو تیسواں روزہ بھی رکھے گا۔ اس اعتبار سے انتیس روزے رمضان کے اور چھ عید کے بعد کل پینتیس روزے رکھنے سے بھی پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔ حضور اقدس ﷺ نے صرف رمضان اور چھ شوال کے روزے رکھنے پر اس ثواب کی خوشخبری سنائی۔ لہذا ہمیں یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں کہ ایک روزہ چاند کی وجہ سے رہ گیا تو ثواب پورے سال کا ہو گا یا نہیں۔

فائدہ: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ثواب اسی وقت ملے گا جب کہ عید کے بعد دوسرے دن کم از کم ایک روزہ ضرور رکھ لے یہ غلط ہے اگر دوسری تاریخ سے روزے شروع نہ کئے اور پورے ماہ شوال میں چھ روزے رکھ لیے تب بھی یہ ثواب مل جائے گا۔

مشق

عید

(1) عید کی حقیقت کیا ہے مختصراً لکھیں۔

(2) عیدگاہ جانے سے پہلے کے مسنون اعمال کیا ہیں؟

(3) نمازِ عید کا طریقہ بیان کریں۔

(4) عید کی کوتاہیوں، مندرجہ ذیل عنوانات کی مختصراً وضاحت کریں۔

1. عید کی تیاریاں
2. عید کارڈ
3. عید کے بعد مصافحہ اور معانقہ
4. عید کی مبارک بادی کو لازم سمجھنا
5. عید کی سویاں
6. عید اور گناہ

(5) شوال کے 6 روزوں کی فضیلت بیان کریں۔

(6) شوال کے 6 روزے کب سے کب تک رکھے جا سکتے ہیں۔

5 مسائلِ رمضان

5. مسائلِ رمضان

روزے کا بیان

(5.1) روزے کی تعریف (5.2) روزے کا وقت (5.3) روزے کی اقسام (5.4) جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا (5.5) جن چیزوں سے روزہ ٹوٹتا ہے اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں (5.6) جن چیزوں سے روزہ ٹوٹتا ہے اور صرف قضا واجب ہوتی ہے (5.7) جن چیزوں سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ (5.8) فدیہ کا بیان (5.9) مسائل تراویح

نوٹ: مسائل رمضان کے تحت جتنے مسائل ذکر کیے گئے ہیں وہ تقریباً تسہیل بہشتی زیور سے لیے گئے ہیں اس کے علاوہ اگر کہیں سے لیے گئے ہیں تو اس کا حوالہ لکھ دیا گیا ہے۔

(5.1) روزے کی تعریف

جب سے فجر کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اس وقت سے لے کر سورج ڈوبنے تک روزے کی نیت سے سب کچھ کھانا پینا چھوڑ دینا اور جماع نہ کرنا شریعت میں اس کو روزہ کہتے ہیں۔

(5.2) روزے کا وقت

شریعت میں روزہ کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اس لیے جب تک صبح صادق نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے۔

روزے کی نیت

مسئلہ: زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں بلکہ جب دل میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور دن بھر کچھ کھایا نہ پیا نہ جماع کیا تو اس کا روزہ ہوگیا۔ اور اگر کوئی زبان سے بھی یہ کہہ دے کہ یا اللہ میں کل تیرا روزہ رکھوں گا یا عربی میں یہ کہہ دے ''بِصَوْمِ غَدٍ نَوَیْتُ'' تو بھی بہتر ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے دن بھر کچھ کھایا نہ پیا۔ صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہا لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک نہ لگنے یا کسی وجہ سے کچھ کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا۔ اگر دل میں روزہ کا ارادہ کر لیتا تو روزہ ہو جاتا۔

(5.3) روزے کی اقسام

(1) فرض: رمضان کے ادا اور قضا روزے۔

(2) واجب:

(1) نذر کے روزے خواہ نذر معین ہو یا غیر معین۔

(2) نذر معین اور توڑے ہوئے نفلی روزوں کی قضا۔

(3) کفارے کے روزے۔

(3) نفل روزے۔چند ایک ہیں۔

(1) عاشورہ کا روزہ بمعہ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ

(2) ہر ماہ ایام بیض کے روزے۔یعنی ہر قمری مہینہ کی 15,14,13 تاریخ کا روزہ

(3) شوال میں عید الفطر کے بعد چھ روزے۔

(4) مکروہ روزے

(1) مکروہ تحریمی جیسے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن اور ایام تشریق کے روزے رکھنا۔

(2) مکروہ تنزیہی جیسے تنہا عاشوراء کا روزہ اور 27 رجب کا روزہ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خاص 27 رجب کے روزے سے لوگوں کو منع کرنا منقول ہے۔

(1) فرض

ماہ رمضان کے روزے کا بیان

رمضان کے روزے کی نیت کب سے کب تک کی جاسکتی ہے؟

مسئلہ: ماہ رمضان کے روزے کی اگر رات سے نیت کر لے تو بھی فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ صبح ہو گئی تب بھی یہی خیال رہا کہ میں آج کا روزہ نہ رکھوں گا پھر دن چڑھے خیال آ گیا کہ فرض چھوڑ دینا بری بات ہے اس لیے اب روزہ کی نیت کر لی تب بھی روزہ ہو گیا لیکن اگر صبح کو کچھ کھا پی چکا ہو تو اب نیت نہیں کر سکتا۔

مسئلہ: اگر کچھ کھایا نہ ہو تو دن کو ٹھیک دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے رمضان کے روزے کی نیت کر لینا درست ہے۔اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اول دیکھ لیا جائے کہ صبح صادق کتنے بجے ہوتی ہے اور سورج کتنے بجے غروب ہوتا ہے۔ان کے درمیان کے گھنٹوں کو شمار کر

کےان کانصف لے لیا جائے ۔اس نصف کے اندر اندر اگر نیت کرلی گئی ہوتو روزہ ہوجائے گا۔

کس کس نیت سے رمضان کا روزہ ادا ہوجاتا ہے

مسئلہ: رمضان کے روزے میں بس اتنی نیت کرلینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے بس اتنی ہی نیت سے رمضان کا روزہ ادا ہوجائے گا۔اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی روزہ ہوجائے گا۔

مسئلہ: رمضان کے مہینے میں اگر کسی نے یہ نیت کی کہ میں کل نفلی روزہ رکھوں گا رمضان کا روزہ نہ رکھوں گا بلکہ اس روزہ کی پھر کبھی قضا کرلوں گا تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوااور نفل کا نہیں ہوا۔

مسئلہ: پچھلے رمضان کا روزہ قضا ہوگیا تھا اور پورا سال گزر گیا اب تک اس کی قضا نہیں رکھی۔پھر جب رمضان کا مہینہ آ گیا تو اسی قضا کی نیت سے روزہ رکھا تب بھی رمضان ہی کا ادا روزہ ہوگا اور قضا کا روزہ نہ ہوگا۔قضا کا روزہ رمضان کے بعد رکھے۔

مسئلہ: کسی نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا کام ہوجائے تو میں اللہ تعالیٰ کے لیے دو روزے یا ایک روزہ رکھوں گا پھر جب رمضان آیا تو اس نے اسی نذر کے روزے رکھنے کی نیت کی رمضان کے روزے کی نہیں کی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا۔نذر کا روزہ ادا نہیں ہوا۔نذر کے روزے رمضان کے بعد پھر رکھے۔

تنبیہ: مذکورہ بالا سب مسائل کا خلاصہ یہ ہوا کہ رمضان کے مہینے میں جب کسی بھی روزے کی نیت کروگے تو رمضان ہی کا روزہ ہوگا کوئی اور روزہ صحیح نہ ہوگا۔

سحری کھانے اور افطار کا بیان

مسئلہ: سحری کھانا سنت ہے اگر چہ بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم سے کم دو تین چھوہارے ہی کھالے یا اور کوئی چیز تھوڑی بہت کھالے اور کچھ نہ سہی تو تھوڑا سا پانی ہی پی لے۔

مسئلہ: اگر کسی نے سحری نہ کھائی اٹھ کر ایک آدھ پان کھالیا تب بھی سحری کھانے کا ثواب مل گیا۔

مسئلہ: اگر رات کو سحری کھانے کے لیے آنکھ نہ کھلی سب سوتے رہ گئے تب بھی سحری کھائے بغیر صبح کا روزہ رکھیں۔سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا بڑی کم ہمتی کی بات ہے اور بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ: کسی کی آنکھ دیر میں کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی رات باقی ہے۔اس گمان میں سحری کھالی۔پھر معلوم ہوا کہ صبح ہوجانے کے بعد سحری کھائی تھی تو روزہ نہیں ہوا قضا روزہ رکھے اور کفارہ واجب نہیں۔لیکن پھر بھی کچھ کھائے پیئے نہیں،روزہ داروں کی طرح

رہے۔ اسی طرح اگر سورج ڈوبنے کے گمان سے روزہ کھول لیا، پھر سورج نکل آیا تو روزہ جاتا رہا۔ اس کی قضا کرے کفارہ واجب نہیں اور جب تک سورج نہ ڈوب جائے کچھ کھانا پینا درست نہیں۔

مسئلہ: سحری کھاتے ہوئے وقت ختم ہو جائے اور اذان شروع ہو جائے تو سحری کھانا فوراً بند کر دینا چاہیے۔ یہ خیال کرنا کہ جب تک اذان ہو رہی ہے سحری کھا سکتے ہیں یا پیالے میں جو کچھ ہے اس کو پورا کر سکتے ہیں غلط ہے اور اس سے روزہ نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر اتنی دیر ہو گئی کہ صبح ہو جانے کا شبہ پڑ گیا تو اب کچھ کھانا مکروہ ہے اور اگر ایسے وقت کچھ کھا لیا یا پی لیا تو برا کیا اور گناہ ہوا پھر اگر معلوم ہوا کہ اس وقت صبح ہو گئی تھی تو اس روزہ کی قضا رکھے اور کچھ نہ معلوم ہو شبہ ہی شبہ رہ جائے تو قضا رکھنا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط کی بات یہ ہے کہ اس کی قضا رکھ لے۔

مسئلہ: حالت جنابت میں سحری کھانا خلاف اولیٰ ہے، مگر اس سے روزے میں کچھ خلل نہیں آتا۔

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ جب سورج یقیناً ڈوب جائے تو فوراً روزہ کھول ڈالے۔ دیر کر کے روزہ کھولنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: ابر کے دن ذرا دیر کر کے روزہ کھولیں۔ جب خوب یقین ہو جائے کہ سورج ڈوب گیا ہوگا تب افطار کریں اور صرف گھڑی پر کچھ اعتبار نہ کریں، جب تک کہ آپ کا دل گواہی نہ دے کیونکہ گھڑی شاید کچھ غلط ہو گئی ہو۔ بلکہ اگر کوئی اذان بھی کہہ دے لیکن ابھی وقت ہونے میں کچھ شبہ ہے تب بھی روزہ کھولنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ: جب تک سورج ڈوبنے میں شبہ رہے تب تک افطار کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: مؤذن غروب آفتاب کے بعد افطار کر کے اذان دے، افطار کی وجہ سے جماعت میں پانچ سات منٹ تاخیر کی گنجائش ہے۔ (رحیمیہ)

مسئلہ: چھوہارے سے روزہ کھولنا بہتر ہے اور کوئی میٹھی چیز ہو اس سے کھول لیں وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کریں۔ بعض لوگ نمک سے افطار کرنے میں ثواب سمجھتے ہیں یہ غلط بات ہے۔

قضا روزے کا بیان

قضا روزے کب رکھنا چاہیں

مسئلہ: رمضان کے جو روزے کسی وجہ سے جاتے رہے ہوں رمضان کے بعد جہاں تک جلدی ہو سکے ان کی قضا رکھ لیں دیر نہ کریں۔ بلاوجہ قضا رکھنے میں دیر لگانا برا ہے کیونکہ موت کا کوئی پتہ نہیں کب آ جائے اور قضا رکھنے کی قدرت ہونے کے باوجود قضا رکھنے میں دیر کی اور موت آ گئی تو گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ: جتنے روزے قضا ہو گئے ہوں ان سب کو چاہے ایک دم رکھیں یا تھوڑے تھوڑے کر کے رکھیں۔دونوں باتیں درست ہیں۔

مسئلہ: اگر رمضان کے روزے ابھی قضا نہیں رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو اب پہلے رمضان کے ادا روزے رکھیں اور عید کے بعد قضا رکھیں لیکن بلا وجہ اتنی دیر کرنا بری بات ہے۔

قضا روزوں کی نیت

مسئلہ: روزے کی قضا میں دن تاریخ مقرر کر کے قضا کی نیت کرنا کہ فلاں تاریخ کے روزے کی قضا رکھتا ہوں یہ ضروری نہیں ہے بلکہ جتنے روزے قضا ہوں اتنے ہی روزے رکھ لینا چاہئیں۔البتہ دو رمضان کے کچھ کچھ روزے قضا ہو گئے اس لیے دونوں سال کے روزوں کی قضا رکھنا ہے تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے یعنی اس طرح نیت کرے کہ فلاں سال کے روزوں کی قضا رکھتا ہوں۔ یہ تعیین کہ فلاں سال کا روزہ رکھتا ہوں، اس میں دو قول ہیں۔بہشتی زیور میں مندرجہ بالا قول احتیاط کو مدنظر رکھ کر اختیار کیا گیا ہے اور اگر کسی نے بغیر تعیین سال کے بہت سے روزے رکھ لیے تو ضرورت کی بنا پر دوسرے قول (یعنی یہ کہ سال کی تعیین واجب نہیں) پر بھی عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

مسئلہ: قضا روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہیں ہوئی بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا۔قضا کا روزہ پھر سے رکھیں اور اس نفلی روزہ کو پورا کرنا مستحب ہے واجب نہیں توڑنے سے قضا نہ آئے گی۔

مسئلہ: کفارے کے روزے کا بھی یہی حکم ہے کہ رات سے نیت کرنا چاہیے اگر صبح ہونے کے بعد نیت کی تو کفارہ کا روزہ صحیح نہیں ہوا بلکہ نفلی ہوگا جس کو پورا کرنا مستحب ہے۔

(2) واجب

نذر کے روزے کا بیان

جب کوئی روزے کی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے، اگر پورا نہ کرے گا تو گناہگار ہوگا،نذر دو طرح کی ہے:

نذر کی قسمیں اور ان کا حکم

1. **نذر معین:** وہ یہ ہے کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر مانی کہ یا اللہ اگر آج فلاں کام ہو جائے تو کل ہی تیرا روزہ رکھوں گا یا یوں کہا کہ یا اللہ اگر میری فلاں مراد پوری ہو جائے تو پرسوں جمعہ کے دن روزہ رکھوں گا۔

نذر معین کی نیت

مسئلہ: نذر معین میں اگر رات سے روزہ کی نیت کی تو بھی درست ہے اور اگر رات سے روزہ کی نیت نہ کی تو دوپہر سے ایک گھنٹہ

پہلے پہلے نیت کرلیں یہ بھی درست ہے، نذر ادا ہوجائے گی ۔

مسئلہ: جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور جب جمعہ آیا تو بس اتنی نیت کرلی کہ آج میرا روزہ ہے یہ مقرر نہیں کیا کہ یہ نذر کا روزہ ہے یا یہ کہ نفل کی نیت کرلی تب بھی نذر کا روزہ ادا ہوگیا۔ البتہ اس جمعہ کو اگر قضا روزہ رکھ لیا اور نذر کا روزہ رکھنا یاد نہ رہا یا یاد تو تھا مگر قصداً قضا کا روزہ رکھا تو نذر کا روزہ ادا نہ ہوگا بلکہ قضا کا روزہ ہوجائے گا نذر کا روزہ پھر رکھیں ۔

نذر غیر معین کی نیت

2. **نذر غیر معین:** وہ یہ ہے کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر نہیں مانی بس اتنا ہی کہہ دیا کہ یا اللہ! اگر میرا فلاں کام ہوجائے تو ایک روزہ رکھوں گا یا کسی کام کا نام نہیں لیا ویسے ہی کہہ دیا کہ پانچ روزے رکھوں گا۔ نذر غیر معین میں رات سے نیت کرنا شرط ہے اگر صبح ہوجانے کے بعد نیت کی تو نذر کا روزہ نہیں ہوا بلکہ وہ روزہ نفل ہوگیا۔

مسئلہ: کسی نے نذر مانی کہ ایک مہینے کے روزے رکھوں گا اگر کہا روزے متواتر رکھوں گا یا متواتر رکھنے کی نیت کی تو متواتر رکھنے ہوں گے اور اگر نہ زبان سے کہا اور نہ نیت کی تو جس طرح چاہے رکھیں چاہے متواتر یا کبھی چھوڑ کر کیونکہ اس صورت میں مہینہ سے مراد مطلق تیس دن ہیں اور اگر کسی خاص مہینے کی نذر کی اور کہا میں رجب کے مہینے کے روزے رکھوں گا تو ایک مہینے کے روزے متواتر ہی رکھنے ہوں گے۔

(3) نفل روزے کا بیان

نفل روزے کی نیت

مسئلہ: نفل روزے کی نیت اگر اس طرح کی کہ میں نفل کا روزہ رکھتا ہوں تو بھی صحیح ہے اور اگر فقط اتنی نیت کی کہ میں روزہ رکھتا ہوں تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ: دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے (نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے) تک نفل روزہ کی نیت کرلینا درست ہے اگر دس بجے تک مثلاً روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا لیکن ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں پھر جی میں آ گیا اور روزہ رکھ لیا تو بھی درست ہے ۔

سال میں پانچ دن روزہ رکھنا جائز نہیں

مسئلہ: رمضان کے مہینے کے سوا جس دن چاہے نفل کا روزہ رکھے جتنے زیادہ روزہ رکھے گا اتنا ہی زیادہ ثواب پائے گا البتہ عید الفطر کے دن اور بقرعید کے دن یعنی ذی الحجہ کی دسویں اور ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں تاریخ کے یعنی سال بھر میں فقط پانچ دن روزے رکھنے حرام ہیں، اس کے علاوہ سب روزے درست ہیں ۔

چند نفلی روزے

مسئلہ:محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ جوکوئی یہ روزہ رکھے اس کے گزشتہ ایک سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اوراس کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ رکھنا بھی مستحب ہے۔صرف دسویں کوروزہ رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اسی طرح ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا بھی بڑا ثواب ہے اس سے ایک سال کے اگلے اورایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اوراگر یکم ذی الحجہ سے نویں تک برابر روزے رکھے تو بہت ہی بہتر ہے۔

مسئلہ:شوال کے مہینے میں چھ دن نفل روزے رکھنے کا بھی بہت ثواب ہے۔خواہ متفرق رکھے یا اکھٹے رکھے لیکن اکھٹے رکھنا مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر ہر مہینے کی تیرہویں، چودھویں، پندرہویں تاریخ کو تین دن روزے رکھ لیا کریں تو گویا اس نے سال بھر برابر روزے رکھے۔حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ تین دن روزے رکھا کرتے تھے۔ایسے ہی ہر پیر اورجمعرات کے دن بھی روزہ رکھا کرتے۔

مسئلہ: شعبان کے مہینے کے پندرہویں دن کا روزہ بھی منقول ہے۔

نوٹ: یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ تمام ذخیرہ احادیث میں پندرہویں شعبان کے روزے کے بارے میں صرف ایک روایت ہے کہ شب برأت کے بعد والے دن روزہ رکھو،لیکن یہ روایت ضعیف ہے،لہٰذا اس کی وجہ سے اس پندرہ شعبان کے روزے کوسنت یا مستحب قرار دینا درست نہیں، البتہ پورے شعبان کے مہینے میں روزہ رکھنے کی فضیلت ثابت ہے،لیکن 28 اور 29 شعبان المعظم کو حضور اکرم ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے کہ رمضان سے ایک دوروز پہلے روزہ مت رکھو،تاکہ رمضان کے روزوں کے لیے انسان نشاط اورچستی کے ساتھ تیار رہے۔

دوسرے یہ کہ پندرہ تاریخ ایام بیض میں سے بھی ہے اورحضور اقدس ﷺ اکثر ہر ماہ کے ایام بیض میں تین دن روزہ رکھا کرتے تھے یعنی 15,14,13 تاریخ کو،لہٰذا اگر کوئی شخص ان دو وجہ سے 15 تاریخ کا روزہ رکھ لے تو ان شاء اللہ موجب اجر ہوگا،لیکن خاص پندرہ تاریخ کی خصوصیت کے لحاظ سے اس روزے کوسنت قرار دینا درست نہیں۔اسی وجہ سے اکثر فقہائے کرام نے جہاں مستحب روزوں کا ذکر کیا ہے وہاں محرم کی دس تاریخ اور یوم عرفہ(9 ذی الحجہ) کے روزے کا تذکرہ کیا ہے لیکن پندرہ شعبان کے روزے کا علیحدہ سے ذکر نہیں کیا۔(اصلاحی خطبات حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زیدمجدہم)

5.4 جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

لیکن اگر ان چیزوں کے کرنے میں یہ ڈر ہو کہ کہیں روزہ ٹوٹنے تک نوبت نہ پہنچ جائے تو ان کا کرنا روزہ دار کے لیے مکروہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھالے یا پی لے یا بھولے سے جماع کر لے تو اس کا روزہ نہیں گیا، اگر چہ پیٹ بھر کر کھائے۔ اگر بھول کر کئی دفعہ کھا پی لیا تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقتور ہے کہ روزہ سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی ہے تو روزہ یاد دلا دینا واجب ہے اور اگر کوئی کمزور ہو کہ روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کو یاد نہ دلائے کھانے دے۔

مسئلہ: حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا دھواں خود بخود چلا گیا یا گردوغبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا۔ البتہ اگر قصداً ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔

مسئلہ: دانتوں میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا یا چھالیہ کا ٹکڑا وغیرہ کوئی اور چیز تھی اس کو خلال سے دانتوں سے نکال کر کھا گیا لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا یا خود بخود حلق میں چلا گیا تو دیکھیں اگر چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا اور اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو جاتا رہا۔ البتہ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا پھر اس کے بعد نگل گیا تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ جائے گا چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو، دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

مسئلہ: اگر پان کھا کر خوب کلی، غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں، روزہ ہو گیا۔

مسئلہ: روزہ میں تھوک نگلنے سے روزہ نہیں جاتا چاہے جتنا ہو۔

مسئلہ: ناک کو اس زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا، اسی طرح منہ کی رال سڑک کر نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا۔ اسی طرح بلغم کو بھی نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کسی عورت کا شوہر بڑا بدمزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ سالن میں نمک مرچ درست نہ ہو تو ناک میں دم کر دے گا، اس کو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔

مسئلہ: انجائنا (دل کی طرف دوران خون کم ہو جانے) کے مریض اگر روزہ کی حالت میں Angised کو لی زبان کے نیچے رکھ لیں اور اس کا خیال رکھیں کہ لعاب حلق کے نیچے اترنے نہ پائے تو منہ کی اندرونی تہہ سے اس کے جذب ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر لعاب حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لہٰذا احتیاط بہتر ہے۔

مسئلہ: منہ میں دوا لگانا شدید ضرورت کے وقت جائز ہے اور بلاضرورت مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر دوا پیٹ کے اندر چلی جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: روزہ میں ڈاکٹر سے ڈاڑھ نکلوانا اور منہ میں دوا لگانا بوقت ضرورت شدیدہ جائز ہے اور بلاضرورت مکروہ ہے۔ اگر دوا یا خون پیٹ کے اندر چلا جائے اور تھوک پر غالب یا اس کے برابر ہو یا اس کا مزہ محسوس ہو تو روزہ بہر حال ٹوٹ جائے گا۔ صرف قضا واجب ہوگی (احسن الفتاوی)

مسئلہ: کوئلہ چبا کر دانت صاف کرنا اور منجن یا پیسٹ سے دانت صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے تو روزہ جاتا رہے گا اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے چاہے سوکھی مسواک ہو یا تازی اسی وقت کی توڑی ہوئی۔ اگر نیم کی مسواک ہے اور اس کا کڑوا پن منہ معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں۔

مسئلہ: رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی مگر غسل نہیں کیا، دن کو نہایا تب بھی روزہ ہوگیا بلکہ اگر دن بھر نہ نہائے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ اس کا گناہ الگ ہوگا۔

مسئلہ: کسی بھی قسم کا ٹیکہ خواہ وہ عضلاتی ہو یا وریدی ہو لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ یہاں تک کہ اگر کسی طبی ضرورت سے گلوکوز کی بوتل بھی چڑھائی جائے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ اس سے دوا بذریعہ منفذ (سوراخ) معدہ تک نہیں پہنچتی رگوں کے ذریعہ پہنچتی ہے البتہ محض روزہ کی مشقت کم کرنے کے لیے Drip یعنی گلوکوز کی بوتل لگوانا مکروہ ہے پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح خون چڑھانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: فصد کھلوانے (Venesection) اور کسی مریض کے لیے خون دینے (Blood Donation) سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر آنسو یا پسینے کا ایک آدھ قطرہ منہ میں خود بخود چلا گیا اور نمکینی محسوس ہوئی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن اگر اتنی زیادہ مقدار میں آنسو یا پسینہ منہ میں گیا کہ پورے منہ میں نمکینی محسوس ہوئی اور پھر اس کو نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: دن کو سرمہ لگانا، تیل لگانا، خوشبو سونگھنا درست ہے۔ اس سے روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا چاہے جس وقت ہو بلکہ اگر سرمہ لگانے کے بعد تھوک یا رینٹھ میں سرمہ کا رنگ دکھائی دے تو بھی روزہ نہیں گیا، نہ مکروہ ہوا۔

مسئلہ: آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگر چہ دوا کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو۔

مسئلہ: خود بخود قے ہوگئی خواہ تھوڑی ہوئی ہو یا زیادہ یعنی منہ بھر کر ہوئی ہو پھر خواہ وہ منہ سے باہر نکل آئی ہو یا خود بخود حلق میں چلی گئی ہو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر اپنے اختیار سے قے کی ہو اور منہ بھر سے کم ہو پھر خواہ منہ سے باہر نکل آئی ہو یا خود بخود حلق کے اندر چلی گئی ہو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر کئی مجالس میں تھوڑی تھوڑی قے اپنے اختیار سے کی ہو یا ایک دفعہ صبح کو پھر دوپہر کو پھر شام کو قے کی ہو کہ اگر اس کو جمع کیا جائے تو منہ بھر ہونے کی مقدار کو پہنچ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: سونے کی حالت میں منی خارج ہونے سے جس کو احتلام کہتے ہیں روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی عورت کے دیکھنے

یا اس کا خاص حصہ دیکھنے سے یا صرف کسی بات کا خیال دل میں کرنے سے منی خارج ہوجائے جب بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

مسئلہ: عورت کا بوسہ لینا اور اس سے بغل گیر ہونا مکروہ ہے جب کہ انزال کا خوف ہو یا اپنے نفس کے بے اختیار ہوجانے کا اور اس حالت میں جماع کر لینے کا اندیشہ ہو۔اور اگر یہ خوف و اندیشہ نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔اگر انزال ہوگیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا، قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں (رحیمیہ)

مسئلہ: کسی عورت وغیرہ کے ہونٹ کا منہ میں لینا اور مباشرت فاحشہ یعنی خاص بدن کا برہنہ ملانا بغیر دخول کے ہر حال میں مکروہ ہے خواہ انزال اور جماع کا خوف ہو یا نہ ہو۔اور انزال ہوجائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا واجب ہوگی (عالمگیری)

مسئلہ: نہاتے ہوئے اگر پانی کان میں خود بخود چلا جائے یا کوئی خود کان میں پانی ڈال لے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہ اپنے اختیار سے باہر ہے۔البتہ قصداً پانی ڈالنے کی صورت میں احتیاطاً ایک روزہ قضا کر لینا بہتر ہے۔

5.5 وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹتا ہے اور قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں

وہ شخص جس میں روزہ فرض ہونے کی تمام شرائط پائی جاتی ہوں، رمضان کے اس روزہ میں جس کی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو جان بوجھ کر منہ کے ذریعے سے پیٹ میں کوئی ایسی چیز پہنچائے جو انسان کی دوا یا غذا میں ہوتی ہو یعنی اس کے استعمال سے کسی قسم کا جسمانی نفع یا لذت متصور ہو اور اس کے استعمال سے سلیم الطبع انسان کی طبیعت نفرت نہ کرتی ہو اگرچہ وہ بہت ہی قلیل ہو، حتیٰ کہ ایک تل کے برابر ہو، یا کوئی شخص جماع کرے یا کرائے، جماع میں خاص حصے کے سر کا داخل ہوجانا کافی ہے، منی کا خارج ہونا بھی شرط نہیں۔ان سب صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے مگر یہ بات شرط ہے کہ جماع ایسی عورت سے کیا جائے جو قابلِ جماع ہو۔

مسئلہ: روزے کے توڑنے سے کفارہ جب ہی لازم آتا ہے جب کہ رمضان میں روزہ توڑ ڈالے۔رمضان کے سوا کسی اور روزہ کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا اگرچہ وہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ: البتہ اگر اس رمضان کے روزے کی نیت رات سے نہ کی ہو یا کسی روزہ دار عورت نے جان بوجھ کر کچھ کھا پی لیا اور روزہ توڑ دیا۔اس کے بعد اسی دن اس کو حیض آ گیا تو اس پر کفارہ واجب نہ ہوگا۔اسی طرح اگر روزہ دار نے روزہ توڑ دیا پھر اسی دن بیمار ہوگیا تب بھی کفارہ نہ ہوگا۔

مسئلہ: جو لوگ حقہ، سگریٹ پینے کے عادی ہوں یا کسی نفع کی غرض سے پئیں روزہ کی حالت میں پینے سے ان پر کفارہ اور قضا دونوں واجب ہوں گے۔

مسئلہ: لوبان، اگر بتی وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: روزہ کی حالت میں مردہ کو دھونی وغیرہ دینے کا مسئلہ اس میں شامل نہیں ہے، یعنی اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، کیوں کہ وہاں پر دھونی دینا ہے، دھونی کا لینا نہیں ہے اور دھونی کا دینا الگ ہے۔

مسئلہ: کسی دوا کی بھاپ لینے یا تنگی تنفس میں انہیلر (Inhaler) استعمال کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

کفارے کا بیان

رمضان کا فرض اور ادا روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ بالترتیب یہ ہے:

1. کوئی غلام آزاد کرے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، مرد ہو یا عورت اور بالغ ہو یا نابالغ۔

2. اگر غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ ہو یا غلام میسر نہ ہو تو دو مہینے تک برابر لگاتار روزے رکھے۔ تھوڑے تھوڑے کر کے رکھنا درست نہیں۔ اگر کسی وجہ سے بیچ میں وہ ایک روزہ نہیں رکھے تو اب پھر سے دو مہینے کے روزے رکھے۔ ہاں جتنے روزے عورت کے حیض کی وجہ سے جاتے رہے ہوں وہ معاف ہیں۔ ان کے چھوٹ جانے سے کفارہ میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ لیکن پاک ہونے کے بعد فوراً پھر روزے رکھنا شروع کرے اور ساٹھ روزے پورے کرے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کے نفاس کی وجہ سے بیچ میں روزے چھوٹ گئے۔ پورے روزے لگاتار نہیں رکھ سکی تو بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ سب روزے پھر سے رکھے۔

مسئلہ: اگر دکھ بیماری کی وجہ سے بیچ میں کفارے کے کچھ روزے چھوٹ گئے تب بھی تندرست ہونے کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کرے۔

3. اگر وہ شخص کفارے کے روزے رکھنے پر قادر نہ ہو یعنی ایسا بیمار ہے جس کے اچھا ہونے کی امید نہیں رہی یا بہت بوڑھا ہے اس لیے وہ دو مہینے کے روزے لگاتار رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔

مسئلہ: لیکن اگر بعد میں صحت و تندرستی حاصل ہو جائے تو روزے رکھنے پڑیں گے۔

مسئلہ: ان مسکینوں میں اگر بعضے بالکل چھوٹے بچے ہوں تو جائز نہیں۔ ان بچوں کے بدلے اور مسکینوں کو پھر کھلائے البتہ بڑی عمر کے بچے ہوں یعنی جو بلوغت کے قریب ہوں تو جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کھانا نہ کھلائے بلکہ ساٹھ مسکینوں کو کچا اناج دے دے تو بھی جائز ہے ہر ایک مسکین کو صدقۂ فطر کے بقدر دے۔

مسئلہ: اگر اتنے اناج کی قیمت دے دے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کسی اور سے کہہ دیا کہ تم میری طرف سے کفارہ ادا کر دو اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو اور اس نے اس کی طرف سے کھانا کھلایا یا کچا اناج دے دیا تب بھی کفارہ ادا ہو گیا اور اگر بغیر اس کے کہے کسی نے اس کی طرف سے دے دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ: اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک صبح وشام کھانا کھلا دیا یا ساٹھ دن تک کچا اناج یا قیمت دیتا رہا تب بھی کفارہ صحیح ہوگیا۔

مسئلہ: اگر ساٹھ دن تک لگاتار کھانا نہیں کھلایا بلکہ بیچ میں کچھ دن ناغہ ہوگئے تو کچھ حرج نہیں یہ درست ہے۔

مسئلہ: اگر ساٹھ دن کا اناج حساب کرکے ایک فقیر کو ایک ہی دن دے دیا تو درست نہیں۔ اسی طرح ایک ہی فقیر کو ایک ہی دن اگر ساٹھ دفعہ کرکے دے دیا تب بھی ایک ہی دن کا ادا ہوا۔ 59 مسکینوں کو پھر دینا چاہیے۔ اسی طرح قیمت دینے کا بھی حکم ہے یعنی ایک دن میں ایک مسکین کو ایک روزے کے بدلے سے زیادہ دینا درست نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی فقیر کو صدقۂ فطر کی مقدار سے کم دے دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ: جماع کے علاوہ اور کسی سبب سے اگر کفارہ واجب ہوا اور ابھی ایک کفارہ ادا نہیں کیا تھا کہ دوسرا واجب ہوگیا تو ان دونوں کے لیے ایک ہی کفارہ کافی ہے، اگرچہ دونوں کفارے دو رمضانوں کے ہوں، البتہ جماع کے سبب سے جتنے روزے فاسد ہوئے، اگر وہ ایک ہی رمضان کے روزے ہیں تو ایک ہی کفارہ کافی ہے اور دو رمضان کے ہیں تو ہر ایک رمضان کا کفارہ علیحدہ دینا ہوگا اگرچہ ابھی پہلا کفارہ نہ ادا کیا ہو۔

مسئلہ: اگر ایک ہی رمضان کے دو تین روزے توڑ دیئے تو ایک کفارہ واجب ہے، البتہ یہ دونوں روزے ایک رمضان کے نہ ہوں تو الگ الگ کفارہ دینا پڑے گا۔

5.6 وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹتا ہے اور صرف قضا واجب ہوتی ہے

کفارہ اس وقت واجب ہوتا ہے جب روزہ توڑنے کا جرم کامل درجے میں پایا جائے اور اگر روزہ توڑنا کامل درجے کا نہ ہو تو کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ کامل درجہ نہ ہونے کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً:

1. جب کوئی چیز کھائی ہو یا پی ہو۔ قصداً نہ کھائی ہو بلکہ غلطی سے منہ میں چلی گئی ہو۔

مسئلہ: کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا اور قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ: کسی نے یہ خیال کرکے کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی کچھ کھا پی لیا جب کہ وہ روزے کی نیت کرچکا تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس وقت صبح صادق ہوچکی تھی تو اس پر صرف قضا ہوگی کفارہ نہیں ہوگا کیونکہ اس کا روزہ توڑنے کا ارادہ نہیں تھا۔ اسی طرح کسی نے یہ گمان کرکے کہ سورج غروب ہوگیا ہے۔ روزہ افطار کرلیا پھر یہ پتہ چلا کہ اس وقت سورج غروب نہیں ہوا تھا تو صرف قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ: غروب سے قبل اذان سن کر افطار کردیا تو اگر اذان کے صحیح وقت پر ہونے کا ظن غالب تھا تو صرف قضا واجب ہے کفارہ نہیں اور اگر شبہ تھا تو کفارہ بھی واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ)

2. زبردستی حلق میں ڈال دی گئی ہو۔

مسئلہ: روزہ دار کے حلق میں زبردستی پانی یا کوئی چیز ڈال دی گئی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا البتہ صرف قضا واجب ہوگی۔

3. قصداً کھائی ہو لیکن

(3.1) اضطراب اور لاچاری کی حالت میں کھائی ہو۔

مسئلہ: جن اسباب سے روزہ توڑ دینا جائز ہے (ان کا بیان آگے آ رہا ہے) اگر ان میں سے کسی بھی سبب سے روزہ توڑا تو صرف قضا واجب ہوگی۔

(3.2) ایسی چیز ہو جس کو غذا یا دوا یا عادت کے طور پر نہ کھاتے ہوں۔

مسئلہ: سحری کھانے میں جو گوشت یا کوئی اور چیز دانتوں کے درمیان رہ گئی تھی روزہ میں اس کو دانتوں کے درمیان سے نکال کر منہ کے اندر سے نگل لیا جب کہ وہ چنے کی مقدار کے برابر یا اس سے زائد ہو۔

مسئلہ: منہ سے خون نکلتا ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ البتہ اگر خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: نکسیر کا خون حلق سے پیٹ میں چلا جائے تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: اگر آنکھ سے آنسو نکلے اور روزہ دار کے منہ میں داخل ہو جائے۔ اگر ایک دو قطرے ہوں تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اتنے سے بچنا ممکن نہیں اور اگر زیادہ ہوں کہ ان کی نمکینی اپنے سارے منہ میں پاتا ہو اور پھر ان کو نگل جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ یہی حکم پسینہ کا ہے۔

4. عام مروجہ طریقے کے خلاف اس کو استعمال کیا ہو۔

مسئلہ: کچا چاول یا گوندھا ہوا آٹا یا خشک آٹا کھایا تو صرف قضا واجب ہوگی۔

5. منہ کے علاوہ کسی اور راستہ سے کسی شے کو پیٹ میں لے جائے۔

مسئلہ: جو چیز ناک کے راستہ پیٹ میں پہنچے اس سے صرف قضا واجب ہوتی ہے۔

مسئلہ: کسی شخص نے حقنہ (Enema) کرایا یعنی اس کے ذریعے کوئی دوا یا پانی یا تیل وغیرہ مقعد میں چڑھایا اور وہ مقام حقنہ تک جو مقعد سے چار انگل اوپر ہے پہنچ گئی تو روزہ ٹوٹ گیا اور صرف قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ: اگر کسی روزہ دار کی کانچ (پاخانے کی آنت) باہر نکل آئی اور اس نے اس کو دھویا۔ اگر وہ اس کو خشک کرنے سے پہلے کھڑا ہو گیا تو روزہ ٹوٹ گیا ورنہ نہیں کیونکہ جو پانی اس کے باہر نکلے ہوئے حصے کو لگ گیا ہے وہ آنت کے اندر جانے سے پہلے خشک کرنے سے زائل ہو گیا ہے۔ لہذا جب کسی روزہ دار کی کانچ باہر نکل آئے تو جب تک وہ اس کو کپڑے سے نہ پونچھ لے کھڑا نہ ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص (علاج وغیرہ کے سلسلہ میں) مقعد کے سوراخ سے کوئی چیز داخل کرے تو روزہ اس وقت ٹوٹتا ہے جب وہ حقنہ کے مقام تک پہنچ جائے جو تقریبا چار انگل کی مقدار پر ہوتی ہے۔ بواسیری مسے اگر باہر آجائیں اور ان کو دھونے کے بعد اندر کر لیا یا وہ خود بخود اندر چلے گئے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ وہ مقام حقنہ سے نیچے ہوتے ہیں۔

6. جوف معدہ کے علاوہ کسی اور جوف میں شے داخل ہو۔

مسئلہ: عورت کو روزہ میں شرمگاہ کی جگہ کوئی دوا رکھنا یا تیل وغیرہ کوئی چیز ڈالنا درست نہیں۔ اگر کسی نے دوا رکھ لی تو روزہ جاتا رہا۔ قضا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی ضرورت سے لیڈی ڈاکٹر یا دائی نے روزہ دار عورت کی شرمگاہ میں انگلی ڈالی یا خود عورت نے اپنی انگلی ڈالی پھر ساری انگلی یا تھوڑی سی انگلی نکالنے کے بعد اندر کر دی تو چونکہ پہلی دفعہ اندر کرنے سے انگلی پر کچھ اندرونی رطوبت لگ گئی تھی اور جب دوبارہ انگلی اندر کی تو وہ رطوبت باہر آ چکی تھی اس کو دوبارہ اندر کیا لہذا روزہ جاتا لیکن کفارہ واجب نہیں اور اگر نکالنے کے بعد انگلی پھر اندر نہیں کی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ ہاں اگر انگلی پر پہلے ہی سے پانی یا ویزلین لگی ہو تو پہلی مرتبہ اندر کرنے روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: رحم کی صفائی کے وقت رحم کشادہ کرنے کے لیے جو آلات (Dilators) استعمال کیے جاتے ہیں ان کو ویزلین لگا کر داخل کیا گیا تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر ان کو خشک داخل کیا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا لیکن اگر خشک داخل کر کے باہر نکالا اور اچھی طرح پونچھے بغیر دوبارہ داخل کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اندرونی معائنہ کے مختلف آلات مثلاً برانکوسکوپ اور گیسٹروسکوپ اور پیشاب کی نالی اور معدہ صاف کرنے کی نالی (Ryles Tube) وغیرہ پر چونکہ کچھ تیل اور چکناہٹ لگا کر استعمال کیا جاتا ہے لہذا ان کے داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ: رحم پورا یا اس کا کچھ حصہ باہر نکل آئے۔ پھر اس کو کچھ دوا یا پانی وغیرہ لگا کر اندر کیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: کان میں تیل یا دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (جدید طبی تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ کان سے حلق یا دماغ تک کوئی کھلا سوراخ نہیں کہ جس سے کان میں ڈالی گئی دوا یا تیل دماغ یا حلق میں پہنچ جائے اور قدیم فقہ کی کتابوں میں روزہ فاسد ہونے کی بنیاد یہی سمجھی گئی تھی، مگر اب جب کہ یہ معلوم ہو گیا کہ راستہ نہیں تو فساد صوم کا حکم بھی نہ ہوگا)

7. خود منہ بھر کر قے کرنا۔

مسئلہ: روزہ یاد ہوتے ہوئے خود اپنے ارادے سے منہ بھر کر قے کی (خواہ کسی غرض سے کسی طبیب نے مریض کو قے کرائی ہو) تو اس کا روزہ اسی سے ٹوٹ جاتا ہے۔

ان دونوں صورتوں میں صرف قضا واجب ہوتی ہے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ منہ بھر کر تے ہونے کی حد یہ ہے کہ اس کو تکلیف و مشقت کے بغیر منہ میں روکنا ممکن نہ ہو۔

مسئلہ: ایک ہی مجلس میں کئی بار قصداً تے کی اور وہ سب مل کر منہ بھر ہونے کی مقدار تھی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

8. روزہ توڑنے سے پہلے یا بعد میں ایسا عذر لاحق ہوا جس میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

مسئلہ: کسی روزہ دار نے جان بوجھ کر اپنا روزہ توڑ دیا پھر اسی دن اس کو قدرتی طور سے مرض لاحق ہوا یا عورت تھی تو اس کو حیض یا نفاس جاری ہوا تو اس سے کفارہ ساقط ہو جائے گا اور صرف قضا لازم ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اسی دن قدرتی عذر لاحق ہو گیا تو معلوم ہوا کہ اس کا روزہ تو ٹوٹنا ہی تھا اور اس نے ایسا روزہ توڑا جو ٹوٹنے ہی والا تھا اور ظاہر ہوا کہ روزہ توڑنے کا جرم کامل نہیں تھا۔

مسئلہ: روزہ توڑ کر کوئی سفر پر نکل جائے تو اس سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا کیونکہ سفر قدرتی عذر نہیں ہے بلکہ اپنے اختیار کی چیز ہے۔

مسئلہ: مقیم نے رمضان کا روزہ رکھا پھر دن میں سفر پر روانہ ہو گیا تو اس کو اس دن کا روزہ توڑنا جائز نہیں لیکن اگر وہ روزہ توڑ دے تو چونکہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے اس لیے اگر روزہ توڑے گا تو جرم کامل نہیں ہوگا اور صرف قضا لازم ہوگی۔

9. جہاں روزہ ٹوٹنے کا شبہ ہوا گرچہ حقیقت میں روزہ نہ ٹوٹا ہو تو عمداً کھانے پینے سے صرف قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہیں ہوگا کیونکہ اس نے یہ خیال کر کے عمداً کھایا پیا ہے کہ اس کا روزہ ٹوٹ چکا ہے اور اس طرح سے جرم کامل نہیں ہوا۔

مسئلہ: کسی نے بھولے سے کچھ کھا لیا اور یوں سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا۔ اس وجہ سے پھر قصداً کچھ کھا لیا تو اب روزہ جاتا رہا۔ فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں اور اگر مسئلہ جانتا ہو اور پھر بھول کر ایسا کرنے کے بعد عمداً افطار کر دے اور کچھ کھا پی لے تو اس وقت بھی صرف قضا ہی ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کو بے اختیار تے ہوئی یا احتلام ہو گیا یا کسی عورت کی طرف دیکھنے سے انزال ہو گیا اور سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس گمان پر پھر قصداً کھا لیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ: ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم ہوتی ہے، پھر یہ بھی واضح رہے کہ یہ فعل بہت برا ہے، اس پر لعنت بھیجی گئی ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ: رمضان کے مہینے میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں۔ سارے دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔

مسئلہ: کسی نے رمضان میں روزے کی نیت ہی نہیں کی اس لیے کھاتا پیتا رہا۔ اس پر کفارہ واجب نہیں۔ کفارہ جب ہے کہ نیت

کر کے توڑ دے۔

مسئلہ: اگر کسی نے شامت اعمال سے روزہ نہ رکھا تو اور لوگوں کے سامنے کچھ نہ کھائے نہ پیئے نہ یہ ظاہر کرے کہ میرا آج روزہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ گناہ کر کے اس کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے اگر سب سے کہہ دے گا تو دوہرا گناہ ہوگا، ایک تو روزہ نہ رکھنے کا دوسرا گناہ ظاہر کرنے کا۔

مسئلہ: جب لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے لائق ہو جائیں تو ان کو بھی روزہ رکھنے کا حکم کرے اور جب دس برس کے ہو جائیں تو مار کر روزہ رکھوائے اگر سارے روزے نہ رکھ سکے تو جتنے رکھ سکے رکھوائے۔

مسئلہ: اگر نابالغ لڑکا لڑکی روزہ رکھ کے توڑ ڈالے تو اس کی قضا نہ رکھوائے البتہ اگر نماز کی نیت کر کے توڑ دے تو اس کو دہرائے۔

روزہ توڑ دینے کا بیان

مسئلہ: اچانک ایسا بیمار پڑ گیا کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو جان پر بن جائے گی یا بیماری بہت بڑھ جائے گی تو روزہ توڑ دینا درست ہے جیسے دفعتہً پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ بے تاب ہو گیا یا سانپ نے کاٹ لیا تو دوائی پی لینا اور روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔ لیکن اگر انجکشن کے ذریعے علاج ممکن ہو تو حتی الوسع روزہ نہ توڑے بلکہ انجکشن لگوائے۔

مسئلہ: حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آ گئی جس سے اپنی جان کا یا بچے کی جان کا ڈر ہے تو روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔

مسئلہ: کوئی مشقت کا کام کرنے کی وجہ سے بے حد پیاس لگ گئی اور اتنی بے تابی ہوئی کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ کھول ڈالنا درست ہے لیکن اگر خود اس نے قصداً ایسا کام کیا جس سے ایسی حالت ہو گئی تو گناہ ہوگا۔ مگر روزہ کھولنا ایسی حالت میں بھی درست نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی پیشہ ور کو اپنا خرچہ کمانے کے لیے روزہ کے ساتھ اپنے کام میں مشغول ہونے سے ایسی بیماری وضرر کا خوف ہو جس سے روزہ توڑ دینا جائز ہو جائے تو اس کو بیمار ہونے سے پہلے روزہ توڑنا حرام ہے۔

مسئلہ: کام کی وجہ سے روزے چھوڑنا شرعاً جائز نہیں، البتہ مالکوں کو حکم دیا گیا ہے کہ رمضان المبارک میں مزدوروں اور کارکنوں کا کام ہلکا کر دیں۔

مسئلہ: اگر شدت پیاس وغیرہ سے ہلاکت یا مرض کا اندیشہ تھا اس وجہ سے روزہ توڑ دیا تو کفارہ نہیں ہے صرف قضا ہے۔

مسئلہ: امتحان کے عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔

5.7 جن وجوہات سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے ان کا بیان

(1) بیماری (2) سفر (3) عورتوں کے اعذار (4) بڑھاپا

(1) بیماری

مسئلہ: اگر ایسا بیمار ہے کہ روزہ نقصان کرتا ہے اور یہ ڈر ہے کہ اگر روزہ رکھا تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر میں اچھا ہوگا یا جان جاتی رہے گی تو روزہ نہ رکھے جب اچھا ہو جائے تو اس کی قضا رکھ لے لیکن فقط اپنے دل میں ایسا خیال کر لینے سے روزہ چھوڑ دینا درست نہیں ہے بلکہ جب کوئی مسلمان دین دار حکیم یا طبیب کہہ دے کہ روزہ تم کو نقصان کرے گا تب چھوڑنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر حکیم یا ڈاکٹر کافر ہے یا شرع کا پابند نہیں ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہیں ہے فقط اس کے کہنے سے روزہ نہ چھوڑے۔

مسئلہ: اگر حکیم نے کہا یا خود اپنا تجربہ ہے یا کچھ ایسی نشانیاں معلوم ہوئیں جن کی وجہ سے دل گواہی دیتا ہے کہ روزہ نقصان کرے گا تب بھی روزہ نہ رکھے اور اگر خود بھی تجربہ کار نہ ہو اور اس بیماری کا کچھ حال معلوم نہ ہو تو فقط خیال کا اعتبار نہیں۔ اگر وہ طبیب جو خود دین کا پابند ہو یا کم از کم نماز روزے میں دین کا پابند ہو اس کے بتائے بغیر یا اپنے تجربے کے بغیر محض اپنے خیال ہی سے رمضان کا روزہ توڑے گا تو کفارہ دینا پڑے گا اور اگر روزہ نہ رکھے گا تو گناہ گار ہوگا۔

مسئلہ: اگر بیماری سے اچھا ہو گیا لیکن ابھی ضعف باقی ہے اور غالب گمان یہ ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار پڑ جائے گا تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر بیماری میں دس روزے گئے تھے پھر پانچ دن اچھا رہا۔ اور اس کے بعد انتقال ہو گیا لیکن قضا روزے نہیں رکھے تو پانچ روزے تو معاف ہیں فقط پانچ روزوں کی قضا صحت ملنے کے باوجود نہ رکھنے پر پکڑا جائے گا اور اگر پورے دس دن اچھا رہا تو پورے دسوں دنوں کی پکڑ ہوگی۔ اس لیے ضروری ہے کہ جتنے روزوں کا مواخذہ اس پر ہونیوالا ہے اتنے روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کر جائے جب کہ اس کے پاس مال ہو۔

(2) سفر

مسئلہ: اگر کوئی سفر میں ہو تو اس کو بھی درست ہے کہ روزہ نہ رکھے پھر کبھی اس کی قضا رکھ لے۔

مسئلہ: سفر میں اگر روزے سے کوئی تکلیف نہ ہو جیسے ریل پر سوار ہے اور یہ خیال ہے کہ شام تک گھر پہنچ جاؤں گا یا اپنے ساتھ سب راحت و آرام کا سامان موجود ہے تو ایسے وقت سفر میں بھی روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور اگر روزہ نہ رکھے بلکہ قضا رکھ لے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ ہاں رمضان کے روزے کی جو فضیلت ہے اس سے محروم رہے گا اور اگر راستہ میں روزہ کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی

ہوتو ایسے وقت روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

مسئلہ: اگر راستے میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گیا تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں کیونکہ شرع سے اب وہ مسافر نہیں رہا البتہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہوتو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

مسئلہ: سفر میں روزہ نہ رکھنے کا ارادہ تھا لیکن دوپہر سے ایک گھنٹہ (نصف النہار شرعی) سے پہلے ہی گھر پہنچ گیا یا ایسے وقت میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے کہیں پڑ گیا اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو اب روزہ کی نیت کرلے۔

مسئلہ: جو شخص صبح صادق کے وقت سفر میں نہ ہو اپنے گھر میں ہو اس کے لیے روزہ چھوڑنا جائز نہیں اگر چہ دن میں سفر کا پختہ ارادہ ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی دن کو مسلمان ہو یا دن کو جوان ہو، تو اب دن بھر کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے اور اگر کچھ کھالیا تو اس روزہ کی قضا رکھنی بھی نئے مسلمان اور نئے جوان کے ذمہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر بیماری سے اچھا نہیں ہوا اسی میں مرگیا یا ابھی گھر نہیں پہنچا سفر ہی میں مرگیا تو جتنے روزے بیماری کی وجہ سے یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہیں آخرت میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ قضا رکھنے کی مہلت اس کو ابھی نہیں ملی تھی۔

(3) عورتوں کے اعذار

مسئلہ: حاملہ عورت اور دودھ پلانیوالی عورت کو جب اپنی جان یا بچہ کی جان کے ڈر کا غلبہ ہوتو روزہ نہ رکھے پھر کبھی قضا رکھ لے لیکن اگر شوہر مال دار ہے کہ کوئی انا رکھ کر دودھ پلوا سکتا ہے تو دودھ پلانے کی وجہ سے ماں کو روزہ چھوڑ دینا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ ایسا بچہ ہے کہ سوائے اپنی ماں کے کسی اور کا دودھ نہیں پیتا ہے تو ایسے وقت ماں کا روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کو حیض آ گیا یا بچہ پیدا ہوا اور نفاس ہوگیا تو حیض ونفاس رہنے تک روزہ رکھنا درست نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت رات کو پاک ہوگئی تو اب صبح روزہ نہ چھوڑے۔ اگر رات کو نہ نہائی ہو تب بھی روزہ رکھ لے اور صبح کو نہا لے اور اگر صبح ہونے کے بعد پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد روزہ کی نیت کرنا درست نہیں لیکن کھانا پینا بھی درست نہیں ہے اب دن بھر روزہ داروں کی طرح رہنا چاہیے۔

5.8 فدیہ کا بیان

مسئلہ: جس کو اتنا بڑھاپا ہوگیا کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا ایسا بیمار ہے کہ اب اچھا ہونے کی امید نہیں نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر غلہ دے دے یا ہر روزہ کے بدلے صبح وشام پیٹ بھر کے اس کو کھانا دے۔ شرع میں اس کو فدیہ کہتے ہیں اور یہ دینا واجب ہے۔ اور غلہ کے بدلے میں اسی قدر غلہ کی قیمت دے دے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ: وہ گیہوں اگر تھوڑے تھوڑے کر کے کئی مسکینوں کو بانٹ دے تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ: پھر اگر کبھی طاقت آ گئی یا بیماری سے اچھا ہو گیا تو سب روزہ قضا رکھنے پڑیں گے اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔

مسئلہ: کسی کے ذمہ کئی روزے قضا تھے اور مرتے وقت وصیت کر گیا کہ میرے روزوں کے بدلے فدیہ دے دینا تو اس کے مال میں سے اس کا ولی یہ فدیہ دے دے اور کفن دفن اور قرض ادا کر کے جتنا مال بچے اس کی تہائی میں سے اگر سب فدیہ نکل آئے تو دینا واجب ہے۔ اگر سب فدیہ نہ نکلے تو جس قدر نکلے اتنا نکال دے۔

مسئلہ: اگر اس نے وصیت نہیں کی مگر ولی نے اپنے مال میں سے فدیہ دے دیا تب بھی خدا سے امید رکھے کہ شاید قبول کر لے اور اب روزوں کا مواخذہ نہ کرے گا اور بغیر وصیت کے خود مردے کے مال میں سے فدیہ دینا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر تہائی مال سے زیادہ ہو جائے تو باوجود وصیت کے بھی زیادہ دینا سب وارثوں کی رضامندی کے بغیر جائز نہیں۔ ہاں اگر سب وارث خوشی سے راضی ہو جائیں تو دونوں صورتوں میں فدیہ دینا درست ہے لیکن نابالغ وارث کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں۔ بالغ وارث اپنا حصہ جدا کر کے اس میں سے دے دیں تو درست ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی معذور اپنے عذر کی حالت میں مر جائے تو اس پر ان روزوں کے فدیہ کی وصیت کرنا واجب نہیں ہے جو اس کے عذر کی وجہ سے فوت ہوئے ہیں اور نہ اس کے وارثوں پر یہ واجب ہوگا کہ وہ فدیہ ادا کریں، خواہ عذر بیماری کا ہو یا سفر کا یا اور کوئی شرعی عذر ہو، ہاں اگر کوئی اس حال میں انتقال کرے کہ اس کا عذر ختم ہو چکا تھا اور وہ قضا روزہ رکھ سکتا تھا، مگر اس نے قضا روزے نہیں رکھے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان دنوں کے روزوں کا فدیہ کی وصیت کر جائے، جن میں مرض سے نجات پا کر صحت مند رہا تھا یا سفر پورا کر کے مقیم تھا اور یا جو بھی عذر ہو وہ زائل ہو چکا تھا۔ (درمختار)

مسئلہ: اگر کسی کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور وصیت کر کے مر گیا کہ میری نمازوں کے بدلے فدیہ دے دینا تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: ہر وقت کی نماز کا اتنا ہی فدیہ ہے جتنا ایک روزہ کا فدیہ ہے۔ اس حساب سے دن رات کی پانچ فرض اور ایک وتر چھ نمازوں کا ایک چھٹانک کم پونے گیارہ سیر گیہوں دے البتہ اگر احتیاطاً پورے بارہ سیر دے دے تو بہتر ہے۔

مسئلہ: فدیہ واجبہ کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں، اس میں محتاج و مفلس کو مالک بنانا ضروری ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

مسئلہ: اگر ولی مردے کی طرف سے قضا روزے رکھ لے یا اس کی طرف سے قضا نمازیں پڑھ لے تو یہ درست نہیں میت کے ذمہ سے نہ اتریں گی۔

مسئلہ: رمضان شروع ہونے سے پہلے فدیہ دینا درست نہیں البتہ رمضان شروع ہونے کے بعد آئندہ ایام کا فدیہ بھی اکٹھا

دے سکتے ہیں۔

مسئلہ: جو شخص روزہ بھی نہ رکھ سکتا ہو اور اس کے پاس فدیہ ادا کرنے کے لیے بھی کچھ نہ ہو، وہ صرف استغفار کرے اور نیت رکھے کہ جب بھی اس کو گنجائش میسر آئے گی، وہ روزوں کا فدیہ ادا کرے گا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

5.9 مسائل تراویح

وقت

مسئلہ: نماز تراویح کا وقت عشاء کے فرضوں کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے۔ نماز عشاء سے پہلے اگر تراویح پڑھی جائیگی تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا۔ فرضوں کے بعد تراویح دوبارہ پڑھنی ہوں گی۔ (محمودیہ)

مسئلہ: تراویح عشاء کے تابع ہیں، لہذا جیسے اگر کوئی شخص عشاء سے پہلے تراویح پڑھ لے تو تراویح نہیں ہوگی، اسی طرح اگر عشاء کے فرض فاسد ہو جائیں اور منفرد یا امام تراویح پڑھ چکا ہے تو فرضوں کے لوٹانے کے ساتھ ساتھ تراویح بھی لوٹائی جائیں گی خواہ تمام تراویح پڑھ چکا ہو یا بعض، البتہ وتر کے لوٹانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ عشاء کے تابع نہیں ہیں (ہندیہ و کبیری)

مسئلہ: تراویح کی جماعت عشاء کی جماعت کے تابع ہے (لہذا عشاء کی جماعت سے پہلے تراویح جائز نہیں) اور جس مسجد میں عشاء کی جماعت نہیں ہوئی وہاں پر تراویح کو بھی جماعت سے پڑھنا درست نہیں۔ (فتاوی محمودیہ)

مسئلہ: کوئی شخص ایسے وقت میں مسجد میں آیا جب عشاء کی نماز ہو چکی تھی اور تراویح ہو رہی تھی تو اس کو چاہیے کہ پہلے عشاء کی نماز یعنی چار فرض اور دو سنت پڑھے اور پھر تراویح میں شریک ہو، کیونکہ تراویح عشاء کے فرض کے تابع ہے۔ اور اس دوران میں جو تراویح کی رکعات رہ جائیں انہیں دو تر ویحوں کے درمیان جلسہ استراحت کے وقت پوری کر لے، اگر موقع نہ ملے تو وتر پڑھنے کے بعد پڑھے۔ (ہندیہ)

مسئلہ: تراویح کی نیت یوں کرنی چاہیے "یا اللہ! آپ کی رضا کے لیے تراویح پڑھتا ہوں" یا "یا اللہ! اس وقت کی سنت ادا کرتا ہوں" یا "رمضان المبارک کے قیام لیل کی نماز ادا کرتا ہوں" یا "امام کی اقتداء میں تراویح پڑھ رہا ہوں" یا "یا اللہ! امام جو نماز پڑھا رہا ہے میں بھی وہی نماز ادا کرتا ہوں۔" ان میں سے جو بھی نیت کی جائے تراویح ادا ہو جائیں گی۔ (خانیہ)

مسئلہ: اگر امام مسجد خود تراویح پڑھانا چاہیں تو تراویح میں امامت کا حق انہی کو ہے اور اگر وہ کسی اور کو مقرر کر لیں تو امام مسجد کی اجازت سے وہ بھی تراویح پڑھا سکتے ہیں۔ البتہ امام مسجد کی اجازت کے بغیر کسی اور کو حق حاصل نہیں (فتاوی دارالعلوم دیوبند)

مسئلہ: نابالغ کو تراویح کے لیے امام بنانا درست نہیں اگر چہ وہ قریب البلوغ ہی کیوں نہ ہو البتہ اگر نابالغ نابالغوں ہی کی امامت

کرے تو یہ جائز ہے (درمختار، خانیہ)

مسئلہ: لڑکا بالغ ہوگیا مگر ابھی تک داڑھی نہیں نکلی اگر وہ خوبصورت ہے اور اس کو نگاہِ شہوت سے لوگوں کے دیکھنے کا احتمال ہے، تب تو اگر وہ حافظ یا طالب علم بھی ہو، تب بھی اس کی امامت مکروہ ہے اور اگر یہ بات نہیں ہے صرف عوام کی ناپسندیدگی ہے تو اگر وہ سب مقتدیوں سے علم وقرآن میں اچھا ہوتو اس کی امامت مکروہ نہیں ہے۔ (امدادالفتاوی)

مسئلہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے (جو آگے آرہی ہے) داڑھی کا چھوڑنا اور زیادہ کرنا اور مونچھوں کا کتروانا اور کم کرنا ثابت ہے اور داڑھی جبکہ ایک مٹھی سے کم ہوتو اس کا منڈوانا یا کتروانا شرعاً بالکل ناجائز ہے۔ لہذا جو حفاظ ایک مٹھی سے کم داڑھی کو منڈواتے یا کترواتے ہیں وہ ارتکاب حرام کی وجہ سے فاسق ہیں (خواہ دوسری باتوں میں کتنے ہی نیک ہوں مگر ان باتوں سے یہ فسق ختم نہیں ہوسکتا) اور فاسق کے پیچھے تراویح پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، یعنی حرام کے قریب ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔ ہر مسجد کی انتظامیہ کا فرض ہے کہ اچھی طرح دیکھ بھال کر تراویح کے لیے حفاظ مقرر کرے، اس میں قرابت داری یا باہمی تعلقات کی رعایت کر کے فاسق کو امام مقرر کرنا جائز نہیں ہے، جو انتظامیہ ایسا کرے گی وہ گنہگار ہوگی اور لوگوں کی نماز خراب کرنے کا وبال بھی انہی پر ہوگا۔ لہذا تراویح کے لیے ایسا حافظ منتخب کریں جو ظاہراً بھی باشرع اور متقی اور پرہیزگار ہو۔ ''عن ابن عمر رضي الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خالفوا المشركين او فروا اللحى و احفوا الشوارب و في رواية انهكوا الشوارب و اعفوا اللحى، متفق عليه'' (مشکوۃ شریف صفحہ 380)

البتہ اگر کوئی حافظ داڑھی منڈوانے یا کتروانے کے گناہ سے سچے دل کے ساتھ توبہ کرلے اور آثار وقرائن سے نمازیوں کو یا انتظامیہ کو اس کی توبہ پر اطمینان ہوتو بعد توبہ صادقہ کے اس کو تراویح میں امام بنالینا درست ہے۔

مسئلہ: تراویح میں کلام پاک پڑھنے کی اجرت خواہ مشروط ہو یا معروف ہو، جیسا کہ عام طور پر رائج ہے کہ کسی نہ کسی عنوان سے لینا دینا لازم سمجھا جاتا ہے، اور حفاظ بھی ایسی جگہ کی تلاش میں ہوتے ہیں جہاں زیادہ ملنے کی امید ہو، حتیٰ کہ اگر دوسرے شہر جانا پڑے تو اس کو بھی برداشت کرتے ہیں، اور اگر کسی جگہ کچھ ملنے کی امید نہ ہوتو وہاں نہیں جاتے، بلانے پر بھی عذر کردیتے ہیں، اور اگر زبان سے نہ کہیں مگر دل میں ملنے یا لینے کی نیت ہوتی ہے تو ان سب صورتوں میں ہدیہ، چندہ اور اعانت کے عنوان سے جو کچھ نقدی یا جوڑا دیا جاتا ہے، ان کا لینا حرام ہے، کیونکہ قرآن کریم پڑھنا عبادت ہے اور عبادت پر اجرت لینا حرام ہے۔

بعض حضرات اس کو اذان واقامت اور تعلیم ووعظ پر قیاس کر کے جائز کہتے ہیں، مگر ان کا یہ قیاس غلط ہے کیونکہ اصل مسئلہ ان میں بھی عدم جواز ہی کا ہے مگر متاخرین فقہاء نے ضروریات شرعی کی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور تراویح میں قرآن سنانا ضروریات دین میں سے نہیں ہے، لہذا اس کی اجرت حرام رہے گی۔ (امدادالفتاوی صفحہ 290 جلد 1 میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی گئی ہے)

لہذا اگر خالص لوجہ اللہ تراویح پڑھانے والا حافظ نہ ملے تو تراویح "اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ" سے پڑھ لی جائیں۔

اگر کسی حافظ نے خالص اللہ کی رضا کے لیے قرآن سنایا اور معروف یا مشروط طور پر کچھ نہ ٹھہرایا اور نہ لینے کا کوئی ارادہ تھا، پھر اتفاق سے چپکے سے کسی نے کچھ پیش کر دیا تو اس کا لینا درست ہے۔ یہ اجرت کے حکم میں داخل نہیں ہے۔

جماعت اور اقتداء

مسئلہ: تراویح مسجد میں باجماعت پڑھنا سنت کفایہ ہے یعنی مسجد میں اگر تراویح کی جماعت نہ ہو اور تمام اہل محلہ تراویح کی جماعت کو چھوڑ دیں تو تمام اہل محلہ گنہگار رہوں گے اور تارکین سنت بھی، اور اگر بعض نے باجماعت مسجد میں اور بعض نے باجماعت گھر میں ادا کی تو ترک سنت کا گناہ تو نہ ہوگا مگر گھر میں تراویح پڑھنے والے مسجد کی فضیلت عظمیٰ اور جماعت مسجد کی فضیلت اعلیٰ سے محروم رہیں گے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ تراویح کی جماعت سنت کفایہ نہیں ہے بلکہ ہر ہر شخص پر جماعت سے تراویح پڑھنا مستقل سنت ہے، لہذا اگر کوئی شخص جماعت چھوڑ دے چاہے مسجد ہی میں تراویح ادا کر لے پھر بھی ترک سنت کا گناہ ہوگا (شامی و کبیری)

امداد الفتاویٰ میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مصالحِ دین کے پیش نظر اسی قولِ ثانی پر فتویٰ ہونا چاہئے۔ اس لیے پورے اہتمام کے ساتھ مسجد میں جماعت کے ساتھ تراویح ادا کرنی چاہئے اور بلاضرورت گھر میں تراویح کی جماعت کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

مسئلہ: گھر پر تراویح کی جماعت کرنے سے بھی جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی اور جماعت سے تراویح پڑھنے کی سنت بھی ادا ہو جائے گی لیکن مسجد میں پڑھنے کا جو ستائیس درجہ ثواب ہے وہ نہیں ملے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ کبیری صفحہ 384)

مسئلہ: ایک شخص تراویح پڑھ چکا ہے، امام بن کر یا مقتدی ہو کر، اب اسی شب میں اس کو امام بن کر تراویح پڑھانا درست نہیں، البتہ دوسری مسجد میں اگر تراویح کی جماعت ہو رہی ہو تو وہاں جا کر (بہ نیت نفل) جماعت میں شریک ہونا بلاکراہت جائز ہے۔ (کبیری صفحہ 389)

مسئلہ: ایک امام کے پیچھے فرض اور دوسرے کے پیچھے تراویح اور وتر پڑھنا بھی جائز ہے (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ کبیری)

مسئلہ: عورتوں کی جماعت کے بارے میں اصل حکم یہی ہے کہ ان کی جماعت مکروہ تحریمی ہے اگر چہ تراویح میں ہو، اس لیے عورتوں کو تراویح اور وتر کی نماز بغیر جماعت کے الگ الگ پڑھنی چاہئے۔ البتہ جو عورت قرآن کریم کی حافظ ہو اور تراویح میں سنائے بغیر حفظ رکھنا مشکل ہو اور بھولنے کا قوی اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں عورتوں کی جماعت تراویح میں حافظ عورت کو قرآن کریم سنانے کی کوئی تصریح تو نہیں ملی، لیکن حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ بلاتداعی (بغیر اعلان کے) صرف گھر کی خواتین کو حافظ عورت کے قرآن کریم کی یادداشت محفوظ رکھنے کی غرض سے اس شرط کے ساتھ اجازت دیا کرتے تھے کہ حافظ عورت کی آواز گھر سے باہر نہ جائے اور تداعی سے پرہیز کیا جائے۔ تداعی سے پرہیز کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اندر دو باتیں پائی

جائیں۔ ایک یہ کہ اس کے لیے باقاعدہ اہتمام کر کے خواتین کو نہ بلایا جائے۔ دوسری یہ کہ اگر چہ اہتمام سے خواتین کو نہیں بلایا، لیکن اقتداء کرنے والی خواتین کی تعداد امام خاتون کے علاوہ دو یا تین سے زیادہ نہ ہو نیز حافظ خاتون کی اگر صرف ایک ہی خاتون مقتدی ہو اور دونوں برابر کھڑی ہوں تو اس میں کچھ کراہت نہیں۔ بہر حال، جہاں تک ہو سکے حافظ کو بھی تراویح کی جماعت سے پرہیز کرنا چاہئے، البتہ بوقت ضرورت شرائط مذکورہ کے ساتھ مذکورہ گنجائش پر عمل کر سکتی ہیں۔ (از فقہی رسائل طحطاوی علی الدر)

مسئلہ: اگر مسبوق نے امام کے ساتھ یا امام سے کچھ پہلے بھول کر سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر امام کے لفظ السلام کہنے کے بعد سلام پھیرا ہے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط)

مسئلہ: مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لیے اس وقت تک نہ اٹھے جب تک کہ امام کی نماز ختم ہونے کا یقین نہ ہو جائے (محیط) کیونکہ بعض دفعہ امام سجدہ سہو کے لیے سلام پھیرتا ہے اور مسبوق اس کو ختم کا سلام سمجھ کر اپنی نماز پوری کرنے کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں فوراً لوٹ کر امام کے ساتھ شریک ہو جانا چاہئے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایسے وقت میں آیا کہ امام رکوع میں تھا، یہ فوراً تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں شریک ہوا اور جیسے ہی امام نے رکوع سے سر اٹھالیا، پس اگر سیدھا کھڑا ہونے کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں گیا تھا اور رکوع میں جھکنے سے پہلے پہلے اللہ اکبر کہہ چکا تھا اور کمر کو رکوع میں برابر کر لیا تھا اس کے بعد امام نے رکوع سے سر اٹھایا ہے، تب تو رکعت مل گئی، تسبیح اگر چہ ایک مرتبہ بھی نہ کہی ہو۔ اور اگر امام کے سر اٹھانے سے پہلے رکوع میں کمر کو برابر نہیں کر سکا تو رکعت نہیں ملی، اور اگر تکبیر سیدھے کھڑے ہو کر نہیں کہی بلکہ جھکتے ہوئے کہی اور رکوع میں پہنچ کر ختم کی ہے تو یہ نماز شروع کرنا ہی صحیح نہیں ہوا اور اس کی نماز نہیں ہوئی (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط)

مسئلہ: اگر قیام میں امام کے ساتھ شریک ہو گیا مگر رکوع امام کے ساتھ نہیں کیا، بلکہ امام کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رکوع کیا تب بھی رکعت مل گئی (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط)

مسئلہ: اگر رکوع میں امام کے ساتھ آ کر شریک ہوا اور صرف ایک ہی مرتبہ تکبیر کہی (یعنی تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیر دونوں نہیں کہیں) تب بھی نماز صحیح ہو گئی۔ (فتح القدیر) بشرطیکہ تکبیر کھڑے ہونے کی حالت میں کہی ہو، رکوع میں نہ کہی ہو۔

مسئلہ: امام جب تشہد کے لیے بیٹھا تو ایک مقتدی سو گیا، امام نے سلام پھیر کر دوسری دو رکعتیں شروع کر دی، پھر جب تشہد کے لیے بیٹھا، تب یہ سونے والا جاگا، پس اگر اس کو معلوم ہے کہ یہ دوسری رکعتیں ہیں تو سلام پھیر کے اس میں شریک ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد کھڑے ہو کر مسبوق کی طرح دو رکعت پڑھے پھر امام کے ساتھ اگلی تراویح میں شریک ہو جائے (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ ہندیہ)

قیام

مسئلہ: تراویح بغیر عذر کے بیٹھ کر نہیں پڑھنی چاہیے یہ خلافِ استحباب ہے اور اس طرح کرنے سے ثواب بھی آدھا ملتا ہے۔

قرأت

مسئلہ: کوئی شخص ایسے وقت جماعت میں شریک ہوا کہ امام قرات شروع کر چکا تھا تو ثنا نہیں پڑھنی چاہیے(الحلبی الکبیر)

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ رات کا اکثر حصہ تراویح میں خرچ کیا جائے۔(بحر)

مسئلہ: ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرنا (پڑھ کر یا سن کر) سنت ہے، دوسری مرتبہ فضیلت ہے اور تین مرتبہ افضل ہے، لہٰذا اگر ہر رکعت میں تقریباً دس آیتیں پڑھی جائیں تو ایک مرتبہ بہ سہولت ختم ہو جائے گا اور مقتدیوں کو بھی گرانی نہ ہوگی۔(قاضی خان)

مسئلہ: ہر عشرے میں ایک ختم کرنا افضل ہے۔ (بحر)

مسئلہ: اگر مقتدی اس قدر ضعیف اور کاہل ہوں کہ ایک مرتبہ بھی پورا قرآن مجید نہ سن سکیں، بلکہ اس کی وجہ سے جماعت چھوڑ دیں تو جس قدر سننے پر وہ راضی ہوں، اس قدر پڑھ لیا جائے یا ''اَلَمْ تَرَ کَیْفَ'' سے پڑھ لیا جائے لیکن اس صورت میں ختم کی سنت کے ثواب سے محروم رہیں گے۔(بحر)

مسئلہ: نماز میں سورتوں کو قصداً خلافِ ترتیب پڑھنا مکروہ ہے، مگر اس سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا اور اگر بھول کر خلافِ ترتیب پڑھ لے تو کراہت بھی نہیں۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل)

مسئلہ: امام کو چاہیے کہ تراویح کے دوران پورے قرآن شریف میں ایک مرتبہ کسی بھی سورت کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بھی زور سے پڑھے، آہستہ پڑھنے سے امام کا قرآن شریف تو پورا جائے گا مگر مقتدیوں کا پورا نہ ہوگا۔(فتاویٰ محمودیہ)

مسئلہ: تراویح میں ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ'' تین بار پڑھنا جائز ہے مگر بہتر نہیں، تاکہ اس کو سنت لازمہ نہ بنالیا جائے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل)

مسئلہ: ویسے تو قرآن مجید ''سورۃ الناس'' پر ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا اگر کوئی حافظ ''سورۃ الناس'' آخری رکعت میں پڑھیں اور ''سورۃ البقرہ'' شروع نہ کریں تو یہ درست ہے، لیکن جو حفاظ کرام ''سورۃ الناس'' کے بعد بیسویں رکعت میں ''سورۃ البقرہ'' شروع کر دیتے ہیں یا انیسویں رکعت میں سورۃ البقرہ اور بیسویں رکعت میں ''سورۃ الصافات'' کی آخری دعائیہ آیات پڑھتے ہیں تو اگر اس طریقہ کو وہ لازمی نہیں سمجھتے ہیں تو اس طرح سے ختم قرآن میں کوئی حرج نہیں، بلکہ ''سورۃ الناس'' کے بعد ''سورۃ البقرہ'' شروع کرنے میں اس بات کی طرف لطیف سا اشارہ ہوتا ہے کہ تلاوت قرآن میں تسلسل ہونا چاہیے اور حدیث میں اس کی تعریف آتی ہے کہ آدمی قرآن کریم ختم کر کے دوبارہ شروع کر دے۔ اس لیے یہ بہتر ہے کہ ایک قرآن ختم کر کے فوراً دوسرا قرآن شروع کر دیا جائے، البتہ اس طریقہ کو اگر لازمی سمجھا جائے تو درست نہیں۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل)

قاعدہ

مسئلہ: اگر مقتدی ضعیف اور سست ہوں کہ طویل نماز کا تحمل نہ کر سکتے ہوں تو درود کے بعد دعا چھوڑ دینے میں مضائقہ نہیں، لیکن درود کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔ (عالمگیری)

وقفہ

مسئلہ: ہر ترویحہ یعنی چار رکعت پڑھ کر اتنی ہی دیر یعنی چار رکعت کے موافق جلسۂ استراحت کرنا مستحب ہے، اسی طرح پانچویں ترویحہ یعنی بیس رکعت کے بعد وتر سے پہلے بھی جلسۂ استراحت مستحب ہے لیکن اگر مقتدیوں پر جلسۂ استراحت سے گرانی ہوتی ہو تو نہ بیٹھے (عالمگیری) اور جلسہ استراحت میں اختیار ہے کہ تسبیح قرآن شریف، نفلیں، جو دل چاہے پڑھتا رہے۔ اہل مکہ کا معمول طواف کرنے اور دو رکعت نفل پڑھنے کا تھا اور اہل مدینہ کا معمول چار رکعت پڑھنے کا تھا (کبیری) اس دوران یہ دعا بھی منقول ہے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ، سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَنَامُ لَایَمُوْتُ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ نَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ (فتاوی محمودیہ بحوالہ شامی)

مسئلہ: دس رکعت پر جلسۂ استراحت کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ کبیری)

غلطیاں اور بھول

مسئلہ: تراویح کی رکعتوں کے بارے میں مقتدی حضرات کے درمیان اختلاف ہوا، بعض کہتے ہیں کہ اٹھارہ ہوئیں اور بعض کہتے ہیں کہ بیس ہوئیں اور ہر فریق کو اپنی اپنی بات کا پورا یقین ہے تو اب امام جس طرف ہوگا اس جماعت کا قول معتبر ہوگا (کبیری صفحہ 387)

مسئلہ: امام نے دو رکعت تراویح پڑھ کر سلام پھیرا تو مقتدیوں میں اختلاف ہوا، بعض کہتے ہیں دو رکعت ہوئیں بعض کہتے ہیں تین ہوئیں، تو اب اگر امام کو بھی یقین ہے کہ دو رکعت ہوئیں ہیں تب تو امام ہی کی بات معتبر ہوگی، مقتدیوں کی بات کا اعتبار نہ ہوگا، لیکن اگر خود امام کو بھی شک ہو جائے تو اس صورت میں مقتدیوں میں جو لوگ امام کے نزدیک سچے اور قابل اعتبار ہیں، ان کی بات مانی جائے گی (قاضی خان)

مسئلہ: تراویح کی رکعات میں امام کو شک ہو گیا کہ اٹھارہ ہوئی ہیں یا بیس؟ اور مقتدیوں میں بھی اختلاف ہے اور امام کو مقتدیوں میں سے کسی کی بات کا یقین بھی نہیں ہے۔ جب یہ صورت پیش آئے تو سمجھا جائے گا کہ گویا سب لوگ شک میں مبتلا ہیں۔ جس کا حکم یہ ہے کہ بغیر جماعت کے سب لوگ علیحدہ علیحدہ دو رکعت تراویح پڑھیں جس میں انہیں شک ہوا ہے۔ (محمودیہ بحوالہ قاضی خان)

مسئلہ: اگر اٹھارہ رکعت پڑھ کر امام سمجھا کہ بیس تراویح پوری ہوگئیں اور وتروں کی نیت باندھ لی مگر دو رکعت وتر پڑھ کر یاد آیا کہ دو رکعت تراویح باقی رہ گئی ہیں، اور اسی وقت دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو یہ وتر کی نیت سے پڑھی ہوئی دو رکعتیں تراویح میں شمار نہ ہوں

گی ۔(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ خانیہ)

مسئلہ: اگر وتر کے بعد یاد آیا کہ تراویح کی دو رکعتیں رہ گئی ہیں تو اس کو بھی جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر وتر کے بعد یاد آیا کہ ایک مرتبہ صرف ایک ہی رکعت پڑھی گئی اور دو رکعت پوری نہیں ہوئی تھیں اور کل تراویح انیس ہوئی ہیں تو صرف انہی دو رکعت کا اعادہ ہوگا اور اس کے بعد کی تمام تراویح کا اعادہ نہ ہوگا۔(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ کبیری)

مسئلہ: جب فاسد رکعات کا اعادہ کیا جائے تو اس میں جس قدر قرآن شریف پڑھا تھا اس کا بھی اعادہ کرنا چاہئے تاکہ تمام قرآن شریف صحیح نماز میں ختم ہو۔(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ خانیہ)

مسئلہ: ایک شخص تراویح سمجھ کر نماز میں شریک ہوا، پھر معلوم ہوا کہ امام وتر پڑھ رہا ہے، تو اس کو چاہیے کہ امام کے سلام کے بعد چوتھی رکعت بھی اپنی رکعات میں ملا لے لیکن اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا اور چوتھی رکعت نہیں ملائی تب بھی اس کے ذمہ اس کی قضا نہیں(فتاویٰ محمودیہ)

مسئلہ: تراویح کی دوسری رکعت پر قعدہ بھول کر کھڑا ہو جائے تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو، واپس آکر بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو چوتھی رکعت ملا کر سجدہ سہو کر کے نماز مکمل کرے، مگر ان چار رکعت میں سے صرف آخر کی دو رکعت کو تراویح شمار کیا جائے یعنی دو رکعت تراویح ہوں اور دو رکعت نفل (ہندیہ)

مسئلہ: اسی طرح اگر امام نے دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا بلکہ چار پڑھ کر قعدہ کیا اور سجدہ سہو بھی کر لیا تو یہ آخر کی دو رکعت تراویح شمار ہوں گی اور پہلی دو رکعت نفل ہو جائیں گی ۔(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ کبیری)

مسئلہ: امام یا منفرد نے تراویح کی تین رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا تو اب اگر امام یا منفرد دوسری رکعت میں بیٹھ گئے تھے تب تو دو رکعت تراویح صحیح ہو گئیں، لیکن نفل کی ایک رکعت ملا چکا تھا لہٰذا چوتھی ملانی چاہئے تھی، مگر جب کہ درمیان میں سلام پھیر دیا تو اب دو رکعت نفل کی قضاء پڑھنا واجب ہوگی۔ اور اگر دوسری رکعت کا قعدہ بالکل کیا ہی نہیں بلکہ بھول کر تیسری رکعت کے بعد دو رکعت سمجھ کر سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگی، اب یہ دو رکعت تراویح دوبارہ پڑھنی پڑیں گی۔ اور ان تین رکعات میں جس قدر قرآن شریف پڑھا تھا، اس کا بھی اعادہ ہوگا (خانیہ)

مسئلہ: اگر تراویح میں امام غلطی سے تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے مقتدیوں کو لفظ سبحان اللہ کہنا چاہئے تاکہ امام واپس قعدہ میں بیٹھ جائے (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ ہندیہ صفحہ ۱۸ جلد ۱)

مسئلہ: تراویح میں امام کو قرأت وغیرہ میں غلطی بتلانے کے لیے نابالغ حافظ کو مقرر کرنا جائز ہے، اور نابالغ حافظ جب امام کے ساتھ نماز میں شریک ہو اور امام کو لقمہ دے تو جائز ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ۔(طحطاوی علی المراقی بتصرف)

مسئلہ: نیز مردوں کی صف اول میں امام کے پیچھے نابالغ حافظ کو غلطی بتلانے کی غرض سے کھڑا کرنا بھی جائز ہے۔(احسن الفتاوی بتصرف)

مسئلہ: اگر کوئی آیت چھوٹ گئی اور کچھ حصہ آگے پڑھ کر یاد آیا کہ فلاں آیت چھوٹ گئی ہے، تو اس چھوٹی ہوئی آیت کے پڑھنے کے بعد آگے پڑھے ہوئے حصہ کا اعادہ بھی مستحب ہے۔(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ ہندیہ صفحہ ۱۱۸)

مسئلہ: کسی چھوٹی سورت کا فصل کرنا دو رکعت کے درمیان فرائض میں مکروہ ہے تراویح میں مکروہ نہیں (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ بحر)

سجدۂ تلاوت

مسئلہ: آیت سجدہ کے بعد فوراً ہی سجدہ تلاوت کرنا افضل ہے، لیکن اگر نماز میں آیت سجدہ کے بعد سجدۂ تلاوت نہیں کیا بلکہ رکوع کرلیا اور اس میں اس سجدہ تلاوت کی نیت کرلی تب بھی سجدہ تلاوت ادا ہوجائے گا۔ اور اگر رکوع میں نیت نہیں کی تو اس کے بعد نماز کے سجدہ سے بلا نیت بھی یہ سجدہ تلاوت ادا ہوجائے گا۔ لیکن یہ جب ہے کہ آیت سجدہ کے بعد تین آیتوں سے زیادہ نہ پڑھا ہو، اگر آیت سجدہ کے بعد تین آیتوں سے زیادہ پڑھ چکا ہو تو اب اس سجدہ تلاوت کا وقت جاتا رہا، نہ نماز میں ادا ہوسکتا ہے نہ خارج نماز بلکہ توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط)

مسئلہ: اگر آیت سجدہ جو کہ سورت کے ختم پر ہے پڑھ کر سجدہ کیا تو اب سجدہ سے اٹھ کر فوراً رکوع نہ کیا جائے (اس خیال سے کہ سورت ختم ہوہی گئی) بلکہ تین آیت کی مقدار پڑھ کر رکوع کرنا چاہئے (فتاویٰ محمودیہ۔ بحوالہ محیط)

مسئلہ: آیت سجدہ پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے۔(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط)

مسئلہ: سورۃ حج میں پہلا سجدہ واجب ہے، دوسرا نہیں۔(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط)

مسئلہ: اگر خارج نماز آیت سجدہ کی تلاوت کی، مگر سجدہ نہیں کیا، نماز میں وہی آیت دوبارہ پڑھی اور سجدہ کیا تو یہ سجدہ دونوں دفعہ کے لیے کافی ہوجائے گا اور اگر پہلے سجدہ کرلیا تھا تو اب دوبارہ بھی سجدہ کرنا واجب ہے(فتاویٰ محمودیہ۔ بحوالہ محیط)

مسئلہ: اگر امام نے آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا اور کوئی شخص آیت سجدہ سن کر امام کے ساتھ اس سجدہ کے بعد اس رکعت میں شریک ہوگیا تو اس کے ذمہ سے یہ سجدہ ساقط ہوگیا، اور اگر اس رکعت میں شریک نہیں ہوا تو اس کو نماز کے باہر علیحدہ سجدہ کرنا واجب ہے۔ (فتاویٰ محمدیہ بحوالہ محیط)

قضا

مسئلہ: اگر تراویح کسی وجہ سے فوت ہوجائیں اور رات گزر جائے تو دن میں یا کسی اور وقت ان کی قضا نہیں، نہ جماعت کے ساتھ نہ بغیر جماعت کے۔ اگر کسی نے قضا کی تو وہ تراویح نہ ہوں گی بلکہ نفلیں ہوں گی (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ بحر) کیونکہ قضا فرائض اور واجبات یا فجر کی سنتوں کی ہوتی ہے(درمختار وہندیہ)

مشق

روزے کی اقسام

ہدایات: ذیل میں روزے کی مختلف اقسام بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے روزے کی صحیح قسم کی نشاندہی کیجئے۔

نمبر شمار	فرض	واجب	نفل	مکروہ	بیانات
1.	☐	☐	☐	☐	عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن اور ایام تشریق کے روزے رکھنا۔
2.	☐	☐	☐	☐	شوال میں عید الفطر کے بعد چھ روزے۔
3.	☐	☐	☐	☐	تنہا عاشورہ کا روزہ اور ستائیس رجب کا روزہ۔
4.	☐	☐	☐	☐	ہر ماہ ایام بیض کے روزے۔
5.	☐	☐	☐	☐	نذر معین اور توڑے ہوئے نفلی روزوں کی قضا۔
6.	☐	☐	☐	☐	نذر کے روزے خواہ نذر معین ہو یا غیر معین۔
7.	☐	☐	☐	☐	رمضان کے ادا اور قضا روزے۔
8.	☐	☐	☐	☐	کفارے کے روزے۔
9.	☐	☐	☐	☐	عاشورہ کا روزہ بمعہ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ۔

مشق

ماہِ رمضان کے روزے کا بیان

ہدایات: درج ذیل بیانات میں سے صحیح یا غلط کی نشاندہی کیجئے۔

نمبر شمار	صحیح	غلط	بیانات
1.	☐	☐	شرع میں روزہ کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے، اس لیے جب تک صبح صادق نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے۔
2.	☐	☐	روزہ رکھنے کے لیے زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری ہے۔
3.	☐	☐	جب دل میں یہ دھیان ہو کہ آج میرا روزہ ہے اور دن بھر کچھ کھایا نہ پیا نہ جماع کیا تو روزہ ہوگیا۔

.4	☐	☐	ماہِ رمضان کے روزے کی اگر رات سے نیت کر لے تو بھی فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ صبح ہو گئی تب بھی یہی خیال رہا کہ میں آج کا روزہ نہ رکھوں گا پھر دن چڑھے خیال آ گیا کہ فرض چھوڑ دینا بری بات ہے اس لیے اب روزہ کی نیت کر لی تب بھی روزہ ہو گیا۔
.5	☐	☐	اگر کچھ کھایا نہ ہو تو دن کو ٹھیک دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے رمضان کے روزے کی نیت کر لینا درست نہیں۔
.6	☐	☐	رمضان کے مہینے میں جب کسی بھی روزے کی نیت کی جائے گی تو رمضان ہی کا روزہ ہوگا کوئی اور روزہ صحیح نہ ہوگا۔
.7	☐	☐	سحری کھانا واجب ہے اگر چہ بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم سے کم دو تین چھوہارے ہی کھا لے اور کوئی چیز تھوڑی بہت کھا لے اور کچھ نہ سہی تو تھوڑا سا پانی ہی پی لے۔
.8	☐	☐	اگر کسی نے سحری نہ کھائی اور اٹھ کے ایک آدھ پان کھا لیا تب بھی سحری کھانے کا ثواب مل گیا۔
.9	☐	☐	سحری جہاں تک ہو سکے دیر کر کے کھانا بہتر ہے لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح ہونے لگے اور روزے میں شبہ پڑ جائے۔
.10	☐	☐	اگر رات کو سحری کھانے کے لیے آنکھ نہ کھلے تو سحری کھائے بغیر روزہ نہیں رکھنا چاہئے اور روزہ چھوڑ دینا چاہئے۔
.11	☐	☐	اگر سورج ڈوبنے کے گمان سے روزہ کھول لیا، پھر سورج نکل آیا تو روزہ جاتا رہا، اب اس کی قضا کرے، کفارہ واجب نہیں اور جب تک سورج نہ ڈوب جائے کچھ کھانا پینا درست نہیں۔
.12	☐	☐	سحری کھاتے ہوئے وقت ختم ہو جائے اور اذان شروع ہو جائے تو سحری کھانا فوراً بند کر دینا چاہئے۔
.13	☐	☐	جب تک اذان ہو رہی ہو سحری کھا سکتے ہیں یا پیالے میں جو کچھ ہے اس کو پورا کر سکتے ہیں۔
.14	☐	☐	روزہ افطار کرنے کے لیے سورج ڈوبنے کا یقین کر لینا چاہئے اور اگر کوئی اذان بھی کہہ دے، لیکن ابھی وقت ہونے میں کچھ شبہ ہو تب بھی روزہ کھولنا درست نہیں ہے۔

نمبر شمار	صحیح	غلط	بیانات
15.	☐	☐	رمضان کے جو روزے کسی وجہ سے جاتے رہے ہوں، رمضان کے بعد جہاں تک ہو سکے جلد ان کی قضا رکھ لے دیر نہ کرے۔
16.	☐	☐	قضا رکھنے کی قدرت ہونے کے باوجود قضا رکھنے میں دیر کی اور موت آ گئی تو گناہ نہیں ہوتا۔
17.	☐	☐	روزے کی قضا میں دن تاریخ مقرر کر کے قضا کی نیت کرنا کہ فلاں تاریخ کے روزے کی قضا رکھتا ہوں ضروری نہیں ہے بلکہ جتنے روزے قضا ہوں اتنے ہی روزے رکھ لینے چاہئیں۔
18.	☐	☐	دو سال کے ماہِ رمضان کے کچھ روزے قضا ہو گئے تو دونوں سال کے روزوں کی قضا رکھنا ہے۔اس کے لیے سال کا مقرر کرنا بھی ضروری نہیں۔
19.	☐	☐	قضا روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے اور اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہیں ہوئی بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا۔
20.	☐	☐	جتنے روزے قضا ہو گئے ہوں ان سب کو ایک دم رکھنا درست نہیں۔
21.	☐	☐	اگر پچھلے رمضان کے قضا روزے ابھی نہیں رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو اب پہلے رمضان کے ادا روزے رکھے اور عید کے بعد قضا رکھے۔
22.	☐	☐	جب کوئی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں، اگر پورا نہ کرے تو گناہ گار نہ ہوگا۔
23.	☐	☐	نذرِ معین میں اگر رات سے روزہ کی نیت کرے تو بھی درست ہے اور اگر رات سے روزہ کی نیت نہ کی تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے نیت کر لے۔ یہ بھی درست ہے اور نذر ادا ہو جائے گی۔
24.	☐	☐	جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور جب جمعہ آیا تو بس اتنی نیت کر لی کہ آج میرا روزہ ہے یہ مقرر نہیں کیا کہ نذر کا روزہ ہے یا یہ کہ نفل کی نیت کر لی تو نذر کا روزہ ادا نہ ہوگا۔
25.	☐	☐	اگر کسی نے نذر مانی کہ رجب کے مہینے کے روزے رکھوں گا تو ایک مہینے کے روزے متواتر رکھنے ہوں گے۔

مشق

نفل روزے کا بیان

ہدایات: ذیل میں تین ممکنہ منتخبات دیئے گئے ہیں۔آپ ان منتخبات کی مدد سے بیانات مکمل کریں۔

نمبر شمار **بیانات**

1. نفل روزے کی نیت اس طرح کرے کہ میں نفل کا روزہ رکھتا ہوں تو______ اور اگر فقط اتنی نیت کرے کہ میں روزہ رکھتا ہوں تب بھی صحیح ہے۔

☐ الف: صحیح نہیں ☐ ب: بھی صحیح ہے ☐ ج: غلط ہے

2. دوپہر سے______ تک نفل روزے کی نیت کر لینا درست ہے۔

☐ الف: آدھا گھنٹہ پہلے ☐ ب: ایک گھنٹہ بعد ☐ ج: ایک گھنٹہ پہلے

3. عیدالفطر کے دن اور بقر عید کے دن اور ایام تشریق یعنی ذوالحجہ کی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخ کے یعنی سال بھر میں فقط پانچ روزے رکھنے______ ہیں۔

☐ الف: مکروہ تحریمی ☐ ب: حرام ☐ ج: جائز

4. صرف دسویں محرم کو روزہ رکھنا______ ہے۔اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

☐ الف: حرام ہے ☐ ب: جائز ہے ☐ ج: مکروہ تنزیہی ہے

5. شوال کے مہینے میں چھ دن نفل روزے رکھنے کا بھی بہت ثواب ہے البتہ اکٹھے رکھنا______ ہے۔

☐ الف: واجب ☐ ب: مستحب ☐ ج: مکروہ

مشق

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

ہدایات: ذیل میں تین ممکنہ منتخبات دیئے گئے ہیں۔ آپ ان میں سے کسی ایک کی مدد سے بیانات مکمل کریں۔

نمبر شمار　　　　بیانات

1. اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھالے یا پی لے یا بھولے سے جماع کر لے تو اس کا________۔

☐ الف: روزہ ٹوٹ گیا　　☐ ب: روزہ نہیں گیا　　☐ ج: مکروہ ہوگیا

2. اگر بھول کر پیٹ بھر کر کھالیا یا کئی دفعہ کھاپی لیا ________۔

☐ الف: تو روزہ ٹوٹ گیا　　☐ ب: تو روزہ مکروہ ہوگیا　　☐ ج: تب بھی نہیں ٹوٹا

3. حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا دھواں آپ ہی آپ چلا گیا یا گرد وغبار چلا گیا تو________۔

☐ الف: روزہ ٹوٹ گیا　　☐ ب: روزہ مکروہ ہوگیا　　☐ ج: روزہ نہیں گیا

4. دانتوں میں گوشت کا ٹکڑا اٹکا ہوا تھا یا چھالیہ کا ٹکڑا وغیرہ یا کوئی اور چیز تھی، اس کو خلال سے دانتوں سے نکال کر کھا گیا لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا یا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی تو اگر چنے سے کم ہے تب تو________۔

☐ الف: روزہ نہیں گیا　　☐ ب: روزہ مکروہ ہوگیا　　☐ ج: روزہ ٹوٹ گیا

5. دانتوں میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا یا کوئی اور چیز جو منہ سے باہر نکالے بغیر حلق میں چلی گئی تو اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو________۔

☐ الف: روزہ نہیں ٹوٹا　　☐ ب: قضا واجب ہوگی　　☐ ج: کفارہ واجب ہوگا

6. اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن بے ضرورت ایسا کرنا________۔

☐ الف: روزے کو توڑ دیتا ہے　　☐ ب: مکروہ تنزیہی ہے　　☐ ج: کفارہ واجب ہوگا

7. انجائنا کے مریض اگر روزہ کی حالت میں گولی (انجی سڈ) زبان کے نیچے رکھ لیں اور اس کا خیال رکھیں کہ لعاب حلق کے نیچے اتر نے نہ پائے تو منہ کی اندرونی تہہ سے اس کے جذب ہونے سے روزہ________۔ اگر لعاب حلق میں چلا گیا تو ٹوٹ گیا احتیاط بہتر ہے۔

☐ الف: روزہ ٹوٹ جاتا ہے　　☐ ب: روزہ نہیں ٹوٹتا ہے　　☐ ج: روزہ مکروہ ہوجاتا ہے

نمبر شمار	بیانات
8.	منہ میں دوا لگائی اور وہ پیٹ کے اندر چلی گئی تو ______۔
	☐ الف: روزہ ٹوٹ گیا ☐ ب: روزہ نہیں ٹوٹا ☐ ج: روزہ مکروہ ہوگیا
9.	کوئلہ چبا کر دانت صاف کرنا اور منجن یا پیسٹ سے دانت صاف کرنا ______۔
	☐ الف: کوئی حرج نہیں ☐ ب: مکروہ ہے ☐ ج: مستحب ہے
10.	روزہ کی حالت میں مسواک سے دانت صاف کرنا ______۔
	☐ الف: درست ہے ☐ ب: مکروہ ہے ☐ ج: جائز نہیں
11.	اگر نیم کی مسواک ہے اور اس کا کڑوا پن منہ میں معلوم ہوتا ہے ______۔
	☐ الف: تو مکروہ ہے ☐ ب: تب بھی مکروہ نہیں ☐ ج: تو بہتر ہے
12.	کسی بھی قسم کا ٹیکہ خواہ وہ عضلاتی ہو یا وریدی ہو لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ یہاں تک کہ اگر کسی طبی ضرورت سے گلوکوز کی بوتل بھی چڑھائی جائے تب ______۔
	☐ الف: روزہ مکروہ ہو جاتا ہے ☐ ب: بھی روزہ نہیں ٹوٹتا ☐ ج: روزہ ٹوٹ جاتا ہے
13.	محض روزہ کی مشقت کم کرنے کے لیے ڈرپ یعنی گلوکوز کی بوتل لگوانا ______۔
	☐ الف: مکروہ ہے ☐ ب: جائز ہے ☐ ج: بہتر ہے
14.	خون چڑھانے سے روزہ ______۔
	☐ الف: فاسد ہو جاتا ہے ☐ ب: نہیں ٹوٹتا ☐ ج: ٹوٹ جاتا ہے
15.	فصد کھلوانے اور کسی مریض کے لیے خون دینے سے روزہ ______۔
	☐ الف: ٹوٹ جاتا ہے ☐ ب: نہیں ٹوٹتا ☐ ج: فاسد ہو جاتا ہے
16.	اگر آنسو یا پسینے کا ایک آدھ قطرہ منہ میں خود بخود چلا گیا اور نمکینی محسوس ہوئی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن اگر اتنی زیادہ مقدار میں آنسو یا پسینہ منہ میں گیا کہ پورے منہ میں نمکینی محسوس ہوئی اور پھر اس کو نگل لیا تو روزہ ______۔
	☐ الف: نہیں ٹوٹا ☐ ب: مکروہ ہوگیا ☐ ج: ٹوٹ گیا

نمبر شمار	بیانات

17. اگر سرمہ لگانے کے بعد تھوک یا رینٹھ میں سرمہ کا رنگ دکھائی دے تو بھی روزہ نہیں گیا، ______۔

☐ الف: مکروہ ہوگیا ☐ ب: نہ مکروہ ہوا ☐ ج: ناقص ہوگیا

18. آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ ______ اگر چہ دوا کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو۔

☐ الف: نہیں ٹوٹتا ☐ ب: ٹوٹ جاتا ہے ☐ ج: فاسد ہو جاتا ہے

19. آپ ہی آپ قے ہوگئی خواہ تھوڑی ہوئی ہو یا زیادہ یعنی منہ بھر کر ہوئی ہو پھر خواہ منہ سے باہر نکل آئی ہو یا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی ہو روزہ ______۔

☐ الف: نہیں ٹوٹتا ☐ ب: ٹوٹ جاتا ہے ☐ ج: مکروہ ہو جاتا ہے

20. اگر قے اپنے اختیار سے کی ہو اور منہ بھر سے کم ہو پھر خواہ منہ سے باہر نکل آئی ہو یا خود بخود حلق کے اندر چلی گئی ہو روزہ ______۔

☐ الف: نہیں ٹوٹتا ☐ ب: ٹوٹ جاتا ہے ☐ ج: فاسد ہو جاتا ہے

مشق

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

ہدایات: درج ذیل بیانات میں سے صحیح یا غلط کی نشاندہی کیجئے۔

نمبر شمار	صحیح	غلط	بیانات
1.	☐	☐	روزے کے توڑنے سے کفارہ جب ہی لازم آتا ہے جب کہ رمضان میں روزہ توڑ ڈالے۔
2.	☐	☐	رمضان کے سوا کسی اور روزہ کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔
3.	☐	☐	اگر رمضان کی قضا رکھ رہا ہے پھر روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم ہوگا۔
4.	☐	☐	اگر کسی روزہ دار عورت نے جان بوجھ کر کچھ کھا پی لیا اور روزہ توڑ دیا۔ اس کے بعد اسی دن اس کو حیض آ گیا تو اس پر کفارہ واجب نہ ہوگا۔
5.	☐	☐	اگر روزہ دار نے روزہ توڑ دیا پھر اسی دن بیمار ہوگیا تب کفارہ لازم ہوگا۔

.6	☐	☐	لوبان وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا مگر صرف قضا واجب ہوگی اور کفارہ واجب نہ ہوگا۔
.7	☐	☐	کسی دوا کی بھاپ لینے یا تنگی نفس میں انہیلر استعمال کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں البتہ اگر انہیلر یعنی پمپ کا استعمال جان جانے کے خوف سے کیا ہو تو صرف قضا واجب ہوگی۔
.8	☐	☐	اگر سرمہ لگایا یا فصد لی یا تیل ڈالا پھر سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً کھا لیا تو کفارہ لازم ہوگا اور قضا لازم نہ ہوگی۔
.9	☐	☐	پیٹ کا زخم اگر معدہ یا آنت میں کھلا پھر زخم میں دوا ڈالی گئی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور انتہائی مجبوری نہ ہو تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔

مشق

روزے کے کفارے کا بیان

ہدایات: ذیل میں جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور روزہ کا کفارہ لازم آتا ہے، ان چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔ آپ ان میں سے صحیح اور غلط کی نشاندہی کیجئے۔

نمبر شمار	صحیح	غلط	بیانات
.1	☐	☐	رمضان کا فرض اور ادا روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ ایک غلام کو آزاد کرنا ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ۔
.2	☐	☐	اگر غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ ہو یا غلام میسر نہ ہو تو دو مہینے تھوڑے تھوڑے کر کے روزے رکھے۔
.3	☐	☐	اگر کفارے کے روزہ میں حیض کی وجہ سے وقفہ آجائے تو معاف ہے۔
.4	☐	☐	اگر کسی عورت کے نفاس کی وجہ سے بیچ میں روزے چھوٹ گئے اور پورے روزے لگاتار نہیں رکھ سکی تو کفارہ صحیح ہوگیا، سب روزے پھر سے نہ رکھے۔
.5	☐	☐	اگر دکھ بیماری کی وجہ سے بیچ میں کفارے کے کچھ روزے چھوٹ گئے تب بھی تندرست ہونے کے بعد پھر سے روزے رکھنے شروع کرے۔
.6	☐	☐	اگر کفارے کے روزے بیچ مہینے میں شروع کئے تو ساٹھ روزے پورے کرے۔

.7	☐	☐	اگر صحت کی خرابی یا بڑھاپے کی وجہ سے روزے رکھنے پر قادر نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔
.8	☐	☐	اگر بعد میں صحت وتندرستی حاصل ہو بھی جائے تو روزے رکھنے کی ضرورت نہیں۔
.9	☐	☐	اگر ساٹھ مساکین کی گنتی میں بعض چھوٹے بچے ہوں اور بعض بڑی عمر کے تو کفارہ ادا ہو جائے گا۔
.10	☐	☐	اگر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی بجائے کچا اناج دے دے تو بھی جائز ہے، ہر ایک مسکین کو صدقۂ فطر کے بقدر دے۔
.11	☐	☐	اگر کسی دوسرے نے بغیر کہے کسی کی طرف سے کفارہ ادا کر دیا تو بھی ادا ہو جائے گا۔
.12	☐	☐	اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک صبح وشام کھانا کھلا دیا یا ساٹھ دن تک کچا اناج یا قیمت دیتا رہا تب بھی کفارہ صحیح ہو گیا۔
.13	☐	☐	اگر ساٹھ دن تک لگاتار نہیں کھلایا بلکہ بیچ میں کچھ دن ناغہ ہو گیا تو یہ درست نہیں۔
.14	☐	☐	اگر ساٹھ دن کا اناج حساب کر کے ایک ہی فقیر کو ایک ہی دن دے دیا تو درست نہیں۔
.15	☐	☐	روزہ کے کفارہ میں ایک دن میں ایک مسکین کو ایک روزے کے بدلے سے زیادہ دینا درست ہے۔

مشق

روزہ کی قضا

ہدایات: ذیل مین تین ممکنہ منتخبات دیئے گئے ہیں۔ آپ ان میں سے کسی ایک کی مدد سے بیانات مکمل کریں۔

نمبر شمار — بیانات

1. کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا اور ________۔

☐ الف: قضا واجب نہ ہوگی ☐ ب: کفارہ واجب ہوگا ☐ ج: قضا واجب ہوگی

2. کسی نے یہ خیال کر کے کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی کچھ کھا پی لیا جب کہ وہ روزے کی نیت کر چکا تھا۔ بعد میں پتا چلا کہ اس وقت صبح صادق ہو چکی تھی تو اس پر ________ کفارہ نہیں کیونکہ اس کا روزہ توڑنے کا ارادہ نہیں تھا۔

☐ الف: قضا واجب ہوگی ☐ ب: قضا اور کفارہ دونوں ہوں گے ☐ ج: قضا نہ ہوگی

نمبر شمار	بیانات
3.	کسی نے یہ گمان کر کے کہ سورج غروب ہو گیا ہے روزہ افطار کرلیا پھر پتہ چلا کہ اس وقت سورج غروب نہیں ہوا تھا ______ ۔
	☐ الف: قضا نہ ہوگی ☐ ب: صرف قضا ہوگی ☐ ج: قضا اور کفارہ دونوں ہوں گے
4.	جو لوگ حقہ، سگریٹ پینے کے عادی ہوں یا کسی نفع کی خاطر پئیں، روزہ کی حالت میں پینے سے ان پر ____ واجب ہوں گے۔
	☐ الف: صرف قضا کے روزے ☐ ب: کفارہ اور قضا دونوں ☐ ج: نہ قضا نہ کفارہ
5.	اگر کسی نے روٹی کا ٹکڑا کھالیا تو ______ واجب ہوگی۔
	☐ الف: کفارہ بھی اور قضا بھی ☐ ب: صرف قضا ☐ ج: کفارہ واجب نہ ہوگا

مشق

روزہ کی قضا

ہدایات: نیچے دیئے گئے بیانات میں صحیح قسم کی نشاندہی کریں۔

نمبر شمار	روزہ نہیں ٹوٹتا	صرف قضا واجب ہے	قضا اور کفارہ واجب ہیں	بیانات
1.	☐	☐	☐	روزہ دار کے حلق میں زبردستی پانی یا کوئی اور چیز ڈال دی گئی ہو۔
2.	☐	☐	☐	روزہ دار نے قصداً یا جان بوجھ کر کوئی ایسی چیز کھائی یا پی ہو جس کو بطور غذا استعمال کرتے ہیں۔
3.	☐	☐	☐	بطور عادت سگریٹ پیا۔
4.	☐	☐	☐	ایسی چیز ہو جس کو غذا یا دوا یا عادت کے طور پر نہ کھاتے ہوں اور اس کو کھالیا ہو۔
5.	☐	☐	☐	اگر کسی درخت کے ایسے پتے کھائے جو عام طور سے کھائے نہیں جاتے۔
6.	☐	☐	☐	بلا ارادہ خود بخود منہ بھر کرتے آئی پھر روزہ یاد ہوتے ہوئے قصداً اس کو منہ کے اندر سے ہی واپس نگل لیا خواہ تمام کو نگلے یا کچھ کو نگلے جب کہ نگلی ہوئی مقدار چنے کے برابر یا اس سے زائد ہو۔

نمبر شمار	روزہ نہیں ٹوٹتا	صرف قضا واجب ہے	قضا اور کفارہ واجب ہیں	بیانات
.7	☐	☐	☐	سحری کھانے میں گوشت یا کوئی اور چیز دانتوں کے درمیان رہ گئی تھی، روزے میں اس کو دانتوں کے درمیان سے نکال کر منہ کے اندر نگل لیا جب کہ وہ چنے کی مقدار سے کم ہو۔
.8	☐	☐	☐	منہ سے خون نکلنے کی صورت میں اگر خون تھوک سے کم ہو اور اس کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو۔
.9	☐	☐	☐	روزہ میں تھوک نگلنا۔
.10	☐	☐	☐	اگر آنکھ سے ایک دو قطرے آنسو نکلیں اور روزہ دار کے منہ میں داخل ہو جائیں۔
.11	☐	☐	☐	منہ کے علاوہ کسی اور راستہ سے کسی شئے کو پیٹ میں لے جائے۔
.12	☐	☐	☐	کسی شخص نے حقنہ یا اینیما کرایا یعنی اس کے ذریعے کوئی دوا یا پانی یا تیل وغیرہ مقعد میں چڑھایا اور وہ دوا مقام حقنہ تک مقعد سے چار انگل اوپر ہے پہنچ گئی۔
.13	☐	☐	☐	اگر کسی روزہ دار کی کانچ (پاخانے کی آنت) باہر نکل آئی اور اس نے اس کو دھویا۔ اگر وہ اس کو خشک کرنے کے بعد کھڑا ہو گیا۔
.14	☐	☐	☐	بواسیری مسے اگر باہر آ جائیں اور ان کو دھونے کے بعد اندر کر لیا یا وہ خود بخود اندر چلے گئے۔
.15	☐	☐	☐	عورت کو روزہ میں شرم گاہ کی جگہ کوئی دوا رکھنا یا تیل وغیرہ کوئی چیز ڈالنا درست نہیں، اگر کوئی عورت دوا رکھ لے۔
.16	☐	☐	☐	رحم کی صفائی کے وقت رحم کشادہ کرنے کے لیے جو آلات استعمال کئے جاتے ہیں، اگر ان کو خشک کر کے داخل کیا گیا۔

.17 ☐ ☐ ☐ اندرونی معائنہ کے مختلف آلات مثلاً برانکواسکوپ اور گیسٹر واسکوپ اور پیشاب کی نالی اور معدہ صاف کرنے کی نالی وغیرہ پر کچھ تیل اور چکناہٹ لگا کر استعمال کیا جاتا ہے۔

.18 ☐ ☐ ☐ زبان سے چکھ کر تھوک دیا۔

.19 ☐ ☐ ☐ روزہ یاد ہوتے ہوئے خود اپنے ارادے سے منہ بھر کرتے کی۔

.20 ☐ ☐ ☐ جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا۔

مشق

روزہ کی قضا

ہدایات: ذیل میں دیئے گئے تین ممکنہ منتخبات میں سے کوئی ایک غلط ہوسکتا ہے۔ اور اگر کوئی غلطی نہیں تو اس کی بھی نشاندہی کریں۔

نمبر شمار **بیانات**

.1 کسی روزہ دار نے [الف] [جان بوجھ کر] اپنا روزہ توڑ دیا پھر اسی دن اس کو قدرتی طور سے مرض لاحق ہوا یا عورت تھی تو اس کو حیض یا نفاس جاری ہوا تو اس سے [ب] [کفارہ ساقط ہو جائے گا] اور [ج] [صرف قضا لازم ہوگی۔]

☐ الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں

.2 [الف] [روزہ توڑ کر] کوئی سفر پر نکل جائے تو اس سے [ب] [کفارہ ساقط ہو جاتا ہے] کیونکہ [ج] [سفر قدرتی عذر نہیں ہے] بلکہ اپنے اختیار کی چیز ہے۔

☐ الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں

.3 جہاں روزہ ٹوٹنے کا [الف] [شبہ ہو] اگرچہ حقیقت میں روزہ ٹوٹا ہو تو [ب] [عمداً] کھانے پینے سے نہ صرف قضا لازم ہوگی بلکہ [ج] [کفارہ بھی لازم ہوگا۔]

☐ الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں

.4 کسی نے [الف] [بھولے سے] کچھ کھا لیا اور یوں سمجھا کہ میرا روزہ [ب] [ٹوٹ گیا۔] اس وجہ سے پھر قصداً کچھ کھا لیا تو اب روزہ

جاتا رہا۔ ج فقط قضا واجب ہے۔ کفارہ واجب نہیں۔

الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں ☐

5. جب کسی نے رات سے نیت نہیں کی بلکہ الف صبح صادق کے بعد رمضان کے روزے کی نیت کی ب پھر بھول کر کچھ کھا پی لیا تو صرف ج قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہ ہوگا۔

الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں ☐

6. رمضان کے مہینے میں اگر کسی کا روزہ الف اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا ب درست نہیں۔ سارے دن روزہ داروں کی طرح رہنا ج مستحب ہے۔

الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں ☐

7. جب الف لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے لائق ہو جائیں تو ان کو بھی روزہ رکھنے کا حکم کرے اور جب ب دس برس کے ہو جائیں تو مار کر روزہ ج نہ رکھائے۔ اگر سارے روزے نہ رکھ سکے تو جتنے رکھ سکے اتنے رکھائے۔

الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں ☐

8. اگر الف نابالغ لڑکا لڑکی روزہ رکھ کے ب توڑ ڈالے تو اس کی ج قضا نہ رکھائے البتہ اگر نماز کی نیت کر کے توڑ دے تو اس کو دہرائے۔

الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں ☐

9. الف حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آ گئی جس سے ب اپنی جان کا یا بچے کی جان کا ڈر ہے تو روزہ توڑنا ج درست نہیں۔

الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں ☐

10. اگر کسی پیشہ ور کو اپنا الف خرچہ کمانے کے لیے روزہ کے ساتھ اپنے کام میں مشغول ہونے سے ایسی بیماری و ضرر کا خوف ہو جس سے روزہ ب توڑ دینا جائز ہو جائے تو اس کو بیمار ہونے سے پہلے روزہ توڑ دینا ج حرام ہے۔

☐ الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں

مشق

روزہ نہ رکھنے کی اجازت کا بیان

ہدایات: وہ وجوہات جن میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے ذیل میں بیان کی گئی ہیں۔ آپ ان میں سے صحیح اور غلط کی نشاندہی کیجئے۔

نمبر شمار	صحیح	غلط	بیانات
1.	☐	☐	اگر ایسا بیمار ہے کہ روزہ نقصان کرتا ہے اور ڈر یہ ہے کہ اگر روزہ رکھا تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر میں اچھا ہوگا یا جان جاتی رہے گی تو روزہ نہ رکھے۔
2.	☐	☐	جب کوئی مسلمان دیندار حکیم یا طبیب کہہ دے کہ روزہ نقصان کرے گا تب بھی روزہ نہ چھوڑے۔
3.	☐	☐	اگر حکیم یا ڈاکٹر کافر ہے یا شرع کا پابند نہیں ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہیں ہے فقط اس کے کہنے سے روزہ نہ چھوڑے۔
4.	☐	☐	اگر طبیب جو خود دین کا پابند ہو یا کم از کم نماز روزے میں دین کا پابند ہو اس کے بتائے بغیر یا اپنے تجربے کے بغیر محض اپنے خیال سے رمضان کا روزہ توڑے گا تو کفارہ دینا پڑے گا۔
5.	☐	☐	اگر بیماری سے اچھا ہو گیا لیکن ابھی ضعف باقی ہے اور غالب گمان یہ ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار پڑ جائے گا تب بھی روزہ رکھنا ضروری ہے۔
6.	☐	☐	حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو جب اپنی جان یا بچہ کی جان کے ڈر کا غلبہ ہو تو روزہ نہ رکھے پھر کبھی قضا رکھ لے لیکن اگر شوہر مالدار ہے کہ کوئی انا رکھ کر دودھ پلوا سکتا ہے تو دودھ پلانے کی وجہ سے ماں کا روزہ چھوڑ دینا درست نہیں ہے۔
7.	☐	☐	اگر ایسا بچہ ہے کہ سوائے اپنی ماں کے کسی اور کا دودھ نہیں پیتا ہے تو اس صورت میں بھی ماں کا روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے۔
8.	☐	☐	اگر کوئی شخص مالدار ہو اور رمضان میں کام چھوڑ سکتا ہو تو کام کو چھوڑ کر روزہ رکھے۔

نمبر شمار	صحیح	غلط	بیانات
9.	☐	☐	اگر ایک شخص سفر میں نکلا، راستے میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گیا تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں۔
10.	☐	☐	جو شخص صبح صادق کے وقت سفر میں نہ ہوا اپنے گھر میں ہو اس کے لیے روزہ چھوڑنا جائز ہے۔

نمبر شمار	صحیح	غلط	بیانات
11.	☐	☐	کسی عورت کو حیض آ گیا یا بچہ پیدا ہوا اور نفاس ہو گیا تو حیض و نفاس رہنے تک روزہ رکھنا درست ہے۔
12.	☐	☐	اگر کوئی عورت رات کو پاک ہو گئی تو اب صبح روزہ نہ چھوڑے، اگر رات کو نہ نہائی ہو تب بھی روزہ رکھ لے اور صبح کو نہا لے۔
13.	☐	☐	اگر بیمار شخص بیماری سے اچھا نہیں ہوا اسی میں مر گیا یا ابھی گھر نہیں پہنچا مسافرت ہی میں مر گیا تو جتنے روزے بیماری کی وجہ سے یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہیں آخرت میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ قضا رکھنے کی مہلت اس کو ابھی نہیں ملی تھی۔

مشق

روزے کے فدیہ کا بیان

ہدایات: ذیل میں روزے کے فدیہ کے متعلق بیانات اور تین ممکنہ منتخبات دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک غلط ہو سکتا ہے۔ اور اگر کوئی غلطی نہیں تو اس کی بھی نشاندہی کریں۔

نمبر شمار — بیانات

1. جس شخص کو اتنا بڑھاپا ہو گیا کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا ایسا بیمار ہے کہ اب اچھا ہونے کی امید نہیں نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو وہ [الف: روزہ نہ رکھے] اور [ب: ہر روزہ کے بدلے] [ج: دو مسکینوں] کو صدقۂ فطر کے برابر غلہ دے دے یا صبح و شام پیٹ بھر کے ان کو کھانا دے۔

☐ الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں

2. کسی کے ذمہ کئی روزے قضا تھے اور [الف: مرتے وقت وصیت کر گیا] کہ میرے روزوں کے بدلے فدیہ دے دینا تو اس کے

مال میں سے اس کا ولی یہ فدیہ دے دے اور کفن دفن اور قرض ادا کر کے جتنا مال بچے اس کی ب تہائی میں سے اگر سب فدیہ نکل آئے تو دینا ج واجب نہیں۔

الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں ☐

3. اگر الف تہائی مال سے زیادہ ہو جائے تو ب باوجود وصیت کے بھی زیادہ دینا سب وارثوں کی رضامندی کے بغیر ج جائز نہیں۔

الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں ☐

4. ہر وقت کی الف نمازوں کا اتنا ہی ب فدیہ ہے جتنا ج دو روزوں کا فدیہ ہے۔

الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں ☐

5. اگر الف ولی مردے کی طرف سے ب قضا روزے رکھ لے یا اس کی طرف سے قضا نمازیں پڑھ لے تو یہ ج درست نہیں اور میت کے ذمہ سے نہ اتریں گی۔

الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں ☐

5.3 اعتکاف کے مسائل

1 اعتکاف کی اقسام

2 مطلق اعتکاف کی شرائط

3 مقدار اعتکاف

4 وہ ضرورتیں جن کے لیے معتکف مسجد سے نکل سکتا ہے

5 کن چیزوں سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے

6 کن صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے

7 مباحات اعتکاف

8 مکروہات اعتکاف

9 اعتکاف کے آداب

10 واجب اعتکاف کے مسائل

11 نفلی اعتکاف کے مسائل

12 عورتوں کا اعتکاف

اعتکاف کے مسائل

(1) اعتکاف کی اقسام (2) مطلق اعتکاف کی شرائط (3) مقدار اعتکاف
(4) وہ ضرورتیں جن کے لیے معتکف مسجد سے نکل سکتا ہے (5) کن چیزوں سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے
(6) کن صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے (7) مباحات اعتکاف (8) مکروہات اعتکاف
(9) اعتکاف کے آداب (10) واجب اعتکاف کے مسائل (11) نفل اعتکاف کے مسائل
(12) عورتوں کا اعتکاف

(1) اعتکاف کی اقسام

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: واجب، مسنون اور نفل

1. **اعتکاف واجب:** واجب وہ ہے جس کی نذر کی جائے۔ نذر خواہ غیر مشروط ہو۔ جیسے کوئی شخص بغیر کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا مشروط ہو جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں اعتکاف کروں گا۔

2. **مسنون اعتکاف:** یہ سنت مؤکدہ ہے، رمضان کے آخری عشرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے۔ مگر یہ سنت مؤکدہ بعض کے کر لینے سے سب کے ذمہ سے اتر جائے گی۔

3. **نفل یا مستحب:** مستحب یہ ہے ماہ رمضان کے آخری عشرہ کے سوا اور کسی زمانہ میں خواہ رمضان کا پہلا دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ ہو اعتکاف کیا جائے۔

(2) مطلق اعتکاف کی شرائط

1. اعتکاف خواہ واجب ہو یا سنت ہو یا نفل ہو اس میں اعتکاف کی نیت شرط ہے۔ اعتکاف کے قصد وارادہ کے بغیر مسجد میں ٹھہر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے۔ لہذا اگر نیت کے بغیر اعتکاف کیا تو بالاتفاق جائز نہیں۔

چونکہ نیت کے صحیح ہونے کے لیے نیت کرنے والے کا مسلمان ہونا اور عاقل ہونا شرط ہے اس لیے عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آ گیا۔

2. جنابت سے اور حیض ونفاس سے پاک ہونا۔

3. جس مسجد میں جماعت سے نماز ہوتی ہو اس میں ٹھہرنا (یہ شرط صرف مردوں کے لیے ہے)

4. سب سے افضل وہ اعتکاف ہے جو مسجد حرام یعنی کعبہ مکرمہ میں کیا جائے، اس کے بعد مسجد نبوی کا، اس کے بعد مسجد بیت المقدس کا، اس کے بعد اس جامع مسجد کا جس میں جماعت کا انتظام ہو۔ اگر جامع مسجد میں جماعت کا انتظام نہ ہو تو محلے کی مسجد، اس کے بعد وہ مسجد جس میں زیادہ جماعت ہوتی ہو۔

مسئلہ: اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کرے جہاں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی تو جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے دوسری مسجد میں جا سکتا ہے۔

مسئلہ: اعتکاف واجب کے لیے روزہ شرط ہے جب کوئی شخص اعتکاف کرے تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا۔ بلکہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ نہیں رکھوں گا تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ لغو سمجھی جائے گی کیونکہ رات روزے کا وقت نہیں۔ ہاں اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر رات ضمناً داخل ہو جائے گی اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔ اور اگر صرف ایک ہی دن کے اعتکاف کی نذر مانے تو پھر رات ضمناً بھی داخل نہ ہوگی۔ روزہ کا خاص اعتکاف کے لیے رکھنا ضروری نہیں بلکہ خواہ کسی غرض سے روزہ رکھا جائے اعتکاف کے لیے کافی ہے مثلاً کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اس اعتکاف کے لیے بھی کافی ہے۔ ہاں اس روزے کا واجب ہونا ضروری ہے۔ نفل روزہ اس کے لیے کافی نہیں۔ مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور اس کے بعد اسی دن اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں۔ اگر کوئی شخص پورے رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں اعتکاف نہ کر سکے تو کسی اور مہینے میں اس کے بدلے کر لینے سے اس کی نذر پوری ہو جائے گی مگر مسلسل روزے رکھنا اور ان میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

اعتکاف مسنون میں اگرچہ عام حالت میں تو روزہ ہوتا ہی ہے لیکن پھر بھی اس اعتکاف کے صحیح ہونے کے لیے روزہ ہونا شرط ہے۔

نفلی اعتکاف میں معتمد علیہ قول یہ ہے کہ اس کے لیے روزہ شرط نہیں۔

(3) مقدار اعتکاف

مسئلہ: اعتکاف واجب کم سے کم ایک دن ہو سکتا ہے اور زیادہ جس قدر نیت کرے اور اعتکاف مسنون ایک عشرہ کا اس لیے کہ اعتکاف مسنون رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتا ہے اور اعتکاف مستحب کے لیے کوئی مقدار مقرر نہیں ہے ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: اعتکاف میں بلوغت شرط نہیں ہے لہذا سمجھدار بچہ بھی اعتکاف کرے تو درست ہے۔

مسجد سے کن ضرورتوں کے لیے نکل سکتا ہے۔

تنبیہ 1: جس ضرورت کے لیے نکلنا جائز ہے اس کے لیے جب نکلے تو اس سے فارغ ہونے کے بعد وہاں نہ ٹھہرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت پوری کرے جو اس مسجد سے قریب ترین ہو مثلاً اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور وہاں

قضائے حاجت کرنا ممکن ہے تو اس میں قضائے حاجت کرنا چاہیے کہیں اور جانا درست نہیں۔

تنبیہ 2: چونکہ اعتکاف کے لیے ضروری ہے کہ معتکف مسجد میں ٹھہرے اور بلا ضرورت باہر نہ نکلے تو ضروری ہے کہ مسجد کا مطلب معلوم ہو۔

عام بول چال میں تو مسجد کے پورے احاطے کو مسجد ہی کہتے ہیں لیکن شرعی اعتبار سے مسجد (یعنی سجدے اور عبادت کی جگہ) صرف وہ حصہ ہوتا ہے جو نماز پڑھنے کے لیے مقرر کیا گیا ہو۔ باقی وضو خانہ، غسل خانے، استنجاء کی جگہ، امام کا کمرہ، سامان رکھنے کا کمرہ وغیرہ یہ مسجد کی ضروریات اور ملحقات ہیں خود مسجد نہیں ہیں۔

بعض مساجد میں اصل مسجد کے بالکل ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لیے جگہ بنائی جاتی ہے۔ اس جگہ کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو۔ وہ شرعی مسجد میں داخل نہیں بلکہ اس کے ملحقات میں ہے۔

معتکف کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کے لیے مقرر کیے ہوئے حصہ سے بلا شرعی عذر کے باہر نہ نکلے اور ملحقات میں بھی نہ جائے کہ اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

(4) وہ ضرورتیں جن کے لیے مسجد سے نکلنا معتکف کے لیے جائز ہے دو قسم کی ہیں

1. طبعی ضرورتیں: جیسے پیشاب، پاخانہ اور ان دونوں کے متعلقات یعنی استنجاء، وضو اور اگر احتلام ہو جائے تو غسل کرنا۔
2. شرعی ضرورتیں: جیسے اذان دینے کے لیے نکلنا اور جمعہ کی نماز کے لیے نکلنا۔

قضائے حاجت

مسئلہ: پیشاب کے لیے مسجد کے قریب ترین جس جگہ پیشاب کرنا ممکن ہو وہاں جانا چاہیے۔

مسئلہ: پاخانے کے لیے جانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور وہاں قضائے حاجت کرنا ممکن ہے تو اسی میں قضائے حاجت کرنا چاہیے کہیں اور جانا درست نہیں۔ لیکن اگر کسی شخص کے لیے اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ قضائے حاجت طبعاً ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو پھر اپنے گھر جا سکتا ہے خواہ وہ کتنی ہی دور ہو۔

اپنے گھر کے مقابلے میں اگر کسی دوست یا عزیز کا گھر مسجد کے قریب تر ہو تو قضائے حاجت کے لیے اس کے گھر جانا ضروری نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کے دو گھر ہوں تو وہ قریب والے گھر میں قضائے حاجت کے لیے جائے۔

مسئلہ: اگر بیت الخلاء مشغول ہو تو خالی ہونے کے انتظار میں ٹھہرنا جائز ہے۔

مسئلہ: جو شخص قضائے حاجت کے لیے اپنے گھر گیا ہو وہ قضائے حاجت کے بعد وضو کر سکتا ہے۔

مسئلہ: قضائے حاجت میں استنجاء بھی داخل ہے۔ لہٰذا جن لوگوں کو قطرے کا مرض ہو وہ صرف استنجاء کرنے کے لیے مسجد سے

باہر جا سکتے ہیں۔

غسل

صرف احتلام ہو جانے کی صورت میں غسل جنابت کے لیے معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ اس میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے اندر رہتے ہوئے کسی ٹب میں بیٹھ کر اس طرح غسل کرنا ممکن ہو کہ پانی مسجد میں نہ گرے تو مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو باہر نکل سکتا ہے۔

غسل جنابت کے علاوہ کسی اور غسل کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں خواہ وہ جمعہ کا غسل ہو یا گرمی سے ٹھنڈک کا غسل ہو۔ اگر ہو سکے تو اس کے لیے مسجد کے اندر ہی بڑا ٹب رکھ کر اس طرح نہائے کہ پانی مسجد کے فرش پر نہ گرے۔

وضو

اگر مسجد میں وضو کرنے کی ایسی جگہ موجود ہے کہ معتکف خود تو مسجد میں رہے لیکن وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لیے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں۔

لیکن اگر کسی مسجد میں ایسی کوئی جگہ اور انتظام نہ ہو تو مسجد سے باہر نکل سکتا ہے خواہ وضو فرض نماز کے لیے ہو یا نفل نماز کے لیے۔

البتہ وضو ہوتے ہوئے دوبارہ وضو کرنے کے لیے نکلنا جائز نہیں۔

ہوا خارج کرنا

معتکف کے لیے اس کی خاطر مسجد سے نکلنا جائز ہے۔

کھانے کی ضرورت

اگر کسی شخص کو کوئی ایسا آدمی میسر ہے جو اس کے لیے مسجد میں کھانا لا سکے تو وہ لا کر دے لیکن اگر کوئی دوسرا لا کر دینے والا نہ ہو تو معتکف کھانا لانے کے لیے مسجد سے باہر جا سکتا ہے لیکن کھانا مسجد میں ہی لا کر کھائے۔

نیز یہ شخص ایسے وقت مسجد سے نکلے جب اسے کھانا تیار مل جائے لیکن اگر کبھی کچھ دیر کھانے کے انتظار میں ٹھہرنا پڑے تو جائز ہے۔

اذان

مسئلہ: اگر کوئی موذن اعتکاف کرے اور اسے اذان دینے کے لیے مسجد سے باہر جانا پڑے تو نکلنا جائز ہے مگر اذان کے بعد نہ ٹھہرے۔

اگر کوئی معتکف باقاعدہ موذن تو نہیں لیکن کسی وقت کی اذان دینا چاہتا ہے تو اس کو بھی نکلنا جائز ہے۔

مسئلہ: مسجد کے مینار کا دروازہ اگر مسجد کے اندر ہو تو کسی بھی معتکف کے لیے مینار پر چڑھنا مطلقاً جائز ہے کیونکہ وہ مسجد ہی کا

حصہ ہے۔البتہ اگر دروازہ باہر ہو تو اذان کی ضرورت کے علاوہ اس پر چڑھنا جائز نہیں۔

(5) کن چیزوں سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے

مسئلہ: حالت اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں یعنی ان کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہو جائے گا اور اس کی قضا کرنا پڑے گی اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ مستحب اعتکاف کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں، اس لیے اس کی قضا بھی نہیں۔

پہلی قسم کے افعال

اعتکاف کی جگہ یعنی مسجد سے مذکورہ ضرورتوں کے بغیر باہر نکلنا خواہ قصداً ہو یا بھولے سے ہو اور خواہ ایک لمحہ کے لیے ہو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: کوئی معتکف کسی طبعی یا شرعی ضرورت سے باہر نکلے اور ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ایک لمحہ کے لیے بھی باہر ٹھہر جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: مذکورہ بالا ضرورتوں کے بغیر مسجد کے ملحقات میں جانے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: کسی مریض کی عیادت کے لیے یا کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لیے یا آگ بجھانے کے لیے مسجد سے نکلا تو اعتکاف ٹوٹ گیا تو ان صورتوں میں اعتکاف توڑنے کا گناہ نہیں ہوتا بلکہ جان بچانے کی غرض سے ضروری ہے مگر اعتکاف باقی نہ رہے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص زبردستی مسجد سے باہر نکال دیا جائے اور باہر ہی روک لیا جائے تب بھی اس کا اعتکاف نہ رہے گا۔ مثلاً کسی جرم میں حاکم وقت کی طرف سے وارنٹ جاری ہوا اور سپاہی اس کو گرفتار کر کے لے جائیں یا کسی کا قرض اس کے ذمہ ہو اور وہ اس کو باہر نکالے۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے نکلے اور راستہ میں کوئی قرض خواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور پھر مسجد تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اعتکاف قائم نہ رہے گا۔

مسئلہ: اگر مثلاً طبعی حاجت پیشاب پاخانہ کے لیے مسجد سے نکلا پھر اسی ضمن میں مریض کی عیادت کی یا نماز جنازہ کے لیے چلا گیا تو جائز ہے جب کہ مسجد سے نکلنا خاص اس غرض سے نہ ہو اور راستہ سے نہ پھرے اور نماز جنازہ کی مقدار سے زیادہ نہ ٹھہرے اور مریض کی عیادت چلتے چلتے کرے وہاں ٹھہرے نہیں۔

دوسری قسم کے افعال

1. واجب اور مسنون اعتکاف کے لیے چونکہ روزہ شرط ہے اس لیے روزہ توڑ دینے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے خواہ روزہ

کسی عذر سے توڑا ہو یا بلا عذر، جان بوجھ کر توڑا ہو یا غلطی سے ٹوٹا ہو۔

غلطی سے روزہ ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ تو یاد تھا لیکن بے اختیار کوئی عمل ایسا ہو گیا جو روزے کے منافی تھا مثلاً کلی کرتے ہوئے غلطی سے پانی حلق میں چلا گیا یا غروب آفتاب سے پہلے یہ سمجھ کر روزہ افطار کر لیا کہ افطار کا وقت ہو چکا ہے۔

لیکن اگر روزہ ہی یاد نہیں رہا اور بھول کر کچھ کھا پی لیا تو اس سے روزہ بھی نہیں ٹوٹا اور اعتکاف بھی نہیں ٹوٹا۔

2. جماع کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے خواہ جماع جان بوجھ کر کرے یا سہواً، دن میں کرے یا رات میں۔ مسجد میں کرے یا مسجد سے باہر اور اس سے انزال ہو یا نہ ہو۔

وہ افعال جو جماع کے تابع ہیں جیسے بوسہ لینا یا معانقہ کرنا وہ بھی حالت اعتکاف میں ناجائز ہیں مگر ان سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا خواہ عمداً کیے ہوں یا بھول سے کیے ہوں جب تک منی خارج نہ ہو۔ البتہ اگر صرف خیال اور فکر سے منی خارج ہو تو اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔

(6) کن صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے

1. اعتکاف کے دوران کوئی ایسی بیماری پیدا ہو گئی جس کا علاج مسجد سے باہر نکلے بغیر ممکن نہیں تو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔
2. کسی ڈوبتے یا جلتے ہوئے آدمی کو بچانے یا آگ بجھانے کے لیے۔
3. ماں باپ یا بیوی بچوں میں سے کسی کو سخت بیماری ہو جائے اور اس کی تیمارداری کی ضرورت ہو۔ کوئی اور دیکھ بھال کرنے والا نہ ہو۔
4. کوئی جنازہ آ جائے اور نماز پڑھنے والا کوئی اور نہ ہو۔

مسنون اعتکاف ٹوٹنے کا حکم

اعتکاف غلطی سے ٹوٹ گیا ہو یا مجبوری سے توڑا ہو اس کا حکم یہ ہے کہ جس دن میں اعتکاف ٹوٹا ہے صرف اس دن کی قضا واجب ہو گی پورے دس دن کی قضا واجب نہیں۔

مسئلہ: اسی رمضان میں بھی کسی دن قضا کر سکتا ہے۔

مسئلہ: اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا ضروری نہیں بلکہ باقی ایام میں نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھ سکتا ہے۔

(7) مباحات اعتکاف

1. کھانا پینا۔
2. سونا

3. بال کٹوانا لیکن بال مسجد میں نہ گریں۔

4. ضروری خرید وفروخت کرنا بشرطیکہ اس وقت سودا مسجد میں نہ لایا جائے اور ضروریات زندگی کے لیے ہو مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص قابل اطمینان خریدنے والا نہ ہو۔

5. کام کی بات چیت کرنا۔

6. کپڑے بدلنا، خوشبو لگانا، سر میں تیل لگانا۔

7. مسجد میں کسی مریض کا معائنہ کرنا اور نسخہ تجویز کرنا۔

8. قرآن کریم یا دینی علوم کی تعلیم دینا۔

9. برتن کپڑے دھونا جب کہ خود مسجد میں رہے اور پانی باہر گرے۔

10. نکاح پڑھنا یا پڑھوانا۔

(8) مکروہات اعتکاف

1. خاموشی کو عبادت سمجھ کر حالت اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔

2. فضول اور بلاضرورت باتیں کرنا۔

3. سودا مسجد میں لاکر بیچنا مکروہ تحریمی ہے۔

4. اعتکاف کے لیے مسجد کی اتنی جگہ گھیرنا جس سے دوسرے اعتکاف کرنے والوں اور نمازیوں کو تکلیف ہو۔

5. اجرت پر کتابت کرنا یا کپڑے سینا یا تعلیم دینا وغیرہ۔

6. تجارت کی غرض سے خرید وفروخت کرنا اگرچہ سودا مسجد میں نہ لائے ہوں مکروہ ہے لیکن اگر اپنے لیے یا گھر والوں کے لیے ضرورت ومجبوری ہو تو مسجد میں رہتے ہوئے کوئی سودا خرید سکتا ہے اور فروخت کرسکتا ہے۔

(9) اعتکاف کے آداب

1. اعتکاف کے مکروہات سے بچے۔

2. اپنے اوقات کو تلاوت قرآن، ذکر اور دیگر عبادتوں اور دین کے سیکھنے سکھانے میں لگائے۔

3. صحیح اور معتبر دینی کتابیں پڑھنا بھی موجب ثواب ہے۔

مسنون اعتکاف کے دیگر مسائل

مسئلہ: رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے یعنی ایک بستی یا محلے میں کوئی ایک شخص بھی اعتکاف کرلے

تو تمام اہل محلّہ کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی لیکن اگر پورے محلے میں سے کسی ایک نے بھی اعتکاف نہ کیا تو پورے محلے والوں پر ترک سنت کا گناہ ہوگا۔

مسئلہ: کسی شخص کو اجرت دے کر اعتکاف میں بٹھانا جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر محلے والوں میں سے کوئی شخص بھی کسی مجبوری کی وجہ سے اعتکاف کرنے کے لیے تیار نہ ہو اور کسی دوسرے محلے کا آدمی اس مسجد میں اعتکاف کے لیے بیٹھے تو یہ بھی صحیح ہے اور اس سے محلّہ والوں کی سنت ادا ہو جائے گی۔

(10) واجب یعنی نذر کے اعتکاف کے دیگر مسائل

مسئلہ: جب آدمی یوں کہے "میں نے فلاں دن کا اعتکاف اپنے ذمہ لازم کرلیا" یا میں فلاں دن اعتکاف کرنے کی نذر مانتا ہوں یا اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کو تندرستی دی تو میں اتنے دن اعتکاف کروں گا۔ ان تمام صورتوں میں نذر صحیح ہو جائے گی اور اعتکاف واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر ایک دن اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو اگر دن سے اس کی نیت صرف روشنی کے وقت کی ہے تو صرف دن دن کا اعتکاف واجب ہوگا یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک اور اگر دن سے چوبیس گھنٹے کی نیت تھی تو ایک دن رات کا اعتکاف واجب ہوگا یعنی ایک دن غروب آفتاب کے پہلے سے دوسرے دن غروب آفتاب تک۔ روزہ دونوں صورتوں میں شرط ہے۔

مسئلہ: اگر صرف ایک رات اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو یہ نذر صحیح نہیں ہوئی کیونکہ رات کے وقت روزہ نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نذر کرتے وقت زبان سے یہ بھی کہہ دے کہ میں نماز جنازہ یا کسی درس یا دینی مجلس میں شرکت کے لیے باہر آیا کروں گا تو اس کام کے لیے باہر آنا جائز ہوگا اور اس سے اعتکاف پر کچھ اثر نہ پڑے گا۔ لیکن سنت اعتکاف میں ایسا استثناء جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی کو نذر پوری کرنے کا وقت نہیں ملا مثلاً اس نے بیماری میں نذر مانی تھی اور تندرست ہونے سے پہلے ہی مر گیا تو اس پر کچھ واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی نے اعتکاف کی نذر مانی اور اسے نذر پوری کرنے کا وقت بھی ملا لیکن وہ نذر ادا نہ کر سکا یہاں تک کہ موت کا وقت آ گیا تو اس پر واجب ہے کہ وارثوں کو اس کے بدلے فدیہ کی ادائیگی کی وصیت کرے۔ ایک دن کے اعتکاف کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔

(11) نفلی اعتکاف کے دیگر مسائل

مسئلہ: اس اعتکاف کے لیے نہ وقت کی شرط ہے نہ روزے کی نہ دن کی اور نہ رات کی بلکہ انسان جب چاہے جتنے وقت کے لیے چاہے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے۔

مسئلہ: رمضان کے آخری عشرہ میں دس دن سے کم کی نیت سے اعتکاف بھی نفلی ہوگا۔

مسئلہ: کوئی شخص نماز پڑھنے مسجد جائے اور داخل ہوتے وقت نیت کر لے کہ جتنی دیر مسجد میں رہوں گا اعتکاف میں رہوں گا۔

مسئلہ: مسجد سے باہر نکلنے سے یہ اعتکاف خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

(12) عورتوں کا اعتکاف

اعتکاف کی جگہ کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ وہ اس جگہ میں ہو جس میں نماز کی زیادہ فضیلت ہو۔ مردوں کے لیے مسجد میں نماز کی زیادہ فضیلت ہے لہٰذا ان کے لیے اعتکاف کی جگہ مسجد ہے جب کہ عورتوں کے لیے گھر کی مسجد یعنی گھر میں نماز کے لیے مقرر کی ہوئی جگہ میں نماز زیادہ افضل ہے تو ان کے لیے گھر کی مسجد اعتکاف کی جگہ ہے۔ جن حدیثوں میں مسجد میں اعتکاف کا ذکر ہے ان ہی سے یہ ضابطہ حاصل ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عورتیں عام طور پر مسجد میں جا کر جماعت سے نماز ادا کرتی تھیں لیکن صحابہ رضی اللہ عنھم کے دور میں عورتوں کا اس طرح سے مسجد میں جانا موقوف ہو گیا تھا۔ اعتکاف میں اصل کام تو نمازوں کا اہتمام ہے۔ اس کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع و اتفاق کو چھوڑ کر اور توڑ کر عورت مسجد میں جا کر نمازیں پڑھے اور اعتکاف کرے یہ بات جائز نہیں۔ اس لیے عورت کو مسجد میں اعتکاف نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کا اعتکاف گھر میں ہوگا اور وہ اس طرح کہ گھر میں جو جگہ نماز پڑھنے اور عبادت کے لیے بنائی ہوئی ہو اس جگہ اعتکاف کرے اور اگر گھر میں ایسی کوئی جگہ مخصوص نہ ہو تو اعتکاف سے پہلے ایسی کوئی جگہ بنا لے اور اس میں اعتکاف کرے۔

مسئلہ: اگر عورت شادی شدہ ہو تو اعتکاف کے لیے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر عورت نے شوہر کی اجازت سے اعتکاف شروع کر دیا بعد میں شوہر منع کرنا چاہے تو اب منع نہیں کر سکتا اور اگر منع کرے گا تو بیوی کے ذمہ اس کی تعمیل واجب نہیں۔

مسئلہ: عورت کے اعتکاف کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حیض اور نفاس سے پاک ہو۔ اگر کسی عورت نے اعتکاف شروع کر دیا پھر اعتکاف کے دوران ماہواری شروع ہو گئی تو وہ فوراً اعتکاف چھوڑ دے۔ اس صورت میں جس دن اعتکاف چھوڑا ہے صرف اس دن کی قضا اس کے ذمہ ہوگی جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہواری سے پاک ہونے کے بعد کسی دن روزہ رکھ کر اعتکاف کرے۔ اگر رمضان کے دن باقی ہوں تو رمضان میں قضا کر سکتی ہے۔

مسئلہ: عورت اگر مسجد میں اعتکاف کرے تو مکروہ تنزیہی ہے اور اس سے عورت کو بالاتر دد منع کیا جائے گا جیسا کہ مسجد میں فرض نمازوں کے لیے جانے سے روکا گیا ہے۔

مشق

اعتکاف کے مسائل

ہدایات: ذیل میں اعتکاف کے مسائل بیان کئے گئے ہیں اور تین ممکنہ منتخبات بھی دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک غلط ہوسکتا ہے۔ اور اگر کوئی بھی غلط نہیں تو اس کی بھی نشاندہی کریں۔

نمبر شمار **بیانات**

1. الف واجب اعتکاف وہ ہے جس کی نذر کی جائے۔ نذر خواہ غیر مشروط ہو۔ جیسے ب کوئی شخص بغیر کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا مشروط جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہوجائے گا تو میں ج اعتکاف کروں گا۔

☐ الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں

2. مسنون اعتکاف الف سنت مؤکدہ ہے۔ رمضان کے ب پہلے عشرے میں نبی کریم ﷺ سے بالالتزام اعتکاف کے احادیث صحیح میں منقول ہے۔ مگر یہ سنت مؤکدہ ج بعض کے کرلینے سے سب کے ذمہ سے اتر جائے گی۔

☐ الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں

3. مستحب اعتکاف یہ ہے کہ الف ماہِ رمضان کے ب اخیر عشرہ کے سوا اور کسی زمانہ میں خواہ رمضان کا پہلا دوسرا عشرہ ہو یا کوئی اور مہینہ ہو ج اعتکاف کیا جائے۔

☐ الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں

4. اعتکاف خواہ واجب ہو یا سنت ہو یا نفل ہو اس میں اعتکاف کی الف نیت شرط ہے۔ اعتکاف کے قصد و ارادہ کے بغیر مسجد میں ٹھہر جانے کو ب اعتکاف نہیں کہتے۔ لہٰذا اگر نیت کے بغیر اعتکاف کرے گا تو بالاتفاق ج جائز ہے۔

☐ الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں

5. الف اعتکاف واجب کے لیے ب روزہ شرط ہے جب کوئی شخص اعتکاف کرے تو اس کو روزہ رکھنا ج ضروری نہ ہوگا۔

☐ الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں

6. کوئی شخص [الف] رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو [ب] رمضان کا روزہ اس اعتکاف کے لیے [ج] کافی نہیں۔

☐ الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں

7. اگر کوئی شخص [الف] پورے رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں نہ کر سکے تو کسی اور مہینے میں اس کے بدلے کر لینے سے اس کی نذر پوری ہو جائے گی مگر [ب] مسلسل روزے رکھنا اور ان میں [ج] اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

☐ الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں

8. [الف] اعتکاف واجب کم سے کم [ب] ایک دن ہوسکتا ہے اور زیادہ جس قدر [ج] نیت کرے۔

☐ الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں

9. [الف] اعتکاف مسنون ایک عشرہ کا ہوسکتا ہے اس لیے کہ اعتکاف مسنون رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتا ہے اور [ب] اعتکاف مستحب کے لیے [ج] مقدار مقرر ہے۔

☐ الف ☐ ب ☐ ج ☐ د: کوئی غلطی نہیں

مشق

اعتکاف کے مسائل

ہدایات: ذیل میں اعتکاف ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کے متعلق بیانات دیئے گئے ہیں۔ آپ ان میں سے صحیح اور غلط بیانات کی نشاندہی کیجئے۔

نمبر شمار	صحیح	غلط	بیانات
1.	☐	☐	جس ضرورت کے لیے نکلنا جائز ہے اس کے لیے جب نکلے تو اس سے فارغ ہونے کے بعد وہاں نہ ٹھہرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت رفع کرے جو اس مسجد سے قریب ترین ہو۔
2.	☐	☐	شرعی اعتبار سے مسجد (یعنی سجدے اور عبادت کی جگہ) صرف وہ حصہ ہوتا ہے جو نماز پڑھنے کے لے مقرر کیا گیا ہو۔
3.	☐	☐	بعض مساجد میں اصل مسجد کے بالکل ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لیے جگہ بنائی جاتی ہے، وہ جگہ بھی حال میں شرعی مسجد میں داخل ہے۔

نمبر شمار	صحیح	غلط	بیانات
4.	☐	☐	معتکف کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کے لیے مقرر کیے ہوئے حصہ سے بلا عذر شرعی کے باہر نہ نکلے اور ملحقات میں بھی نہ جائے۔البتہ ایسا کرنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔
5.	☐	☐	پیشاب کے لیے مسجد کے قریب ترین جس جگہ پیشاب کرنا ممکن ہو وہاں جانا چاہیے۔
6.	☐	☐	پاخانے جانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور وہاں قضائے حاجت کرنا آسان ہے تو اسی میں قضائے حاجت کرنا چاہیے۔کہیں اور جانا بھی درست ہے۔
7.	☐	☐	اگر کسی شخص کے لیے اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ قضائے حاجت طبعاً ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو بھی وہ اپنے گھر نہیں جاسکتا۔
8.	☐	☐	اگر بیت الخلاء مشغول ہو تو خالی ہونے کے انتظار میں ٹھہرنا جائز نہیں۔
9.	☐	☐	جو شخص قضائے حاجت کے لیے اپنے گھر گیا ہو وہ قضائے حاجت کے بعد وضو بھی کرسکتا ہے۔
10.	☐	☐	قضائے حاجت میں استنجاء بھی داخل ہے۔لہذا جن لوگوں کو قطرے کا مرض ہو وہ صرف استنجاء کرنے کے لیے مسجد سے باہر جاسکتے ہیں۔
11.	☐	☐	صرف احتلام ہوجانے کی صورت میں غسل جنابت کے لیے معتکف مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔
12.	☐	☐	غسل جنابت کے علاوہ کسی اور غسل کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں خواہ وہ جمعہ کا غسل ہو یا گرمی سے ٹھنڈک کا غسل ہو۔
13.	☐	☐	وضو ہوتے ہوئے دوبارہ وضو کرنے کے لیے نکلنا جائز ہے۔
14.	☐	☐	معتکف کے لیے ہوا خارج کرنے (ریح) کی خاطر مسجد سے نکلنا جائز ہے۔
15.	☐	☐	اگر کھانا لاکر دینے والا کوئی دوسرا نہ ہو تو معتکف کھانا لانے کے لیے مسجد سے باہر جاسکتا ہے لیکن کھانا مسجد میں ہی لاکر کھائے۔
16.	☐	☐	اگر کوئی مؤذن اعتکاف کرے اور اسے اذان دینے کے لیے (لاؤڈ اسپیکر نہ ہونے کی صورت میں) مسجد سے باہر جانا پڑے تو یہ جائز نہیں۔

نمبر شمار	صحیح	غلط	بیانات
.17	☐	☐	اگر کوئی معتکف باقاعدہ مؤذن تو نہیں لیکن کسی وقت کی اذان دینا چاہتا ہے تو اس کو اذان دینے کے لیے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔
.18	☐	☐	کوئی معتکف کسی طبعی یا شرعی ضرورت سے باہر نکلے اور ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ایک لمحہ کے لیے بھی باہر ٹھہر جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔
.19	☐	☐	کوئی معتکف کسی طبعی یا شرعی ضرورت کے بغیر مسجد کے ملحقات میں جائے تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔
.20	☐	☐	کسی مریض کی عیادت کے لیے یا کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لیے یا آگ بجھانے کے لیے معتکف مسجد سے باہر نکلا تو اعتکاف نہیں ٹوٹا۔
.21	☐	☐	اگر معتکف کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے باہر نکلے اور راستہ میں کوئی قرض خواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور پھر مسجد تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تو اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔
.22	☐	☐	واجب اور مسنون اعتکاف کے لیے چونکہ روزہ شرط ہے اس لیے روزہ توڑ دینے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے خواہ روزہ کسی عذر سے توڑا ہو یا بلا عذر جان بوجھ کر توڑا ہو یا کسی غلطی سے ٹوٹا ہو۔
.23	☐	☐	اعتکاف کے دوران کوئی ایسی بیماری پیدا ہوگئی جس کا علاج مسجد سے باہر نکلے بغیر ممکن نہیں تو بھی اعتکاف توڑنا جائز نہیں۔
.24	☐	☐	کسی ڈوبتے ہوئے یا جلتے ہوئے آدمی کو بچانے یا آگ بجھانے کے لیے اعتکاف توڑنا جائز ہے۔
.25	☐	☐	ماں باپ یا بیوی بچوں کے سخت بیمار ہونے جب کہ ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی اور نہ ہو، اس کی تیمارداری کی ضرورت ہونے کی صورت میں بھی اعتکاف توڑنا جائز نہیں۔
.26	☐	☐	کوئی جنازہ آجائے اور نماز پڑھنے والے اور لوگ بھی ہوں تو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔
.27	☐	☐	اعتکاف غلطی سے ٹوٹ گیا یا مجبوری سے توڑا ہو اس کا حکم یہ ہے کہ جس دن میں اعتکاف ٹوٹا ہے صرف اس دن کی قضا واجب ہوگی پورے دس دن کی قضا واجب نہیں۔
.28	☐	☐	اگر اعتکاف رات کو ٹوٹا ہے تو صرف رات کی قضا کرے۔
.29	☐	☐	اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا ضروری نہیں بلکہ باقی ایام میں نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھ سکتا ہے۔

مشق

اعتکاف کے مسائل

ہدایات: ذیل میں اعتکاف کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔ آپ ان میں سے اعتکاف کے صحیح حکم کی نشاندہی کیجئے۔

نمبر شمار	مباحات	مکروہات	آداب	بیانات
1.	☐	☐	☐	مسجد میں کسی مریض کا معائنہ کرنا اور نسخہ تجویز کرنا۔
2.	☐	☐	☐	کپڑے بدلنا، خوشبو لگانا، سر میں تیل لگانا۔
3.	☐	☐	☐	فضول اور بلاضرورت باتیں کرنا۔
4.	☐	☐	☐	اجرت پر کتابت کرنا یا کپڑے سینا یا تعلیم دینا وغیرہ۔
5.	☐	☐	☐	اعتکاف کے مکروہات سے بچنا۔
6.	☐	☐	☐	اعتکاف کے لیے مسجد کی اتنی جگہ گھیرنا جس سے دوسرے اعتکاف کرنے والوں اور نمازیوں کو تکلیف ہو۔
7.	☐	☐	☐	صحیح اور معتبر دینی کتابیں پڑھنا۔
8.	☐	☐	☐	برتن کپڑے دھونا جب کہ خود مسجد میں رہے اور پانی باہر گرے۔
9.	☐	☐	☐	قرآنِ کریم یا دینی علوم کی تعلیم دینا۔
10.	☐	☐	☐	اپنے اوقات کو تلاوتِ قرآن، ذکر و دیگر عبادتوں اور دین کے سیکھنے سکھانے میں لگانا۔
11.	☐	☐	☐	کھانا پینا۔
12.	☐	☐	☐	خاموشی کو عبادت سمجھ کر حالتِ اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا۔
13.	☐	☐	☐	بال کٹوانا جب کہ بال مسجد میں نہ گریں۔

نمبر شمار	مباحات	مکروہات	آداب	بیانات
14.	☐	☐	☐	نکاح پڑھنا یا پڑھوانا۔
15.	☐	☐	☐	ضروری خرید وفروخت کرنا بشرط یہ کہ اس وقت سودا مسجد میں نہ لایا جائے اور ضروریات زندگی کے لیے ہو مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا قابل اطمینان خریدنے والا شخص نہ ہو۔
16.	☐	☐	☐	ضرورت کے وقت مسجد میں ریح خارج کرنا۔
17.	☐	☐	☐	کام کی بات چیت کرنا۔
18.	☐	☐	☐	سونا۔
19.	☐	☐	☐	سودا مسجد میں لا کر بیچنا۔

مشق

اعتکاف کے مسائل

ہدایات: ذیل میں اعتکاف ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کے متعلق بیانات دیئے گئے ہیں۔آپ ان میں سے صحیح اور غلط بیانات کی نشاندہی کیجئے۔

نمبر شمار	صحیح	غلط	بیانات
1.	☐	☐	رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے یعنی ایک بستی یا محلے میں کوئی ایک شخص بھی اعتکاف کر لے تو تمام اہل محلّہ کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی۔
2.	☐	☐	اگر پورے محلے میں کسی ایک نے بھی اعتکاف نہ کیا تو پورے محلے والوں پر ترک سنت کا گناہ نہ ہوگا۔
3.	☐	☐	اگر محلے والوں میں سے کوئی شخص بھی کسی مجبوری کی وجہ سے اعتکاف کرنے کے لیے تیار نہ ہو اور کسی دوسرے محلے کا آدمی اس مسجد میں اعتکاف بیٹھے تو یہ بھی صحیح ہے۔

نمبر شمار	صحیح	غلط	بیانات
.4	☐	☐	جب آدمی یوں کہے ''میں نے فلاں دن کا اعتکاف اپنے ذمہ لازم کرلیا یا میں فلاں دن اعتکاف کرنے کی منت مانتا ہوں'' تو ان تمام صورتوں میں نذر صحیح ہو جائے گی۔
.5	☐	☐	اگر کوئی شخص نذر کرتے وقت زبان سے یہ بھی کہہ دے کہ میں نماز جنازہ یا کسی درس یا دینی مجلس میں شرکت کے لیے باہر آیا کروں گا تو اس کام کے لیے باہر آنا جائز نہ ہوگا۔
.6	☐	☐	کوئی شخص سنت اعتکاف کرتے ہوئے زبان سے یہ کہہ دے کہ میں نماز جنازہ یا دینی مجلس میں شرکت کے لیے باہر آیا کروں گا تو یہ جائز نہیں۔
.7	☐	☐	نفلی اعتکاف کے لیے نہ وقت کی شرط ہے نہ روزے کی نہ دن کی اور نہ رات کی بلکہ انسان جب چاہے جتنے وقت کے لیے چاہے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے۔
.8	☐	☐	رمضان کے آخری عشرہ میں دس دن سے کم کی نیت سے اعتکاف بھی سنت ہی ہوگا۔
.9	☐	☐	کوئی شخص نماز پڑھنے کے لیے مسجد جائے اور داخل ہوتے وقت یہ نیت کرلے کہ جتنی دیر مسجد میں رہوں گا اعتکاف میں رہوں گا تو یہ درست ہے۔
.10	☐	☐	عورتوں کے لیے گھر کی مسجد یعنی گھر میں نماز کے لیے مقرر کی ہوئی جگہ میں نماز زیادہ افضل ہے تو ان کے گھر کی مسجد اعتکاف کی جگہ ہے۔
.11	☐	☐	اگر عورت شادی شدہ ہو تو اعتکاف کے لیے شوہر سے اجازت لینا ضروری نہیں۔
.12	☐	☐	اگر عورت نے شوہر کی اجازت سے اعتکاف شروع کر دیا بعد میں شوہر منع کرنا چاہے تو اب منع نہیں کرسکتا اور اگر منع کرے گا تو بیوی کے ذمہ اس کی تعمیل واجب نہیں۔
.13	☐	☐	عورت کے اعتکاف کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حیض اور نفاس سے پاک ہو۔ اگر کسی عورت نے اعتکاف شروع کر دیا پھر اعتکاف کے دوران ماہواری شروع ہوگئی تو وہ فوراً اعتکاف چھوڑ دے۔
.14	☐	☐	عورت نے گھر کی جس جگہ اعتکاف کیا ہو وہ اس کے لیے اعتکاف کے دوران مسجد کے حکم میں ہے، وہاں سے ضرورت کے بغیر نکلنا جائز نہیں۔
.15	☐	☐	عورت اگر مسجد میں اعتکاف کرے تو یہ مستحب ہے۔

معتکفین کے لیے دستور العمل

بعد نمازِ مغرب

عنوان	تفصیل	نوعیت	وقت
نوافل	مغرب کے بعد اوابین کی کم از کم چھ رکعت اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعت	انفرادی	
تلاوت	سورۃ الم سجدہ، سورۃ تبارک، سورۃ واقعہ کا اہتمام ہو۔	انفرادی	

بعد نمازِ عشاء

عنوان	تفصیل	نوعیت	وقت
تراویح	جماعت کے ساتھ مکمل نماز تراویح کا صف اول میں اہتمام ہو	اجتماعی	8:45
بیان	بیان میں اہتمام سے شرکت کریں اور توجہ سے بیان سنیں	اجتماعی	10:15
کھانا ودیگر ضروریات	بیان کے بعد	انفرادی	
بیان	بیان میں اہتمام سے شرکت کریں اور توجہ سے بیان سنیں	اجتماعی	12:30
قبل از سحری	سحری سے کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ قبل بیدار ہو کر تہجد، تلاوت، ذکر، دعاء استغفار کا اہتمام کیا جائے۔ صبح تا تک اعمال میں مشغولیت پھر سحری کا اہتمام	انفرادی	
مسنون دعائیں	سنتیں، مسنون دعائیں، تسبیحات		فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان

بعد نمازِ فجر

عنوان	تفصیل	نوعیت	وقت
تجوید	ثناء، 10 سورتیں، التحیات، دعا قنوت، جنازہ کی دعائیں، ایمان مفصل، اذان، اقامت	اجتماعی	
نماز اشراق	کم ازکم 2 اور زیادہ سے زیادہ 8 رکعات نفل ادا کریں		اشراق کے وقت
تعلیم/ چاشت	کم ازکم دو اور زیادہ سے زیادہ 12 رکعات ادا کریں	انفرادی	11 تا 12:30
سنن زوال	جب زوال ہوجائے تو چار رکعات نفل سنن زوال، صلوۃ التسبیح، تلاوت	انفرادی	زوال کے بعد

بعد نمازِ ظہر

عنوان	تفصیل	نوعیت	وقت
مسائل کا حلقہ	طہارت ونجاست کے مسائل، وضو، غسل، تیمم ان کے فرائض، سنن واجبات، نماز کا مسنون طریقہ، عملی مشق کے ساتھ، مریض مسافر اور جنازہ کی نماز کا طریقہ، سجدہ سہو کے مسائل، جماعت کے احکام، کفن دفن اس کا طریقہ، روزہ، اس کا فدیہ فہم اعتکاف کورس و مسائل عید	اجتماعی	2:00 تا 3:30

بعد نمازِ عصر

عنوان	تفصیل	نوعیت	وقت
تعلیم/ تجوید		اجتماعی	
تلاوت، تسبیحات، دعا	تلاوت قرآن، مسنون دعائیں، تسبیحات، دعا	انفرادی	

نوٹ: اذان سے قبل اپنی ضروریات سے فارغ ہوکر صفوں میں تشریف لے آئیں تکبیر اولی اور پہلی صف کا اہتمام فرمائیں۔

خود احتسابی چارٹ برائے معتکفین حضرات

تاریخ/دن	مغرب		اوابین	سورۃ ملک، والم سجدہ	عشاء		تراویح 20 رکعت	بیان	تہجد	صلوۃ التسبیح	تلاوت	تسبیحات صبح	دعائیں صبح	فجر		اشراق	چاشت	تعلیم	نوافل زوال	ظہر		مجلس	عصر		تسبیحات شام	دعائیں شام	تجوید سیکھی؟
	تکبیر اولیٰ	صف اول			تکبیر اولیٰ	صف اول								تکبیر اولیٰ	صف اول					تکبیر اولیٰ	صف اول						
21رمضان																											
22رمضان																											
23رمضان																											
24رمضان																											
25رمضان																											
26رمضان																											
27رمضان																											
28رمضان																											
29رمضان																											
30رمضان																											



سمر کیمپ ''فہم رمضان کورس'' 20 / 14

نام ____________ دستخط ____________ تاریخ ____________

کچھ اپنے بارے میں

(1) مجھے فائدہ ہوا مسائل کے اعتبار سے ____________

____

____

____

(2) مجھے احساس ہوا رمضان کو قیمتی بنانے کے اعتبار سے ____________

____

____

____

(3) رمضان کے حوالہ سے میرے طرز زندگی میں تبدیلیاں آئیں ____________

____

____

____

(4) میرا آئندہ کا عزم دینی علوم سیکھنے کا ____________

____

____

____

(5) اس کورس کی بہتری کے لیے میری رائے ____________

____

____

____

آیئے ہم ایک دوسرے کے مددگار بنیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی قدر محترم جناب   امید ہے کہ مزاج بخیر وعافیت ہوں گے

آپ اور آپ کی آراء ہمارے لیے بہت اہم ہیں۔ بہت خوشی ہوگی کہ آپ اس کتاب سے متعلق اپنی کوئی قیمتی رائے، اصلاحی تجویز اور مفید بات بتائیں۔

یقیناً آپ اس سلسلے میں ہمارے ساتھ تعاون فرما کر ان شاء اللہ تعالیٰ ادارے کی کتب کے معیار کو بہتر سے بہتر بنانے میں مددگار بنیں گے۔

امید ہے جس جذبہ سے یہ گزارش کی گئی ہے اسی جذبہ کے تحت اس کا عملی استقبال بھی کیا جائے گا اور آپ ضرور ہمیں جواب لکھیں گے۔

☆ کتاب کا تعارف کیسے ہوا؟________________________________

☆ کیا آپ نے اپنے محلہ کی مسجد، لائبریری یا مدرسہ/ اسکول میں اس کتاب کو وقف کر کے یا کسی رشتہ دار وغیرہ کو تحفہ میں دے کر علم پھیلانے میں حصہ لیا؟____________ نہیں تو آج ہی یہ نیک کام شروع فرمائیں۔

☆ کتاب پڑھ کر آپ نے کیا فائدہ محسوس کیا؟________________________________

☆ کتاب کی کمپوزنگ، جلد اور کاغذ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

معمولی ہے ☐   بہتر ہے ☐   اعلیٰ ہے ☐

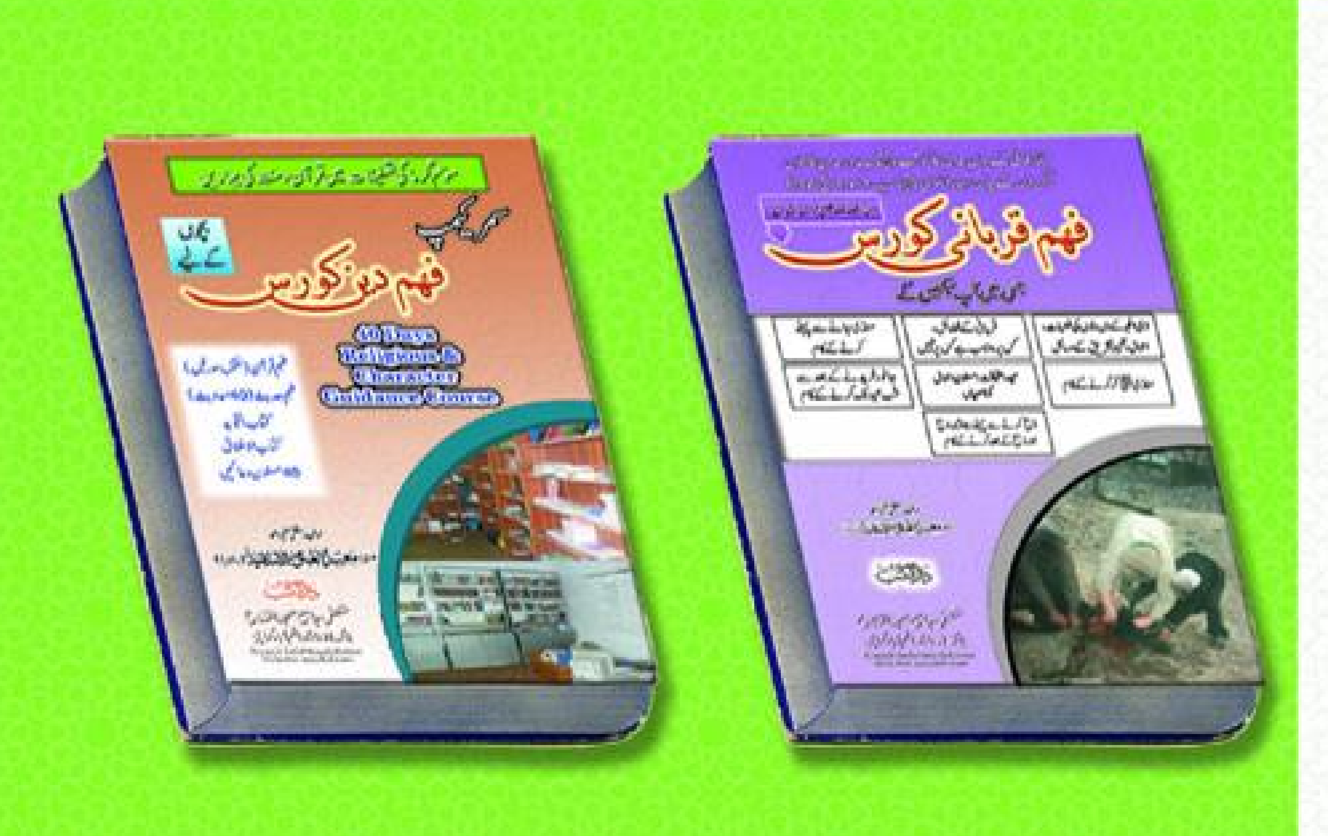
☆ کتاب کی قیمت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

سستی ہے ☐   مناسب ہے ☐   مہنگی ہے ☐

☆ کتاب کی تیاری میں مدد کرنے والے ناشر اور پڑھنے والوں کے لیے دعائیں تو کرتے ہوں گے......

دوران مطالعہ اگر کسی غلطی پر مطلع ہو جائیں تو ان نمبر ز پر میسج یا اطلاع کریں

0331-2607207   -03312607204





مولانا منیر احمد صاحب جامع مسجد الفلاح نارتھ ناظم آباد نے بھی میرے علم کی حد تک قابل قدر مختصر کورسز ترتیب دیئے ہیں اور ان سے عوام کو خوب فائدہ ہو رہا ہے۔

(مفتی ابولبابہ۔ضرب مومن)